فَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا وَھِیَ ظَالِمَۃٌ فَھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَۃٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ ۵ ع ۶ ۱۷ اجز

ترجمہ

کتنی بستیاں ہین کہ ہم نے اُنکو اُجاڑ مارا اور وہ ظالم تھے۔ اُنکی دیوارین چھتون پر گر پڑی ہین اور کتنے کنوئین بیکار خراب اور پکے بلند محل ویران پڑے ہین

تاریخ المسمیٰ باسم تاریخی

اخبار قلعۂ رُسین

۱۳ ھ ۴۰

مؤلفہ مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب بہ مجددہ نقوی مودودی چشتی
متوطن سہسوان ضلع بداین روہیلکھنڈ

۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ع

باہتمام بابو کیدار ناتھ - ورما - بی - اے

ہندوستانی پریس لکھنؤ مین چھپا

۷۰۰ جلد

فہرست مضامین تاریخ اخبار قلعہ رائسین علاقہ ریاست بھوپال

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ معہ مختصر حالات ملک	۳ تا ۱۰	کیفیت تعمیر قلعہ رائسین معہ وسعت شہر	۳۴ تا ۳۵
نمبر ۲ گشت بھوپال		در دور قلعہ	
نمبر ۳ حالات ضلع مشرق	۱۱ تا ۱۲	ذکر حکومت قوم بودھ و تعمیر قلعہ	۲۷ تا ۲۸
نمبر ۴ گشت خاص قصبہ رائسین	۱۳ تا ۱۵	کیفیت و حقیقت قوم گونڈ	۲۹ تا ۳۲
نمبر ۵ ذکر شاہ التمش فاتح اول قلعہ	۱۵	ذکر قوم سہریا	۳۳
نمبر ۲ سلطان علاء الدین خلجی فاتح	۱۶	ذکر قوم جوپیہ میواتی مسلمان	۳۳
نمبر ۳ شاہ محمد تغلق	۱۶	ذکر قوم بیراگیان موگیہ	۳۴
نمبر ۴ صاحب قان فاتح	۱۶	ذکر عمارات قدیم قلعہ	۳۴
نمبر ۵ ہمایون شاہ فاتح	۱۶	ذکر بادل محل و عطردان	۳۴ تا ۳۵
مظالم راجہ سلہدی راجپوت قلعہ رائسین	۱۷	ذکر ہوا محل	۳۶
		ذکر مدرسہ تعمیر آداب نواکم الملک	۳۷
نمبر ۶ بہادر شاہ گجراتی	۱۷	شرح الانبیاء ... گزیٹر دفتر بھوپال	۳۷
ذکر محمود شاہ خلجی مالوہ	۱۷ تا ۱۸	ذکر جلسہ دعوت احباب اقوام ...	۳۸
ذکر سید ... کشی بہادر شاہ گجراتی	۱۸	ذکر تفصیلی جلسہ دعوت ... نواکم الملک	۳۹
ذکر ... پوران مل قلعہ دار رائسین	۱۹		
نمبر ۷ ذکر فتح قلعہ رائسین بدست شیر شاہ	۲۰ تا ۲۲	کیفیت مسجد اندرون	۴۰ تا ۴۱

رفع اختلاف اقوال یہ تطبیق ہر دو	۴۲ تا ۴۴	تصانیف کتب بحکم شاہی وغیرہ	
کلام گزیٹیر و کتبہ قلعہ		تمثیل قلعہ بخیال شاعرانہ	۵۸
وسنگکاری پُرحسرت نظارہ	۴۴	ذکر مسکان قوم کولی	۵۹
عمارات قدیمیہ		ذکر پنج ضرب اتواپ موجودہ قلعہ	۵۹ تا ۶۱
تحقیق شاہ غیاث الدین چھجو لقب	۴۵	ذکر جنگ عظیم یوروپ ۱۹۱۴ء	۶۲
ذکر عہد سلطنت بہلول لودھی	۴۶	ذکر سہ کتبۂ ہندی دروازۂ قلعہ	۶۵
بادشاہ دہلی		ذکر تعمیر ٹانکہ و تالاب در قلعہ	[illegible]
ذکر حضرت امیر کبیر چھجو نام سر۔	۴۶	ذکر مسجد شیر شاہ و شہر شریفیہ و	
صوبۂ کڑا الہ آباد و حضرت امیر خسرو رح		جنگل سیتا پھل	۶۸
رفع اختلاف تحریر گزیٹیر و مثل	۴۷	ذکر ولی عہدی رامچندر	۶۹
دورہ و کتبہ مسجد		ذکر بن باس کرنا راجہ رامچندر کا	۷۰
نقل کتبۂ سنگین مسجد نواب	۴۷ تا ۴۸	سفر راجہ بھرت	۷۱
غالم الملک		راجہ راون کا آنا اور رانی سیتا کو	[illegible]
ذکر مسجد جہانگیر بادشاہ	۴۸	لے جانا	
نقصانات عمارات قدیمیہ از صدمۂ	۴۹	ذکر فتح لنکا و ہلاکت راجہ راون	۷۲ تا ۷۴
برق		ذکر رام پھل	۷۵
ذکر مزار متبرک پیر صلیح الدین رح	۵۰	ذکر تعمیر و شکست بند تالاب رائسین	۷۶
شرح دروازہ ہائے قلعہ	۵۱ تا ۵۲	و تال کلیا کیڑی (گوہر گنج)	
معیار تحقیق و بحث فلسفیانہ بابت	۵۳ تا ۵۷	گرفتاری قلعدار رائسین و سلسلے سند	۷۷

تمسک بنام نواب فیض محمد خان رح	
...ضعف سلطنت دہلی	۷۷
آغاز ذکر جانوران صحرائی	۷۸
نمبر ۱ ذکر نیل گائے	۷۸
نمبر ۲ ذکر سامر	۷۹تا۸۰
نمبر ۳ ذکر چیتل	۸۱تا۸۲
نمبر ۴ ذکر آہو یعنی ہرن	۸۳
نمبر ۵ ذکر چکارہ	״
نمبر ۶ ذکر بھیڑکی	۸۳
نمبر ۷ ذکر شیر	۸۴تا۸۸
نمبر ۸ ذکر تینددوا	۸۹
نمبر ۹ ذکر ہنڈار	۹۰
نمبر ۱۰ ذکر چیتا	۹۱
نمبر ۱۱ ذکر سون کتّا	۹۱تا۹۲
نمبر ۱۲ ذکر ریچھ	۹۳
نمبر ۱۳ ذکر خنزیر (سوئر)	۹۳تا۹۴
نمبر ۱۴ ذکر بھیڑیا	۹۵
ذکر نرخ شہد و موم	۹۶
ذکر قانون اسلحہ	״

ذکر جانوران شکاری پنجہ کش	۹۷تا۹۹
ذکر فوائد اسلحہ بمنسوخی قانون اسلحہ	۱۰۰تا۱۰۲
ذکر کتبہ اول مزار منور حضرت شاہ فتح اللہ رح	۱۰۳تا۱۰۴
مختصر ذکر خیر حضرت خواجہ اجمیری رح	۱۰۵
ذکر حضرت سید مسعود غازی رح	۱۰۶
ذکر شہادت حضرت سید ابراہیم رح	۱۰۶
و زیارت در سہسوان	
ذکر مزار حضرت شاہ فتح اللہ رح	۱۰۷
تفصیل مکانات اندر احاطہ زیارت	۱۰۸
نقل کتبہ ثانیہ زیارت	۱۰۹
کیفیت ہر دو مواضع معافی زیارت	۱۱۰تا۱۱۱
و آمدنی	
نقل پروانہ شاہ فرخ سیر	۱۱۲
ذکر زیارت پیر برہم شاہ رح	۱۱۳
ذکر مزار پیر لٹوریا رح	״
مرمت عیدگاہ قدیم عالمگیری	״
نقل اشعار کتبہ عیدگاہ قدیم مرمت شدہ	۱۱۴
ذکر حوض آب شیرین رائسین	۱۱۵تا۱۱۶
ذکر تالاب قصبہ رائسین	۱۱۷

ذکر تعمیر مندر جدید بر تالاب در ۱۳۲۳ھ	۱۱۷
تعمیر عیدگاہ جدید بر تالاب و قطعہ تاریخ در ۱۳۲۷ ہجری	۱۱۸
نقل قطعہ تاریخ عیدگاہ در ۱۲۸۷ھ	۱۱۸
ذکر مرمت مسجد قدیم شکستہ و نقل اشعار در ۱۲۹۵ھ و قطعہ تاریخ	۱۱۹
دوبارہ مرمت مسجد بر تالاب و قطعہ تاریخ	۱۱۹
سہ بارہ تعمیر پختہ مسجد	۱۲۰
ذکر شاہی عمارات پختہ بیرون قصبہ	۱۲۰
ذکر مزار حضرت جہانگیر شاہ دہلوی وغیرہ	۱۲۱ تا ۱۲۳
خاتمہ کتاب از مصنف	۱۲۴ تا ۱۲۶
ذکر ہاٹھ بازار قصبہ	۱۳۳
ذکر سرائے قدیم	۱۳۴
ذکر جدید تعمیر شدہ [illegible]	۱۳۵
ذکر تنظیم و فریاد مسلمانان	۱۳۵
ذکر تعمیر جدید دھرم شالہ	۱۳۶
ذکر سازش دیگر	۱۳۶
[illegible] اہلکاران نظامت	۱۳۷
تحقیقات قابل توجہ ناظم صاحب	۱۳۸ تا ۱۴۲

ذکر مسافر خانہ قدیم ضمناً	۱۴۲
ذکر قابلیت ذاتی حاکم پرگنہ	۱۴۳ تا
ذکر اخفائے کارروائی عدالت ضابطہ از مدعیان بالخصوص	۱۴۶
تنقیح و انتخاب امور تکمیل طلب	۱۴۷ تا
تفاریق	۱۵۲ تا
قطعات	۱۵۵ تا
قصیدہ و قطعات	۱۶۰ تا
ذکر حضرت خواجہ قطب الدین مودودی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۹
ذکر حضرت خواجہ خطیر رحمۃ اللہ علیہ و قطعات تاریخی از مصنف ہذا	۱۷۳ تا
در تحقیقات مقام چشت	۱۷۵ تا

صحت نامہ تاریخ اخبار قلعہ رائسین سنہ ۱۳۴۴ ہجری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۳	نام	تمام	۵۰	۱	ہوا	اور
۵	۱۰	ہہین	ہین	+	+	+	+
۶	۶	یار	بازہ	۵۹	۱۵	اد	اور
۹	۱۴	میرا	ہیرا	۶۳	۴ حاشیہ	سہے	پناہ
۱۱	۷	۵ٹی	اٹی	״	۵ ״	کی جرمن	جرمن کی
۱۲	۱۵	عامیہ	عالیہ	۶۷	۱۴	اور	×
״	۱۶	النعامہ	النعام	۶۸	۱	دودی	دوری
۱۵	۱۴	ممکن کو	ممکن	״	״	حادی	جاری
״	۱۶	گزہیر	گزیٹیر	۷۲	حاشیہ	سنہ ۹۶ء	سنہ ۱۹۱۶ء
۱۷	۱۴	مانڈو	مانڈو	״	״	ہنت	ہتادی
״	۱۷	بیوات	میوات	״	״	فاض	فاضل
۱۹	۱۲	حد	بعد	״	״	ہسفہ	خلیفہ
״	۱۹	سیفقدر	سبقتت	״	״	سنہ ۹۶ء	سنہ ۱۹۱۶ء
۲۵	۷	سملن	ممکن	۷۳	۳	وہ	وہان
۲۶	۵	سے	×	״	״	رنجکان	رائگان
۴۰	۱۹	×	سکے	۷۴	۷	قلعہ	قلہ
۴۳	۱۳	سکی	اسکی	۷۵	۱۰	اور	×
״	۱۸	وحد	واحد	۹۳	۱۷	قاصم	قدیم
۴۹	حاشیہ	بادسہ	ازصابہ	۹۶	۱۳	زریعت	زرعیت

۷۸۶

الا ان نصر اللہ قریب ۰

تاریخ قصبہ رائسین و دارالاقبال ریاست بھوپال

المسمیٰ باسم تاریخی

اخبار قلعہ رائسین

۱۳۴۰ھ

مولفہ

علامۂ زمانہ مورخ یگانہ جناب مولانا سید عبد الباقی صاحب نقوی مودودی چشتی
متوطن سہسوان ضلع بدایون
ملک روہیلکھنڈ

۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۲ھ
بحسن اہتمام بابو کیدار ناتھ صاحب ورما

ہندوستانی پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

مرتبہ اول ۱۰۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

تاریخ رئیسین

علاقہ ریاست بھوپال

المسمّٰی باسم تاریخی

اخبار قلعہ رائیسین

۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیء قدیرہ
اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ الذین ھم اشداء علی الکفار و رحماء بینھم و علینا و علیٰ جمیع اُمتہ المرحومۃ و بارک وسلم۔

ملک محروسہ بھوپال حرسہا اللہ عن الزوال آمین فتنۃ الکفار والاشرار بروئے نقشہ شمولہ آخر غیاث اللغات طول ایک سو گیارہ ۱۱۱ درجہ و عرض تیئیس ۲۳ درجہ اقلیم دوم تا حد دکن ہے اور جغرافیہ مرتبہ بھوپال مطبوعہ سنہ ۱۹۱۲ء و بروئے

سلہ فقرہ تاریخی تالیف ہذا از مکرم منشی عبدالرزاق صاحب کانپوری مولف البرامکہ و نظام الملک طوسی ۱۲

(یادگار عجیب از مخدومی مولوی عبدالباقی) —— نقوی چشتی
۱۳۴۱ھ

رپورٹ سالانہ ریاست بابت سنہ ۱۳۲۶ف مطابق یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء لغایت ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء (۷۲۷۸) میل مربع وطول شرقاً غرباً (۱۷۰) میل اور عرض شمالاً جنوباً (۹۳) میل ہے اور کل مردم شماری بابتہ سنہ ۱۹۱۱ء (۷۳۰۳۸۳) بشرح ذیل ہے۔ کل مرد (۳۷۰۵۶۰) وعورت (۳۵۹۸۲۳) ہندو (۵۸۴۱۰۲) جینی (۵۰۸۹) جنگلی (۵۸۶۱۱) مسلمان (۸۱۹۰۹۶) دیگر قوم کرسچین وعیسائی (۵۸۵) اور یہ ملک جانب جنوب وسط ہندمیں واقع ہے۔

کل رقبہ اراضی ملک مع جاگیرات ومعافیات عطیہ ریاست (۳۶۵۲۹۱۷) ایکڑ بشرح ذیل ہے۔

کل الاراضی خالصہ ریاست معہ جاگیرات ومعافیات متفرق باستثنائے جاگیرات ہرسہ نوابزادگان (۳۲۸۷۳۲۹) بشرح ذیل ہے۔ خاص خالصہ سرکاری (۲۷۱۷۸۵۷) اور جاگیرات متفرقہ (۵۶۹۴۷۲) ایکڑ ہے۔ اور جنگل خالصہ سرکاری (۶۵۶۷۷۶) ایکڑ ہے۔ منجملہ اس کے زیر کاشت (۱۳۰۰۴۴۴) ایکڑ اور ممکن الزراعت معہ بیڑ گاہ مختلف الاقسام (۱۱۸۰۸۷۶) ایکڑ ہے جو افتادہ غیر آباد ہے اور رقبہ غیر ممکن زمین اور پہاڑ وغیرہ کا بہ نسبت اراضی

حاشیہ صفحہ ۲ سالانہ رپورٹ سنہ ۱۳۲۱ف سنہ ۱۳۲۵ صفحہ ۳ رپورٹ سنہ ۱۳۲۶ف سنہ ۱۳۲۵ بوجہ تنازع سرحد مابین بھوپال واندور (۱۰۰۳) ایکڑ اراضی کم ہو گئی ۱۲ منہ صفحہ ۷ سالانہ رپورٹ سنہ ۱۳۲۳ف

مزروعہ زیر کاشت کی دو ثلث ہے۔ جس مین جنگل جھاڑی بیکار بکثرت اور کارآمد کمتر ہے
اور علاوہ اس کی اراضی جاگیرات جناب نواب زادگان والا شان ہے
جسکا رقبہ (۲۳۹۱۹۶) ایکڑ ہے جو اراضی خالصہ وغیرہ سے جدا ہے تفصیل یہ ہے
سر عالیجاہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ولیعہد کے جاگیری مواضع
(۷۵) ہین جن کی آمدنی نکاسی یک لکھ و شصت ہزار اور رقوم سوائے جنگل
وغیرہ نوے ہزار جملہ دو لاکھ و پنجاہ ہزار ہے۔ اور جناب حافظ حاجی نواب
محمد عبید اللہ[1] خان صاحب بہادر جنرل افواج بھوپال کے تعداد مواضع جاگیر
(۶۷) اور تعداد آمدنی لگان معہ رقوم سوائے جنگل وغیرہ دو لاکھ پنجاہ ہزار اور
جاگیر جناب نواب زادہ حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر مشیر المہام ہوم و پبلک
ڈپارٹمنٹ یعنی فرزند اصغر معلی القاب جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
بالقابہا دام شوکتہا۔ کے تعداد مواضع (۴۸) آمدنی لگان معہ رقوم سوائے
جنگل وغیرہ۔ دو لاکھ دس ہزار ہے۔ آپ کا خطاب افتخار الملک ہے۔
اس تمام ملک محروسہ مین کل ایسے مواضع و قصبات جن کے کاغذات بھی
ذریعہ پٹواریان باضابطہ داخل تحصیلات ہوتے ہین۔ (۴۰۰۳) ہین۔ اور
دیہات داخلی یا جنگلی ہین۔ جو متعلق محکمہ جنگلات ہین۔

---

[1] افسوس آپ کا انتقال پر ملال بعد تسوید کتاب ہذا ۱۰ شعبان ۱۳۴۲ہجری ۲۴ مارچ ۱۹۲۴ء
بروز دوشنبہ کو خاص شہر بھوپال مین بعمر تخمینی ۴۸ سال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ بیحد ہنر پرور علم دوست سخی
مہمان نواز شجاع و دلیر تھے ۱۲ منہ از ہمارے اخبار لکھنؤ۔ آپنے اعلیٰ تعلیم ملک و قوم کی لئی پانچ لاکھ روپیہ نقد عطا
فرمائی۔ آپکو خطاب محسن الملک اہل ملک نے پیش کیا ۱۲

صفحہ ۱۸ سطر ۲۰ تذکرۂ نوابزادگان

آراضی مزروعہ زیر کاشت خالصہ کی نکاسی یعنی زر لگان خالص ۱۳۲۶ فصلی میں (٣٢٩٦٠٦٥) روپیہ ہے - اگر متفرق آمدنی ابواب سوائے سائر وجنگل وکورٹ فیس عدالت یعنی آمدنی اسٹامپ وآبکاری و ریلوے وغیرہ داخل وشامل کرلی جائے تو کل رقم آمدنی خالصہ ریاست (٦٢١٠٧٥٢) روپیہ سالانہ کے ہوجاتی ہے - کل مصارف ملازمانی صیغہ مال بجٹ بابت ۱۳۲۶ فصلی (٠٠٦١٣١٣) روپیہ تھی - دوسرے مصارف صیغہ جوڈیشل و پولیس وفوج وغیرہ ملاکر (٦٠٨٩٢٤٨٤٥) روپیہ ۱۳۲۶ فصلی میں صرف ہوئے اور صرفہ جیب خاص وڈیوڑھی سرکار عالیہ اس کے علاوہ ہے - ۱۳۲۵ فصلی گذشتہ میں (٥٨٤١١٣٢) کا صرفہ تھا - ان مصارف مذکورہ میں صرفہ معالجات وشفاخانجات یونانی و انگریزی وغیرہ ہیں -

تعدادی (١٦٢٣٠١) اور صرفہ تعلیمات مدارس عربی فارسی ہندی انگریزی وغیرہ (٣١٧١٥٧) اور صرفہ امور مذہبی (١٤٣٠٦٠) داخل وشامل ہیں اور مصارف بنام نہاد فوج ریاست (٨٧١٨٠٠) ۱۳۲۶ فصلی میں ہوئے یہ صرفہ بتدریج ترقی پذیر سالانہ ہے - اور یہ کل فوج بوجہ کمال خلت واتحاد باہمی گورنمنٹ برطانیہ کے کسی حصے ملک میں وقت ضرورت خدمتگزار وجان نثار رہتی ہے اسکی تبادلہ وروانگی وقیام وبرطرفی وبحالی کا نواب عبیداللہ خانصاحب بہادر کو بمشورہ یورپین افیسران گورنمنٹ کامل اختیار ہے جس سے کمال

سالانہ جغرافیہ بھوپال مرتبہ ۱۳۲۳ ہجری میں چوتھ لاکھ آمدنی سالانہ درج ہے ۱۲ منہ

خلوص دوستی فرمانرواے ریاست ظاہر ہے - اور اصلی پالیسی اور روشن خیالی
و دوراندیشی افسران و ارکان حکومت ہند کی بھی اظہر من الشمس ہے اور
بہی خواہی و خیر طلبی ریاست کی دلیل روشن - بموجب رپورٹ سالانہ بابتہ
سنہ ۱۳۲۵ فصلی کے جملہ جاگیردار ان متفرق ہرچہار اضلاع ریاست مین (۱۷۹)
ہین جن کے قبضہ مین (۵۱۳) مواضع ہین - ان کا رقبہ اراضی (۱۸۱۵۹۱۱)
بیگھہ تھی - مگر اب بموجب رپورٹ سالانہ سنہ ۱۳۲۶ فصلی کی (۳۶۴) بعد بازیافت
بعض دیہات جاگیری باقی رہے - ان کی سندی آمدنی سنہ ۱۳۲۵ فصلی مین
(۵۲۷۹۳۴) اور واقعی وصولی (۳۷۴۸۳۲۲) ہے - اور جملہ
معافی داران (۷۶۹) اشخاص ہین - انکا رقبہ اراضی (۱۴۶۳) بیگھہ ہے
سندی جمع (۱۲۳۹۹) اور واقعی وصولی (۲۲۳۱۸) روپیہ سالانہ ہے
بموجب قانون مجریہ حال ہر جاگیردار و معافی دار سے رقم سواے شکرانہ
وغیرہ دس روپیہ فی صدی جمع سند پر لیا جاتا ہے بجز اُن کے جن کو
معافی بطور خیرات کے عطا ہوئی ہے - یا وہ معزز و ممتاز جاگیردار مستثنیٰ ہین
جن کی جاگیرین معہ اُن کے تحصیلدار قانون گو پٹواری وغیرہ باضابطہ اُنکی
ذریعہ ریاست سے علحدہ کیے جاتے ہین - ان جاگیرداران خاص کو صرف
ایک روپیہ چودہ آنہ فی صدی ریاست مین دینا پڑتا ہے - ان کی کاغذات
دفتر ریاست سے جدا اُن ڈیوڑھیات کے دفاتر مین باضابطہ محفوظ رہتی ہین
یہ معزز و محترم جاگیردار اسوقت صرف تین حضرات ہین جو خاص عمائد ریاست
قرۃ باصرہ شاہی نور نظر عین والیہ عالیہ فرمان رواے ملک بھوپال ہین

سلمہم اللہ تعالیٰ بالاقبال۔ آمین۔ مذکورہ رقم آمدنی جملہ ریاست مین۔ رقم آمدنی جی۔ آئی۔ پی کمپنی ریلوے۔ اسٹیٹ بھوپال از شہر ہوشنگ آباد سی پی تا بھیلسہ گوالیار لائن طولاً (٧٦) اور از بھوپال تا حدود گوالیار (٣٣) میل مین کمپنی سے ریاست کو بروے حصہ (٧٥٥٤٨٣) وصول ہوکر شامل ہوتے ہین برسبیل ذاتی علم کے ظاہر کردینا مناسب سمجھتا ہون کہ آغاز سلسلۂ آمدنی ریلوے نواب مولوی حاجی محمد عبد الجبار خانصاحب " سی آئی۔ ای سابق مدار المہام ریاست کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اس سے پہلے کمپنی ریلوے سے باوجود اقرار و معاہدہ تحریری کے ایک مدت تک ریاست کو حصہ نہین دیا جاتا تھا جیسا کہ مشہور ہے۔ یہ حضرت ماہ جمادی الاولیٰ ١٣٠١ ہجری مین عہدۂ وزارت تشریف لائے۔ اور پانچ سال چند ماہ بعد استعفا دیکر واپس گئے یہ بزرگ بے حد متواضع۔ خلیق۔ خدا پرست نفع رسان خلائق و خیر طلب رئیس وقت و رعیت تھے۔

آمدم برسر مطلب۔ الغرض جملہ اراضی خالصہ ریاست و اراضی جاگیرداران و معافی داران متفرق مین کل ذرائع آبپاشی بتشریح ذیل ہین تالاب (١١٤٣) و چاہات (٢٢٤٠) بتفصیل ذیل ہین۔

چاہ پختہ (٨٠٧) چاہ نیم پختہ (١٤٣٤) چاہات خام (٣٧٩٠) اسکے علاوہ

[illegible] یہ ریل حدود ریاست بھوپال مین بعہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان جاری ہوئی [illegible] نومبر ١٨٨٤ء مطابق ١٣٠٢ ہجری کو جاری ہوئی۔ [illegible] نیم پختہ وہ چاہ ہے جو صرف اینٹ یا پتھر سے بلا آمیزش چونہ وغیرہ تعمیر کیا جائے۔ [illegible] خام سے وہ چاہ مراد ہے جو بلا تعمیر ہو [illegible]

آمد نی جو مشابہ بطور ڈھیکلی وغیرہ کے ہوتی ہین (۱۰۵۴) ہین اس ملک مین اوسط بارش (۵۰ – ۶۰) انچ کم وبیش اکثر ہے - اس ریاست مین متعدد ڈاکخانجات ہمیشہ سے ریاست کے قائم تھے جن کا صرفہ تخمیناً سولہ سترہ ہزار سالانہ روپیہ ہوگا - مگر اس مقابلہ مین آمدنی کم ہوتی تھی - لہذا بالمشورہ اہلکاران قابل وتجربہ کار ڈاکخانہ ریاست کے برخاست کرکے تمام ملک محروسہ مین (۵۵) ڈاکخانے گورنمنٹ کے قائم کرا دیئے گئے انا الذرالخراب اغنین کے واسطہ سے سرکاری کاغذات ریاست کے آمد ورفت بلا اخذ رسید وبغیر کسی فرمداری کے - اندرحدود ریاست رہتی ہے[۱] - ریاست کو سروس ٹکٹ جس قدر بھی ضرورت ہو دیدیئے جاتے ہین صرف اُجرت چھپائی لیجاتی ہے - جس کا تخمینہ پانچ چھ ہزار روپیہ سالانہ ہوگا - یہ ملک تمام - چار اضلاع مشرق مغرب - شمال - جنوب - نام پر منقسم ہوکر اسوقت جملہ (۲۷) تحصیلات پر منضبط ومربوط ہے - اس مین بوجہ قلت مردم شماری اکثر اراضی ممکن قابل کاشت بلا تردد وزراعت تقریباً ۱۲ لاکھ ایکڑ بنجر افتادہ پڑی ہے - جو باوجود بیدار مغزی وروشن ضمیری سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی بہ سبب بے توجہی وناتجربہ کاری عمال ذمہ دار کی آمدنی صیغہ مال کا نتیجہ عیان ہے جس کی زیادہ صراحت غیر مناسب موقع ومحل ہے - اس شہر کو زمانہ سابق راجہ بھوج پال نے اپنے نام پر آباد کیا تھا - بوجہ کثرت استعمال بھوپال رہگیا[۲]

ڈاکخانہ جات

سلہ یہ امر قابل افسوس ہے وبعض القرسین ذمہ وار ہوگیا اب کل منافع ڈاکخانہ بہ طانیہ لیتی ہے ۱۲ یاسین

سلہ از تاریخ بھوپال وجغرافیہ بھوپال مرتبہ سنہ ۱۳۲۴ھ ۱۲ منہ

اس راجہ کے عہد کا ایک قلعہ سنگین کی چار دیواری لب تالاب کلان آبادی شہر سے جنوب کو ملحق و متصل باقی ہین - جو قلعہ کہنہ کے نام سے مشہور ہے یہ قلعہ بھوپال کے بڑے تالاب کے بند پر اپنے بانی کا یادگار اب بھی موجود ہے اس کے دو دروازے قدیم شمالی و جنوبی مستحکم بحالہ موجود ہین - اسی قلعہ کہنہ مین ملحق دیوار شرقی ایک دالان در دالان سہ منزلہ پختہ پنچ درہ قدیم ابتک موجود ہے کہتے ہین کہ یہ بقیہ حصہ محل رانی کملاپتی کا گردش زمانہ کے سفاک ہاتھون سے بچ رہا ہے- اس مین سے رانیان وغیرہ بغرض غسل و اشنان جنوبی تالاب مین آتی جاتی تھین - دالان زیرین مین جو مثل تہخانہ پختہ کے روشن و ہوادار ہے - تالاب کا پانی اب تک لبریز و جاری وساری رہتا ہے اور زینہ اور فرش پختہ پتھر کا ہر سہ منزل دالان مین بدستور مسلسل قائم ہے اس قلعۂ کہنہ مین قریب فصیل مغربی جانب تالاب کلان بہت خوبصورت بلند مزار پختہ سنگین نواب[۵۱] فیض محمد خان بن نواب[۵۲] یار محمد خان خلف اکبر امیر دوست[۵۳] محمد خان کا موجود ہے - رحمہم اللہ

اصل مین یہ ریاست قائم کردہ امیر دوست محمد خان میرازی خیلی افغان تیراہ کے ہے - جو سپاہیانہ وضع سے بہ تلاش معاش وارد ہندوستان ہوئے یہ بحد جری و صاحب تدبیر و شمشیر تھے - جن کی وفات سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین ہوئی

[۵۱] متوفی سنہ ۱۱۹۲ ہجری ۱۲ [۵۲] متوفی سنہ ۱۱۶۱ ہجری ۱۱ [۵۳] امیر دوست محمد خان مرحوم کا مقبرہ قلعہ فتح گڈھ شہر مین ہے ۱۲ منہ

ان کے عہد مین رقبۂ ملک بہت وسیع و بسیط ہو گیا تھا۔ بھلسہ۔ ساگر شجاع پور وسارنگ پور ومالوہ وہوسنگ آباد وغیرہ بزور شمشیر فتح کر کے اپنے قبضہ مین کیا شہر پناہ سنگین مع برجون کے اور ایک قلعہ شہر بھوپال مین آبادی کے قریب جانب مغرب تعمیر کرایا جو بدستور موجود اور قلعہ فتح گڑھ کے نام سے مشہور ہے اس قلعہ کے اندر بلند حصہ پہاڑ پر کنارہ تالاب دوسرا قلعۂ سنگین بنوایا جس کو بالا قلعہ کہتے ہین۔ اس مین پرانی وضع کی توپ بندوق ودیگر ہتھیار میگزین وغیرہ ہر وقت موجود رہتے ہین۔ ان کی وفات کے بعد باہمی جنگ و جدال کی وجہ سے بہت کچھ ملک غیرون کے قبضے مین پہونچ گیا۔ الحمد للہ بقیہ ملک انھین کی اولاد احفاد کے قبضہ و اقتدار مین آج تک مسلسل و متوارث برابر چلا آتا ہے۔ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس خطۂ اسلامی کو بہ ترقی دولت و اقبال و تزاید شوکت و اجلال باتباع احکام قرآن وحدیث مدام پائدار و برقرار رکھے۔ آمین۔ الغرض جو کچھ اوپر مختصراً لکھا گیا وہ سب واقعات ضمنی و تمہیدی بنا بر مزید تعارف و بصیرت ناظرین تھا۔ ہم کو اسوقت مقصود بذات خاص قصبۂ رائیین اور قلعۂ رائیین کے حالات تاریخی تحریر کرنا مد نظر ہین جو مستقر خاص ناظم ضلع ہے مگر باعتبار موقع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ حالات اس خاص ضلع مشرق کی بھی بنظر مزید آگاہی و دلچسپی ناظرین بامذاق کے درج کر دین۔

ضلع مشرق

منجملہ چار اضلاع مذکور ریاست کے ایک یہ ضلع مشرق ہے جسکا کل رقبہ بروے کاغذات بابتہ ۱۳۲۹ فصلی کے (۱۵۵۴۴۴۴) بیگھہ منجملہ اسکے (۵۶۸۲۰۷) بیگھہ مزروعہ ہے۔ اور (۹۸۶۲۳۷) غیر مزروعہ ہے اس مین سے غیر ممکن و پہاڑ وغیرہ (۵۸۲۱۳۱) بیگھہ ہے اور (۴۰۴۱۰۶) ممکن الزراعت ہے۔ اس ضلع کی کل مزروعہ کی آمدنی بابتہ ۱۳۲۹ فصلی بعد رقم ہوا ہے (۱۳۰۰۵۹۴) اور خرچ ضلع ہذا کے صیغہ مال و دیوانی وغیرہ (۲۱۸۵۴۷) ہے۔ اس ضلع مین کل آٹھ تحصیلات اور مواضعات (۸۷۰) ہین۔ منجملہ ان کے مواضع خالصہ (۷۴۵) ہین۔ اور (۱۲۵) مواضع جاگیری (۲۸) اشخاص کے نام منجانب گورنمنٹ بھوپال عطا ہین۔ مواضعات جاگیر کا رقبہ بروے رپورٹ سالانہ صفحہ ۹۳ ۱۳۳۵ فصلی (۲۲۲۷۴۷) بیگھہ ہے اور سندی جمع (۶۶۱۷۴۶) اور واقعی وصولی (۸۰۲۰۳) روپیہ سالانہ ہے اور معافی داران کی تعداد (۱۶۲) ہین۔ ان کے قبضہ معافی مین (۱۷۷۴) بیگھہ رقبہ ہے۔ اور جمع سندی (۸۵۲) روپیہ ہے۔ اور لگان واقعی (۱۱۳۵۳) روپیہ سالانہ ہے۔

ضلع ہذا مین ذرائع آبپاشی بتفصیل ذیل ہین۔ تالاب (۱۰۸) چاہات (۱۰۴۵) بشرح ذیل ہین۔ چاہ پختہ (۸۳) چاہ نیم پختہ (۶۲۶) چاہات خام (۳۳۶) اس ضلع مین کل اراضی آبپاشی (۱۶۲۸) بیگھہ ہے۔

ان اعداد و شمار مذکورہ سے ظاہر ہے اور نیز بچشم دید تجربہ ہے کہ اس
ملک کے کاشتکار عموماً آبپاشی کے زیادہ عادی نہیں ہیں نہ اس کی خوبی اور
منافع خداداد سے خبردار اس لیے آبپاشی کی جفاکشی سے اکثر جان چھپاتے
ہیں اور موجودہ پیداوار قدرتی پر قانع رہتے ہیں - اس عدم توجہی کاشتکاران
کے متعدد اسباب ہیں جن کی تفصیل بحیثیت تاریخ نگار رائیں ہونے کے
ہمارا کام نہیں ہے صرف اس قدر کافی ہے کہ حکام مقامی کی ناواقفیت
اور عدم توجہی اور حکام بالادست کی دفع الوقتی اور ایام گزاری اس کا
سبب اصلی ہے -

خاص پرگنہ رائیں

خاص تحصیل رائیں مستقر حکومت ناظم ضلع میں بروئے رپورٹ
انگریزی سالانہ ۱۱-۱۹۱۰ء و بروئے کاغذات نظامت بابت سنہ ۱۳۲۹ فصلی
جملہ مواضع (۱۴۷) ہیں اور آمدنی تخمینی (۶۸۱۴۹) سالانہ ہے - اس کے رقبہ
اور تعداد مواضع کے دیکھتے ہوئے حکام مقامی کی عدم توجہی ضرور پائی جاتی ہے کہ
ضرورت سے کم ہے - اگر توجہ کی جائے تو آمدنی اضعاف مضاعف یقینی طور پر ہو سکتی ہے - اگرچہ اس
سال بیگم صاحبہ عالیہ بالقابہا نے تقریباً (۹) ہزار روپیہ کاشتکاران و مستاجران پر بقایا
سرکاری کا معاف فرما دیا ہے مگر افسوس کہ حکام کی بے خیالی سے سرکاری [illegible] انعام
خسروانہ بھی سودمند نہیں ثابت ہونے پایا - اور افتادگی برابر اپنی جگہ پر قائم ہے بلکہ
کچھ افتادگی میں ترقی ہے اور فراری کاشتکاران برابر جاری ہے [1] - [illegible]

[1] یہ حسن انتظام افسران [illegible] حال ہے جو قابل و تجربہ کار نہیں -

حالاتِ قصبۂ رائسین
و
اخبارِ قلعۂ رائسین

۱۳۴۰ھ

یہ قصبہ[1] مستقر حکومت ضلع مشرق جو شہر بھوپال سے جانب مشرق (۱۳) کوس (۲۶) میل دامن کوہ بندھیاچل پر آباد ہے جو اس وقت تک زمانۂ قائمی ریاست ۱۱۵۳ھ قدسی سے ضلع مشرق کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس قصبہ مین عمارات عدالت دیوانی و فوجداری و مال متعلق نظامت ضلع بہت عالی شان زیر دامن کوہ اور قلعہ سے جانب مشرق عہد حکومت عہد جناب نواب سکندر بیگم[2] صاحبہ مرحومہ خلد نشین اور

---

[1] اس قصبہ رائسین کو ایک ہزار سال قبل حضرت مسیح علیہ السلام راجہ رائسین نے اپنے نام پر آباد کیا تھا یا بوجہ تعمیر تا ہم اُسکے نام سے قصبہ آباد شدہ قدیم مشہور ہو گیا جیسا کہ تاریخ ہند قدیم ترجمہ اُردو مین ہے۔ زبان ہندی مین (راے) مہتر و سردار کو کہتے ہین۔ (سین) اُسکا نام تھا۔ اب دونون لفظ راے سین جو پہلے جدا جدا تھے۔ اب باہم ملکر نام مقام ہو گیا اب دونون لفظون کا ملکر کلمۂ واحدہ ملا کر لکھنا صحیح ہو گا یعنی رائسین۔ جیسے بھیلسا ‍ بعل نام صنم بک نام پوجاری۔ اب دو لفظ ملکر نام ایک موضع مقام عرب ہے اور جیسے کلکتہ دراصل نام کالی نام بت اور کتہ نام بانی مندر تھا اب نام شہر ہو کر مثل کلمۂ واحدہ کے ملا کر لکھنا درست ہے۔ ورنہ غلط۔ یہ شہر کلکتہ حصہ مشرقی ہندمین بجانب بنگالہ قریب سمندر ہے مردم شماری چودہ لاکھ تقریباً ہے جو عرصہ ڈیڑھ سو سال سے دارالحکومت برٹش گورنمنٹ رہا اب دسمبر ۱۹۱۲ء سے بعہد تاجپوشی جارج پنجم شہر دہلی دارالحکومت و قیامگاہ وائسرائے گورنر جنرل شاہ انگلینڈ ہو گیا یہ شہر کلکتہ عظیم الشان بندرگاہ تجارتی ممالک یورپ و امریکہ چین و جاپان وغیرہ کا ہے ۱۲ منہ

[2] ۵۲ یہ بیگم صاحبہ بیگم وقت پیدا ہوئیں ماہ رمضان ۱۲۳۳ھ ہجری مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو بعمر باون سال وفات پائی حکومت کی مدت پچیس سال ۱۲

سنہ ۶۲۲ ہجری مین فتح کرکے تمام ملک پر قبضہ و تصرف کیا۔ دوسرے سلطان علاؤالدین خلجی سکندر ثانی نے سنہ ۶۹۲ ہجری مین اس قلعہ کو فتح کیا۔ غالبًا یہ فتح بعہد ولیعہدی خود بعہد حکومت اپنے چچا سلطان جلال الدین خلجی شہید کے حاصل کی ہو۔ کیونکہ اس فتح کے چار سال بعد سنہ ۶۹۶ ہجری مین خود تخت نشین ہوا۔ دیکھو مقالہ دوم تاریخ فرشتہ۔ دفتر گزیٹیر مین بعاوت معہود حوالہ کتاب ماخذ نہین دیا نہ کچھ صراحت درج ہے۔

تیسرے سلطان محمد شاہ تغلق نے سنہ ۷۴۲ ہجری مین قلعہ بھیلسہ و قلعہ رائسین فتح کرکے زیر حکومت صوبہ ساگر کر دیا۔

چوتھے صاحب خان سنہ ۹۱۷ ہجری مین فتح کرکے خود حاکم قلعہ رائسین وغیرہ ہوگیا یہان یہ الجھن رہتی ہے کہ سنہ ۹۱۷ ہجری مین عہد حکومت سکندر ابن بہلول لودھی بادشاہ کا تھا۔ دفتر گزیٹیر سے یہ پتا نہ چلا کہ یہ صاحب خان نامی فاتح قلعہ۔ کون شخص تھے۔ کوئی امیر یا سردار سلطان دہلی کے ہین یا مالوہ و گجرات کے امرا سے یا کوئی باغی خود سر ہے۔ عند الاستفسار اہلکاران گزیٹیر اپنے علم کے محدود ہونے کا عذر کرتے ہین۔

پانچوین ہمایون بادشاہ نے سنہ ۹۳۱ ہجری کو بعد سخت جنگ و محاربہ قلعہ رائسین کو فتح کرکے قوام خان حاکم بھیلسہ کے سپرد کر دیا ہمایون نے بھی یہ قلعہ اپنے زمانہ ولیعہدی مین غالبًا بایماے بابر بادشاہ فتح کیا ہوگا کیونکہ ہمایون سنہ ۹۳۷ ہجری مین تخت نشین ہوا گزیٹیر مین کچھ اس کی صراحت نہین ہے۔

فتح دوم سلطان علاؤالدین خلجی ۶۹۲ھ

فتح سوم محمد شاہ تغلق ۷۴۲ھ

فتح چہارم صاحب خان ۹۱۷ھ

فتح پنجم ہمایون بادشاہ ۹۳۱ھ

ذکر مظالم راجہ سلہدی راجپوت قلعہ رائسین
بمعہ بہادر شاہ گجراتی

چھٹی[۱] بہادر شاہ گجراتی نے ۹۳۸ھ ہجری مطابق ۱۵۳۱ء مین اس قلعہ رائسین وقلعہ اشٹہ وبھیلسہ وغیرہ کو بعد سخت جنگ کے فتح کیا۔ اس کا واقعہ یون ہے کہ راجہ سلہدی پوربیہ راجپوت داماد راجہ چتور گڈھ جو قلعہ رائسین و تمامی علاقۂ اجین وگوالیار وغیرہ کا حاکم مستقل وفرمانرواے خودمختار بیحد متکبر ومغرور وظالم تھا۔ اس نے بہ جبر وستم وحشیانہ کئی سو عورات مسلمان چدیپ ومعزز خاندانی کو جن مین حرم محترم سلطان ناصر الدین شاہ دہلی مرحوم بھی شامل وشریک تھین اثناے سفر سے جبراً گرفتار کرکے قلعہ رائسین مین لے آیا۔ اور ان کے ہمراہی سپاہی وافسران جنگ مقابلہ مین سب شہید ہوگئے۔ ان بیچاری غریب عورتون پر شبانہ روز بیحد مظالم کرتا تھا اپنے دربار ومجالس اور کوچہ وبرزن وبازار شہر وغیرہ مین جبریہ برہنہ سر وپا بذلت ورسوائی تمام پھراتا۔ اور نچواتا۔ بصورت توقف تعمیل فوری سپاہی موذی ان کی ہمراہی سخت تعذیب کرتے۔ تاآنکہ بعض عفت مآب سختی مصائب سے بیہوش اور بعض جان بحق ہوجاتین یہ خبر دردناک سنکر

ذکر محمود شاہ خلجی مالوہ

اول سلطان[۲] محمود خلجی شاہ مالوہ نے تخت گاہ قلعہ مانڈو سے بکمال غیرت شاہانہ تہیہ لشکرکشی قلعۂ رائسین کا کیا۔ یہ خبر پاکر راجہ سلہدی سخت خوفزدہ ہوا اور بواسطہ حاکم مسلمان ملک سیوات سلطان بہادر شاہ گجرات کے دربار مین حاضر ہوا اور نذرانہ بیش بہا پیش کرکے بہت کچھ اظہار عجز والحاح

---

[۱] دیکھو مقالہ دوم تاریخ فرشتہ ۱۲ منہ [۲] دیکھو مقالہ دوم تاریخ فرشتہ ودفتر گزیٹر۔ وغیرہ ۱۲

بندگی وعبودیت کیا اور دربار سے بحصول خلعت باطمینان واپس آیا
اُدھر سلطان محمود خلجی شاہ مالوہ نے یہ رنگ دیکھکر بمصلحت چندے
خاموشی والتوا کا قصد کیا۔ جب سلطان بہادر شاہ گجراتی رحمہ اللہ کو بعد
واپسی راجہ سلہدی اس کے مظالم وجبر کا حال معلوم ہوا تو بکمال حمیت
اسلامی وغیرت شاہی خود لشکر کشی رائسین پر مجبور ہوا اور قلعہ بھیلسہ وغیرہ
پر قبضہ کرتا ہوا قلعہ رائسین کا محاصرہ کرلیا اور راجہ سلہدی بھی پہلے
ومقابلہ مدافعانہ پر آمادہ تھا۔ مگر پھر اپنی کمزوری معلوم کرکے اپنے فرزند
بھوپت کو اُجین کا حاکم کرکے اُجین روانہ کیا اور اپنے بھائی لکھی سنگھ
کو قلعہ دار قلعہ رائسین کا کیا اور خود حیلتاً بعیاری تمام حاضر دربار سلطانی
ہوا اور بلا تحریک احدی بظاہر مسلمان ہوکر دستار خوان نعمت شاہی پر
بشرکت دیگر سرداران اہل اسلام کی مہینوں تک اُولش شاہی کھاتا پیتا رہا
اور ہمیشہ سب سے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور بہ مکروفن اس فکر میں رہا
کہ بادشاہ کو ارادہ فتح قلعہ سے بحیلہ سازی باز رکھے یا کوئی موقع ملے تو جدید
فتنہ برپا کردے آخر کار بحالت مایوسی بحیلہ افہام وتفہیم لکھی سنگھ قلعہ دار
برادر خود قلعہ پر گیا قلعہ میں پہونچکر بمشورہ وشرکت قلعہ داران افسران و
سپاہیان شاہی کو جو اُس کی نگرانی کی طور پر بعہد مواثیق اس اُس کے
ہمراہ قلعہ میں تھے عالم بیخبری میں شہید کردیا اور اُسی رات کو فوج شاہی
پر شبخون مارا بعدہ باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔ بناچار سلہدی ولکھی قلعہ دار
سخت نقصان اُٹھاکر محصور قلعہ ہوے۔ بہادران اسلام تعاقب کنان

اوس مستحکم ودشوار گزار قلعہ پر چڑھ گئے اور شمشیر بکف بلند فصیلون سے اندر کود
پڑے بعدہ یلغار کرکے براہ دروازۂ صدر تمام فوج اندر گھس گئی بےحد
خونریزی و سخت جنگ کے بعد راجہ سلہدی و لکھمی قلعدار دونون نامراد بھائی
بحالت فراری مارے گئے - یہ قلعہ و تمام علاقۂ رائسین وغیرہ قبضۂ اقتدار
اولیاے دولت بہادرشاہی مین آگیا - قبل از جنگ پورن مل پسر سلہدی
چتورگڈھ سے چالیس ہزار سوار اور پیادہ بےشمار ہمراہ لیکر بغرض امداد
اپنے باپ و چچا کی روانہ ہوا اور نصف راستہ سے زیادہ طے کرچکا تھا - مگر ناگاہ
اُس کے دل پر مہابت بہادرشاہی کا غلبہ ہوا کہ باوجود فوج جرار بدحواس
دومنزلہ طے کرتا ہوا واپس ہوگیا - اور چتورگڈھ جاکر دم لیا - اور اُس کا بھائی
بھوپت بھی خوف زدہ ہوکر دارالحکومت اُجین سے حیران و پریشان فرار
ہوکر چتورگڈھ پہونچا - بعد چند مدت بہادرشاہ نے سخت جنگ کرکے چتورگڈھ
کو بھی فتح کرلیا اور تمام ملک و علاقہ مین مخافت و مہابت کا ڈنکہ بجا دیا - زان بعد
جسوقت سلطان بہادرشاہ گجراتی نے بمقابلہ سلطان ہمایون بادشاہ دہلی شکست
اُٹھاکر مراجعت کی اور اُس کی سطوت شاہی دلون سے زائل و دور ہوگئی
کنواتہ پھر پورن مل ولد سلہدی جو بعد شکست چتورگڈھ بخوف بہادرشاہ
خدمت کو گردان پہاڑون اور جنگلون مین چھپا ہوا مارا پھرتا تھا اب موقع
سرکش راجا رائسین پر چڑھ آیا اور بعد معمولی جنگ کے اس قلعہ اور علاقہ
زمانۂ موجو ... ا - اور بعد چند ہی روز کے اس قدر نخوت اور پندار سے
اور انھین اسما ... اپنے باپ اور چچا سے بھی پندار شاہی سے بدرجہا بڑھ کر

[illegible]

ے گیا۔ اور ہر دم عیش پرستی وخود داری مین منہمک ہوکر انواع واقسام
کے جور و مظالم پہ کمر باندھی۔ اور لوٹ مار وغارتگری مسافرین و زائرین ہر قوم
پر آمادہ و مستعد رہا۔ چنانچہ اس نے دو ہزار عورات مسلمہ شریف خاندانی
متعدد شہر اور قافلون سے لوٹکر قلعہ مین پابزنجیر قید مین رکھا۔ اور باپ اور
چچا سے زیادہ ان غریب الوطن بیچاریون پر سخت سخت مظالم وستم ڈھاے
اور نہایت ذلت اور بدترین حالت کے ساتھ حسب عادات پدر وعم وحشیانہ
طور سے شہر و دیہات کے کوچہ و بازارین برہنہ سر و پابزور نچواتا اور ہر قسم
کی ایذادہی و تعذیب مین مصروف رہتا۔ اور ان مصیبت زدہ دور افتادہ
خانمانون کے زار زار رونے و آہ و زاری پر قہقہہ مار کر ہنستا اور اپنے باپ چچا
کی مدوجزر عروج و زوال چشم دید سے کچھ متنبہ نہوتا۔ الغرض یہ خبر سنکر سلطان
سلاطان شیر شاہ افغان بہ کمال جوش وخروش وحمیت وغیرت اسلامی و
ہمدردی انسانی لشکر جرار لیکر رائسین پہونچا اور چھ ماہ محاصرہ سخت قلعہ
کا کرکے محصورین کو خوب تنگ کیا اور آب ودانہ بند کردیا یہانتک کہ قلعہ
کے باہر خوب جنگ ہوئی۔ راجہ پورن مل شکست پاکر بچا اس معہ چند
فوج بقیۃ السیف کے مثل پدر وعم خود بھی قلعہ مین محصور ہو گیا۔
اس کے متعاقب قلعہ کے اندر مردانہ وار در آئے جس مین معرکہ
بعد پورن مل بھی مارا گیا۔ بقیہ ہمراہی قتل و فرار و گرفتار ذلت کے
بہت سی رانیان معہ خاندان و اولاد کے۔ داخل حرم فوج شاہی ہوا
اور عورات مسلمہ کو رہا کرکے با آسائش و آرام واحتیاط رکھی قلعہ رائسین
اسلام متعاقب کنارہ

فتح قلعہ رائسین بدست شیر شاہ

ن بحفاظت بھیجدیا اور حسب حیثیت جاگیرین ومعافیان ہر ایک کو عطا فرمائین ورجبن رانی نے بخوشی خود جس بیگم کے ہمراہی پسند کے اُس کے ساتھ روانہ کردی گئی یہ واقعہ ۹۵۱ھ ہجری کا ہے جبکہ ہمایون بادشاہ دہلی بوجہ غلبہ شیرشاہ ۔ کج کلاہ شاہ ایران کے مہمان عزیز تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

آٹھوین ۹۶۲ھ ہجری مطابق ۱۵۵۴ء کو جب سلطان باز بہادر تخت نشین و مالک ملک مالوہ ہوا تو قلعہ رائیسین و قلعہ بھیلسہ ملک[1] مصطفٰی خان کے سپرد کیا نوین ۹۶۸ھ ہجری مین اکبر اعظم بادشاہ تیموری نے یہ قلعہ فتح کرکے اس کو صدر مقام قرار دیا اور سرکار رائسین کے نام سے مشہور ہوا ۔

دسوین کہا جاتا ہے کہ گیارھوین صدی مین یہ قلعہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بعد جنگ شدید فتح کرکے اپنے قبضہ وتصرف مین کیا ۔ متعدد مورچہ بندی سنگین وپختہ کے نشانات واثرات جابجا ابھی کہین کہین بتلا تلائی کے پہاڑ پر نمودار وظاہر ہین ۔ جو قلعہ سے بجانب شمال تقریبًا آدھ میل پر ہے یہ پہاڑ قلعہ سے کسی قدر نشیب مین ہے ۔ کہتے ہین کہ یہ نشانات کنواں اچھا اتواب ساختہ عالمگیر ہین واللہ اعلم بالصواب ۔ مگر یہ واقعہ جنگ عالمگیری

[1] تاریخ بھوپال مین صرف ملک مصطفٰی خان لکھا ہے ۔ کچھ زیادہ پتہ نہین لکھا ہے ۔ کہ یہ مصطفٰی خان کون اور کہان کے ادت کے مطابق حوالہ کسی کتاب و ماخذ کا بھی درج نہین کیا جو مزید انکشاف ممکن ہو ۔ بعد وجہد کیجا و سے راجا ایک سے اپنے نقصان عافیت کا عذر کردیا ۹۶۳ھ باز بہادر نام وصلی بایزید خان شجاعت خان عرف اجو شیر شاہ کیطرف سے حاکم مالوہ تھا بعدہ باز بہادر تخت نشین ہوا جو دو برس بعیش وعشرت حکومت کرکے کے مقابلہ سے فرار ولاپتہ ہوگیا بحد عیاش تھا جواہرات و دولت کی حد نہ تھی ۔
بعدہٗ لاہور ۱۹۲۱ء ـ

کسی تاریخ مین میری نظر سے گذرنا یاد نہین صرف شہرت کی وجہ سے درج
کیا گیا بلکہ معائنہ عالمگیر نامہ سے اس کے خلاف جنگ کا نہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ
صفحہ ۵۷ پر بعد ختم جنگ اول وفراری داراشکوہ جب عالمگیر براہ اجین گوالیار
مین قیام فرما ہوئے۔ تو یہ لکھتا ہے۔ (درین ایام آخر شعبان سنہ ۱۰۶۸ ہجری)
نصرت خان ولد خان دوران خان مرحوم کہ بہ حراست قلعہ رائسین قیام
داشت ویرلیغ مطاع بطلب او صادر شدہ بود۔ جبہہ سای عتبۂ عبودیت گشتہ
بعنایت خلعت و اسپ و فیل و خطاب والا خان دورانی مشمول عواطف
خسروانی گردید۔ اور صفحہ ۱۴۴ پر واقعات ماہ محرم سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین یہ عبارت
ہے مخلص خان از کومکیان بنگالہ و عبد العزیز خان قلعہ دار رائسین بعنایت
ارسال خلعت سرمایہ عزت اندوختند۔ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے
کہ قلعہ داران رائسین مطیع و فرمانبردار شاہ عالمگیر غازی رہے۔ پھر امکان
جنگ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہان ممکن ہے کہ قبل یا بعد کوئی جنگ ہوئی ہو مگر یہ
امر محتاج دلیل تاریخی کا ہے۔ از عالمگیر نامہ فارسی تصنیف منشی محمد کاظم بن
محمد امین کاشی مطبوعہ کالج پریس کلکتہ باہتمام ایشیاٹک سوسائٹی بنگال [illegible]

اس پہاڑ کے دامن مین ایک مسجد و عیدگاہ پختہ و سنگین کسی قدر شکستہ
بھی موجود ہے مگر مسجد کا البتہ نشان تک مفقود ہے۔ ان دونو عمارات کی
تعمیر بھی شاہ عالمگیر کی جانب کی جاتی ہے۔ عیدگاہ کی مرمت اس کے ہی
ذریعہ چندہ اسی سال کی گئی ہے (کما سبجی ذکرہ) ۱۱۱۱ کو فوج شاہی کا
عظیم الشان جو ہم پایہ برج آسمانی کہا جاتا تھا اور بناء ملہدی کی تھی قلعہ اپنا کی
ن اسلام تعاقب کشاد

اس کو ان وشل سلاطین نامور اور اولی العزم نے فتح کرکے اپنی دلیری و ناموری
کمال استقلال و عزم کا تمغہ ہمیشہ کے لیے حاصل کیا۔ اور انشاءاللہ تعالی
یہ امر دنیا اور آخرت و قبر و حشر مین اُن کے لیے باعث نجات و مغفرت و
عزت و سرخروئی و علوے مرتبت کا ہوگا۔ الحاصل قصبہ رائسین کے
شکل آبادی مثل نصف قوس آسمانی یا نیم دائرہ کے قدری مستطیل زیر قلعہ
دامن پہاڑ مین جانب مشرق و شمال واقع ہے۔ جسکا طول ڈیڑھ میل سے
زیادہ نہوگا اور عرض آبادی بہت کم ہے بعض جگہ دو چار جریب اور کہین
اس سے کچھ کم و بیش ہے۔ آبادی قصبہ کی تمام کنوؤن کا پانی شور و زنی
دیر ہضم مضر صحت ہے۔ کسی قسم کی دال نہین گلتی۔ بجز وال مسور کے
جو اس ملک مین تقریبًا اکثر کہائی جاتی ہے۔ اور اس پانی مین چاء بھی اچھی
نہین بنتی۔ چھوٹی چھوٹی ابرک سے ٹکڑے یا مثل رسوب پیدا و نمودار ہوجاتے
ہین اور طرفہ یہ کہ چاے چند قطرہ و بدرنگ ہوجاتی ہے۔ بیرونی آبادی قصبہ
سو دو سو قدم کے فاصلہ پر سب کنوؤن کا پانی بہت اچھا شیرین ہلکا اور
اور ہاضم ہے۔ اور تالاب و ٹانکہ قصبہ کا پانی بھی مقابلتًا اچھا ہے
قصبہ کی جانب غرب کرار پہاڑ پر زیر قلعہ کچھ عمارات امراے سابق
خدمت کو عبرت خیز و حسرت انگیز اپنے بانی کی ہستی فانی کا کہین کہین کچھ کچھ
سرکش راجا دیکر با آواز حزین و لہجہ دردناک پکار رہے ہین ع۔ آثار
زمانہ مہو ... پیدا چہ اس آواز پر درد سے وہی شخص متاثر و متاسف
اور انھین اسماء ... سے گرم و سرد زمانہ دیدہ و جگر برشتہ و چشم پرنم

ودل غم کشیدہ رکھتا ہو ورنہ صرف ایک معمولی یادگار قدیم یا تماشا ہے
اس قصبہ مین بجانب مغرب سطح زمین سے نصف یا پون میل کی بلندی پہ
سلسلۂ کوہ بندھیاچل اور اسی سلسلہ کے سب سے اونچی چوٹی پر جو سطح
سمندر سے (۱۹۶۰) فٹ بلند ہے ۴۸۰ بیگہ پختہ رقبہ پر علاوہ عمارات اندرونی
کے ڈھائی تین میل کے دور کا قلعہ ہے۔ جس مین پندرہ سولہ ہزار فوج
شایستہ جرار مع اسباب رسد وغیرہ رہ سکتی ہے۔ ایک عظیم الشان بجد مستحکم و مضبوط سنگین
قلعہ زمانہ قدیم قبل اسلام کا بنا ہوا ہے جو اپنے بانیون کے بصیرت و عبرت کی
کا بزبان شکستہ حالی مرثیہ خوانی باندازحزین کر رہا ہے جسکا اثر اہل
بصیرت و عبرت کی دل پر پڑتا ہے۔ اس کی ابتدائی تعمیر اور اس کے
بانیان قدیم کی سنہ و سال کا پتہ و نشان چلنا دشوار کیا محال مطلق سا
ہوگیا ہے کیا عجیب ہے جو زمانہ تاریخ نگاری سے پیشتر کا ہو مگر ان بعض
قدیم قلمی تحریرات مرقومہ سنہ ہجری و سنہ ۱۵ ہجری کرم خوردہ آمدہ ملک
گجرات دکن و مالوہ مشمولہ امثلہ دفتر کل ریاست سے جو غالباً بطلب نواب
سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین ریاست مین پہونچی ہونگی۔ یہ پتہ ضرور ملتا
ہے کہ اس زمانہ کے مورخین کے خیال کے مطابق باختلاف آرا یہ قلعہ
بودھ مذہب یا قوم گونڈ کے راجگان نامور کے عہد سلطنت
اور دست کاریون و اولوالعزمی کا عجیب و غریب نمونہ ہے کبھی
سنگین النگون سے اس کے فصیل و بروج کی تعمیر کی گئی ہے جو شاہد
تین ہزار برس قبل کا کہا جاتا ہے مگر اس وقت تک کوئی دلکشی قلعہ رائسین کی
سلام تعاقب کنارہ

تفصیل و تعمیر قلعہ رائسین مع وسعت رقبہ و دور قلعہ

لاسی طول و عرض و وسعت کے ساتھ اس کی ابتدائی بنیاد قائم کی گئی ہوگی تاہم بعض آثار دیوار فصیل و بعض بقیہ اندرونی تعمیرات ضرور اس امر کی شہادت دیتی ہین کہ یہ دو ڈھائی ہزار سال قبل کی یادگار ضرور ہے اور یہ قلعہ گروش زمانہ غدار کا بڑا پرانا تجربہ کار ہی اور قدیم نیم شکستہ عمارات زبان عبرت بیان سے ہر تماشائی شاہ و گدا کو یہ سنا رہی ہین شعر

بسی قلعہ چون تو بسے دم زوند — بر فتند چون چشم بر ہم زدند

بہت ممکن بلکہ یقینی ہے کہ ہر زمانہ مابعد مین ہر راجہ اور سلطان وقت نے حسب مرضی خود یا قتضائے ضرورت اس کی مرمت و ترمیم و قطع تراش خراش وغیرہ مین ضرور کی ہوگی۔ اور اصلی صورت اور حالت مین حالت ابتدائی سے اب بہت کچھ تغیر و تبدل ہوگیا ہوگا۔ لیکن اس سے اس کی قدامت مین کچھ فرق نہین آسکتا خلاصہ یہ کہ اس کی عمارات بلند و مضبوط و برج سر بہ فلک کو سیاحان یورپ و انجینیران مغربی دیکھکر حیران و ششدر رہ انگشت بدندان جاتے ہین۔ اور علماء ان مین آثار قدیمہ اہل فرنگ ا... بعض عز... ان کی قدامت کو تسلیم لا... کنوا... ہین۔ اکثر عمارات غا... بلت ... زمانہ کی ... ہلت سے ہمیشہ کے لیے خدمت کو... ہو چکی ... ا... سا... کچھ کچھ بیتہ بزبان خموشی سرکش راجاؤ... کی حالت مین ... ہین ہے وہ بھی کس مپرسی زمانہ موجود ... لیل کل شیٔ ہالک الا وجہہ اور انھین اسماء ... در زبان حال ... سب بودہ و قوم گوند آگیا ...

اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر تفصیلی کیفیت ان دونون کی
بغرض دلچسپی و مزید واقفیت ناظرین معہ اپنی ذاتی راے کے جو قرین عقل و
قیاس ہے درج کردی جائے - میری راے مین یہ قلعہ کسی بودھ مذہب
کے راجہ کا تعمیر کردہ قرین عقل معلوم ہوتا ہے - کیونکہ قلعہ سے دس میل
کے فاصلہ پر جانب شمال ایک عجیب وغریب مٹھ یعنی بتخانہ سنگین پختہ
ان کا مذہبی بنا ہوا ایک بلند پہاڑ پر ابتک موجود ہے جسمین بہت بڑے
بڑے اور نہایت چھوٹے چھوٹے بت اور جانورون کی لاکھون تصویرین
اور مجسمہ پتھرون مین کھدی ہوئی پائی جاتی ہین بلکہ سارے پہاڑ پر لاکھون
بت اور تصاویر مثل سنگریزون کے خاک بسر پڑی ہوئی پائمال ہو رہی ہین
اور بڑے بڑے اُستاد سنگ تراشون کی نادر و غریب دستکاری باریک
اور صنعت کی بزبان حال پکار کر شہادت دے رہی ہین - ان تصاویر مین
جو باریک صنعتین ہین - وہ بغیر مدد خوردبین کے ظاہر نہین ہو سکتین اسوقت
باوجود ادعاءِ اعلیٰ ترقی مادے کی اہل فرنگ دنگ ہین کہ کیونکر یہ باریک
صناعیان کی گئین - ان تصاویر کا بہت سا حصہ پیرس و لندن و
و امریکہ وغیرہ کے عجائب خانون مین پہونچ گیا ہے اور باوجود
فاصلہ کے بوجہ بلندی قلعۂ راے سین و سندر مذکور ا
مقابل مین بخوبی دکھائی دیتا ہے اور ہر اک خبر نیک و بد
جھنڈی و لالٹین اور ہیلوگراف وغیرہ کے ایک د [illegible] شاہد گا
سکتا ہے - اور طرز و انداز ہر دو عمارات یعنی [illegible]
امر تعاقب کناد

قریب ہے ان دونون مقامات قدیمہ وعجیبہ کے دیکھنے کو اہل علم تحسین
آثار قدیمہ ودانایان فرنگ نو دس ہزار میل کا خوفناک سفر دریائی طے
کرکے ممالک یورپ وامریکہ وغیرہ سے اکثر یہان آتے ہین اور ہنر اور
فن آموزی کا سبق حاصل کرکے صدہا فوٹو ہمراہ لیجاتے ہین ہزارہا روپیہ
صرف کرتے ہین - اس زمانہ مین اہل یورپ وامریکہ سے زیادہ قدردان
علم وہنر کوئی قوم وملک نہین - مگر یہ سب اپنی قوم وملک کی فلاح وبہبودی
کے لیئے ہے نہ غیر کے واسطے یہی راز اُن کی ترقی ووسعت معلومات وافزایش
سلطنت وسطوت کا ہے کہا جاتا ہے کہ ملک جاپان مشرقی بھی ان کی
تقلید سے بہت کچھ ترقی کرچکا ہے بہرحال اہل فرنگ قلعہ وبتخانہ کی نازک
صناعیوں پر حیران وششدر رہ جاتے ہین کیونکہ ان تصاویر مین کرسی
بگھی - گھوڑا - توپ وبندوق وغیرہ مصنوعہ مروجہ حال کے نقوش موجود
ہین اس بتخانہ ویران وتباہ شدہ مین دو ڈھائی ہزار برس قبل بڑے
بڑے عالم وفاضل جوتشی - برہمن - پنڈت - جوگی - پجاری رہتے تھے
لاکھون کرورون روپیہ کی آمدنی تھی اور بے انتہا دولت جمع صدہا
کنواری بن بیاہی نادیدہ شوامرا کی حسین پری پیکر لڑکیان اُن کی
خدمت گزاری شبانہ روز حاضر رہنے کو اپنا فخر سمجھتی تھین بڑے نامور بہادر
سرکش راجاؤن کا ادباً یہان سر جھکتا تھا - اس صنم خانہ پہاڑ کو اب اس
زمانۂ موجودہ مین - سانچی کا ناکھیڑہ - اور ساس بہو کا بھٹا بھی کہتے ہین
اور انھین اسما سے آپ مشہور عام وخاص ہے - ایک سانچی دوسرا کانا کھیڑہ

یہ دونون گاؤن اس مٹھ کے قریب زیر دامن کوہ آباد ہین مندر مذکور مقام
بھیلسہ علاقہ لشکر گوالیار سے بہت قریب جانب جنوب تین میل پر واقع
ہے ریلوے لائن قریب سے جا رہی ہے اور اسٹیشن ریلوے بھی اسیوجہ
سے قائم ہے کہ ہر مشتاق سیاح کو سہولت ہو اور ریاست بھوپال کی جانب سے
ایک بنگلا سچنہ تخمیناً ۱۳۳۰ ہجری مین معقول گنجائش کا بغرض آسائش سیاحان
تیار کر دیا گیا ہے۔ کرایہ ریل بھوپال سے ۶ ر تھرڈ گاڑی پسنجر کا ہے مین خود
بھی اس پہاڑ پر بہار رہی بہ معیت عالی جناب صمصام الملک صفی الدولہ
ابو نصر نواب سید محمد علی حسن خان بہادر دام اقبالہ امیر کبیر بھوپال بغرض سیاحت
بار ہا گیا ہون اور دو ایک روز قیام کر کے اس مندر کو خوب دیکھا بھالا ہے
ہوا بیحد مفرح حیات بخش روح افزا ہے۔ البتہ پانی کی کچھ قلت و تکلیف تھی
گاؤن کے کنوون و تالاب قریبہ سے عمدہ پانی دستیاب ہو جاتا تھا اب بفضلہ
پانی کی تکلیف نہین رہی اسوقت ہز ہائینس جناب نواب سلطان جہان بیگم
صاحبہ بالقابہا دام سلطنتہا کی عالی ہمتی سے اس پہاڑ پر متعدد تعمیرات کا
سلسلہ جدید کئی سال سے جاری ہے۔ اور کئی لاکھ روپیہ کی منظوری ہو چکی
ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ کوئی قابل انگریز افسر نگران کار رہے جیسا کہ
عوام سے ہے

۲ یہ قوم گونڈ[۱] بہت قدیم سے ممالک متوسطہ جبل پور و ساگر وغیرہ ۱۸
ج شاہد گا

۱؎ متن مین بابت تحقیق قوم گونڈ کی جو کچھ لکھا گیا وہ بموجب تحقیق [illegible] اور لکھی قلعہ [illegible] کی
بعض اہل یورپ و اہل اسلام سابقہ کے ہے مگر [illegible] معہ
دام تعاقب کنارہ

متفرق آباد ہے ان کی قبیلہ خاندانی جدا جدا بیس پچیس ہین ایک قبیلہ دوسری قبیلہ کی پکائی یا بنائی ہوئی چیز نہین کھا سکتا یہ قوم کسی زمانۂ گذشتہ مین متمدن مہذب اقوام شائستہ مین شمار کی جاتی ہوگی - مگر اب وحشی پہاڑی جنگلی کے لقب سے مشہور ہے اور فی الحقیقت اس کی پوری مصداق ہے سر دست ان مین نہ کوئی عقل انسانی ہے نہ آدمیت پھر علم و ہنر کا کیا ذکر ہے ہمیشہ گنجان جنگلون اور مہیب خوفناک پہاڑون مین جہان شیر تیندوے ریچھ وغیرہ کا مسکن و گذر ہے بلا تردد اور جھجک بود و باش رکھتے ہین بچے اور عورتین وکل کائنات ضروری ہر دم ہمدم اور دمساز رہتی ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ کی رائے بالکل اس کے خلاف ہے - ان متاخرین یورپ کا قول ہے کہ سکندر اعظم کو ہندوستان آئے ہوئے ڈھائی تین ہزار سال سے کم زمانہ ہوا - اور آرین قوم کو ہند مین آئے پانچ ہزار سال سے کچھ کم و بیش عرصہ گذرا - پس سکندر اعظم نے قوم آرین حکام ہند پر لشکر کشی کی تھی - اور آرین قوم جو سکندر سے ڈھائی تین ہزار سال قبل ہندوستان آئے تھے انھون نے قدیم اقوام ہند کو زیر و زبر و تباہ و برباد کردیا تھا اور وہ قدیم اقوام ہند حسب تفصیل ذیل ہین ۱- قوم دراوڑ جو اسوقت جنوبی ہند مین مسکن گزین اور وحشیانہ زندگی بسر کرتی ہین - ۲- قوم کول یہ قوم ملک بنگال وغیرہ مین اسوقت قیام پذیر ہے - ۳ و ۴ - قوم بھیل و گونڈ یہ دونون قومین کنواڑہ دکن و ممالک متوسط وغیرہ مین بالکل وحشیانہ زندگی بسر کرتے ہین - واللہ اعلم بالصواب خدمت گذاری پانچ ہزار سال قبل مختلف حصص ہند پر مستقل آزاد طور سے حکم فرما اور صاحب تاج و تخت و فوج و لشکر سرکش راجا و مہذب و متمول تھین جو آج جاہل و وحشی کے لقب سے بحالت ذلت و نکبت منتشر و پریشان ہین فاعتبروا زمانۂ موجودہ مین [illegible] - اس واقعہ سے ایک نتیجہ اہل عقل کو یہ حاصل ہوتا ہے کہ کوئی قوم ملکی دوسری اور انھین اسماسے [illegible] ترقی دینی و دنیوی حاصل نہین کرسکتی جسطرح کہ اسوقت حکومت غیر ملکی موجود کی

دیکھو صفحہ ۳۰

جملہ اسباب ضروری دنیوی سے ان کے پاس صرف دو چار پتھر کی چکیان یا کلہاڑیان آہنی ہوتی ہین جو چالیس پچاس نفر جماعت کو کافی خیال کیجاتی ہین یہ لوگ خانہ بدوش پندرہ بیس دن ایک پہاڑ پر رہتے ہین پھر دوسرے جنگل اور پہاڑ پر جا بستے ہین - گھر کی اگر ضرورت ہوتی ہے تو دو چار لکڑیان قائم کرکے ساگون وغیرہ کے پتون سے اُس کو چھپا دیتے ہین - بس یہی جھونپڑہ اُن کا قصر قیصر و ایوان کسریٰ ان کے لیے ہو جاتا ہے - اور زمانہ سردی و موسم بارش مین اسی کی حفاظت کافی ہوتی ہے یا کسی گُفہ یعنی درۂ پہاڑ پر جا بستے ہین - اور جڑی بوٹی جنگلی پھل اور چھال وغیرہ سے بے تکلف اپنی شکم سیری کرتے ہین - ہفتون اور مہینون غلہ و چاول انھین میسر نہین ہوتا - نہ ان کو اس کی پرواہ ہوتی ہے اکثر زمین قند و موصلی و دیگر پیداوار قدرتی جنگلی پر بخوشی بسر کرتے ہین بعض اشیا کچی بعض آگ سے بھون کر یا پانی مین جوش دے کر کھاتے ہین - بعض جڑیان بوٹیان عجیب و غریب معالجہ قوت باہ و رجولیت وغیرہ کے جانتی پہچانتی ہین استخوان شکستہ و جراحت کہنہ شدہ و سخت امراض اکالہ و سرطان وغیرہ کے بے نظیر علاج کرتے ہین مگر کسی کو بتاتے نہین ہین اور جانوران درندہ صحرائی شب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹ سے ۲ پالیسی کا بھی نقطۂ نظر یہی ہے مگر صرف ایک پردہ سا کو پردہ نظر فریب اپنا پاسین تھیٹر یا شعبدۂ نظر بندی بازیگران سمجھنا بیجا نہ ہوگا مشاہدہ گا سمجھو یا مخصوص فہم تیز و عقل عاقبت اندیش عطا فرمائے آمین - کلام پاک ربانی ولطھی قلعہ راتھا کی ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ ہم نتائج کنارہ

وتیندوے وغیرہ کا انکو چندان خوف وہراس نہین - ان کی صحت جسمانی اکثر
بہت اچھی جوڑ اعضا مضبوط اکثر عمر زیادہ ہوتی ہے - بال بعض کے شاذ و
نادر ہی کچھ سفید ہوتے ہین دانت بھی بیشتر قائم رہتے ہین مرد نود سالہ بھی
بغیر عورت کے نہین رہ سکتا اولاد بھی زیادہ ہوتی ہے - ابادی سے دور رہنا
زیادہ پسند کرتی ہین محققین یورپ قدمائے لکھا ہے کہ یہ قوم گونڈا اولاد ونسل
اُن شیدی اور حبشیون کی ہے جو سکندر ذو القرنین کی ہمراہی ہندوستان
آئی تھی سکندر تو بعد فتح بعض حصص واپس چلا گیا - سرداران قوم شیدی کہ ہی
جابجا حاکم حصص ملک ہند منجانب سکندر کر دیے تھے وہ مع ہمراہیان قوم
یہین رہ پڑی اور یہان کی عورات سے نکاح کیے اور یہی قول متقدمین
مورخین اہل اسلام ہے جیسا کہ کتاب اقوام الہند عربی وغیرہ کے مطالعہ سے
ظاہر ہوتا ہے یہ کتاب عربی مذکور قلمی مولوی شمس الدین صاحب جبلپوری
ملازم بخشی گری معضلات بھوپال کے پاس ۱۳۱۴ ہجری کو مین نے خود دیکھی
اور پڑھی تھی مجھ محرر سطور کی راے مین بھی یہ تحقیقات قدماے اہل اسلام
لا اہل یورپ بالکل صحیح وقرین قیاس ہے کیونکہ مجھکو خود بھی کہ جس زمانہ مین
کنواخیرہ موافع تحصیل راے سین ضلع مشرق میرے ٹھیکہ و مستاجری مین تھا
خدمت کو سابقہ پڑ چکا ہے اور مین نے ذاتی طور پر بغور ان کے خصائل و
سرکش راجا تجربہ کیا ہے - ان دیہات مین اور ان کے قریب بعض
زمانہ موجودہ مین ذیرہ تھے جو کاشت آراضی و واشت مواشی کیکچھ حال
اور انھین اسماسے انکو رہے - ان کی پیچیدہ و ژولیدہ تھوڑے چھوٹے بال

موٹے موٹے ہونٹ چپٹی ناک کے نتھنے پھولے ہوئے گلے وجبڑے چوڑے
بیش چشم رنگ سیاہ مشابہ وہمرنگ شیدیان ہین غرض کہ جملہ صورت وشکل
ورسوم شادی وغمی باجے گاجے ناچنا کودنا اور بعض لغات مشابہ عربی
لب ولہجہ وغیرہ جملہ حالات وطرق واطوار اشبہ تر بہ شیدی وزنگی پائے گئے
یہ لوگ نوکری یا اور کوئی پیشہ عموماً نہین کرتے لیکن اگر کوئی نوکری وچپراسی
[illegible] کرلیتا ہے [illegible] ہوتا ہے۔ اس
ملک مین بعض مقامات پر اس قوم کے لوگ بہت قدیم زمیندار ومعافیدار
صدہا سال سے چلے آتے ہین۔ کسی زمانۂ گذشتہ مین عجب نہین کہ ان کے
مورث اعلیٰ مستقل صاحب حکومت ولشکر ہون اور حکام وقت سے
تصرفات کرتے ہوئے اس حالت پر اُن کو پہونچا دیا ہو۔ ان مین بعض جاگیرداران کے
پاس تانبے پیتل کی پتر اگلے زمانہ کی موجود ہین جن پر مشابہ بخط ہندی کچھ لکھا
بھی ہے غالباً وہ راجگان سلف وشاہان قدیم کے عطیہ جاگیر کے اسناد ہین
مگر یہ لوگ صدیون سے جاہل محض حالات زمانہ سے بےخبر اپنے کاربردارون
اور مختارون کے کٹھ پتلی بنے ہوئے ہین ان مین سے اکثر جاگیرداران کو خطاب
راجہ وغیرہ کا پشتہا پشت سے بھی چلا آتا ہے۔ اور والیان ریاست
ان کے خطاب کو تسلیم کرتے ہین اور دفترون مین راجہ کے لقب سے
جاتے ہین اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ عام رعایا کی افواہ
ہر شخص ادنیٰ و اعلیٰ کو راجہ کے نام سے مخاطب کرتے ہین جیسا ہوگا
مسلمانون مین صاحب اور خانصاحب کے لفظ اور ہر انگریز صاحب لکھی [illegible] کی

ہام تعاقب کنارہ

اعزاز حکومت قومی یاد کیے جاتے ہین - چنانچہ راے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال
مین موضع پنچھوڑ کا راجہ جاگیر دار کہلاتا ہے جو چند دیہات کا موروثی جاگیر دار ہے
اور اس کے علاوہ راجہ موضع چنوٹیا و راجہ سیر منتو و راجہ گو رکھپور تحصیل سلوانی وغیرہ پرگنہ
دلیوری و مردان پور ضلع جنوب مین موضع سانیدپور وغیرہ صاحب جاگیر ہین - کبھی
یہ لوگ بڑے وسیع ملک کے ضرور مالک آزاد ہون گے جو آج صرف جاگیر دار
رہ گئے ہین - ان لوگون کی خصائص مین یہ خوبی قابل قدر ہے کہ اپنی مالک بادشاہ
وقت کے بیحد مطیع و فرمانبردار رہتے ہین - یہی خوبی شیدی قوم مین مخصوص ہے
اور انھین حصص مالوہ مین ایک اور قوم جنگلی وحشی رہتی ہے - یہ بھی جڑی بوٹی
پیپل و موصلی وغیرہ کھاتے ہین - ملازمت کاشتکاری وچرائی مواشی
وغیرہ بھی چند روز کو کر لیتے ہین یہ لوگ دیہات کے کنارون پر قرب وجوار
قیام رکھتے ہین انکو سہریہ یا سہریہ کہتے ہین - یہ لوگ بیحد سست و مجہول
نادر و بے ایمان ہوتے ہین - یہان نام کے مسلمان میواتی اور ... بھی ہین
اگرچہ اپنے کو مسلم کہتے ہین مگر جاہل بت پرست دیبی و مہادیو وغیرہ کو پوجتے
پرشاد چڑھاتے ہین - اسلامی صرف یہ علامت ہے کہ گاو گوشت کھالیا
کنوا ... شاہ مسعود غازی و شاہ مدار کا نام لیکر اُن کو کبھی سجدہ کر لیا - یہ دونون
خدمت کو ... روعیار ہین چوری و ڈاکہ زنی ان کا موروثی ہنر ہے - ہنود و
سرکش راجا ... اہیر و مینا وغیرہ سخت بد معاش سرکش تھے اور نہایت
زمانۂ موجودہ مین ... ن - علاوہ اقوام مذکورہ کے اس ضلع مین ایک ... قوم بنام بیراگی موگیہ
اور انھین اسماسے ...

... مین ایک دوسری قوم بھی پارسی موگیہ کے نام سے مشہور ہے جنکا پیشہ صرف
... ان کا ہے یہ چور بد معاش نہین ۱۲

مشہور و معروف ہے اور یہ ایسے کھلے ہوئے چور ہیں کہ پولیس و عدالت میں بخندہ پیشانی اپنا پیشہ چوری لکھواتے ہیں اور بھوپال سے بہت دور و دراز ممالک یعنی حیدرآباد دکن و بمبئی و کلکتہ میں چوریاں کرتے ہیں - اس قوم کو ستھروے باز رکھنے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ ہند اور ریاست کی جانب سے صدہا روپیہ کیا بلکہ ہزارہا روپیہ کے صرف سے انتظام نگرانی اور انکی معاش پیدا کرنے کیلیے کیا جاتا ہے - اور ہر سال کاشت کرنے کے لئے انکو ایک معقول رقم سالانہ امداداً دی جاتی ہے - مگر وہ پھر بھی اپنی سی کر جاتے ہیں - انہیں کو موگیا قوم بھی کہتے ہیں - اس طویل جملہ معترضہ بعد اب ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں -

اس قلعہ میں اب بھی کئی ایک عالی شان محل بطور آثار قدیم موجود ہیں جیسے بادل محل - ہوا محل - راج محل وغیرہ -

ایک اور مختصر سا مکان عطر دان کے نام سے مشہور ہے جو بشکل مستطیل ہے اس کی چھت ڈاٹ کی نہایت مضبوط اوپر سے ڈھلوان نصف بہ مرغ کی صورت ہے اسکے اندر صدہا طاقچے بنے ہوئے اور نہایت خوشنما مصفا چونے و گچ و پتھر کے ہیں - اس کے دس در ہیں تین تین در شمال دو دو مشرق و مغرب کی جانب طول ۸ گز عرض ۵ گز ہے کے نیچے پانچ در کا تہخانہ محرابی در کا موجود ہے جو والا ہوگا ہے یہ پانچوں تہخانہ کشادہ در محرابی ہیں - اور بادل محل بھی قلعہ رائسین کی وسہ منزلہ جس کے متعدد قطعات گنجائش دار متعاقب کشادہ

یہ دونون راجہ [illegible] کے عہد حکومت کے بنے ہوئے ہین جیسا کہ
مثل دورہ نواب [illegible] راجہ خلد نشین بہ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مدخلہ دفتر کل
سے ظاہر ہے یہ بادل محل عطردان کے قریب جانب شمال قدرے نشیب مین
ایک بڑا عالی شان نہایت وسیع رقبہ مین ہے اُس کی چھت بلند خوبصورت
ہے ۔ علامات چند حوض پختہ سنگین کے بھی اُس کے اندر جا بجا معلوم ہوتے
ہین جو پتھر چونہ ملبہ عمارات شکستہ سے پُر ہین ۔ افسوس کہ بہت کچھ عمارت
گر چکی ہین اور باقی ماندہ در و دیوار جا بجا دریدہ و شق ہین ۔ راجہ رودہنی
کی ذات اور سنہ و سال حکومت کا مثل دورۂ مذکور مین کچھ ذکر نہین ہے
نہ اُس کے ماخذ کتاب کا کوئی حوالہ درج ہے جس سے کچھ پتہ چل سکے ۔ یہ
عطردان اور بادل محل مدرسہ نواب غنائم الملک و مسجد پختہ سنگین حسین
متعلق مدرسہ سے جانب شمال قریب تر ہے ۔ اس وقت یہ مدرسہ خوشنما
بارہ دری عالمگیری کے نام سے مشہور عوام و خواص ہے ۔ دوسرا عالیشان
سنگین محل ۔ ہوا محل نامی ہے ۔ جو دالان در دالان دو منزلہ کہین سہ منزلہ
لا مدتون صدیون سے مثل عشاق [illegible] ان اپنے دیدہ روزن اور آغوش در کھولے
کنوا [illegible] حسرت و یاس [illegible] ششدر ستانہ وار کھڑا ہے ۔ اس کے
خدمت کو [illegible] شے ہوئے تخمیناً ستر یا اسی ہون گے جو بطور
سرکش راجا [illegible] چونکہ دو طرفہ متعدد دروازہ بمقابلہ یکدیگر مشرق
زمانۂ موجودہ مین [illegible] ہین ۔ لہذا ہر وقت بجے ہوا دار رہتا ہے اسکی
اور انھین اسماسے [illegible] پہ بڑے بڑے دالان الگی ترشے ہوئے یعنی

شہتیر سنگین خالی چھت پر بفاصلہ دو دو فٹ رکھے ہین - نہ اس مین چھت ہے نہ کواڑ
یہ دو درجہ کا دالان در دالان دو منزلہ ہے - اس کی بعض صحنچیان سہ منزلہ بلند
ہین - صرف ان کی چھتین گنبد نما پتھر کی ہین - یہ نہین معلوم ہو سکا کہ محل کی
چھت کسی سخت صدمۂ خارجی سے غائب غلہ اور ملیا میٹ ہو گئی - یا کسی
وجہ موجبہ سے تیار نہ ہو سکی - غالباً یہی وجہ ثانی زیادہ قرین قیاس ہے
ورنہ بصورت صدمۂ خارجیہ کے دالانے سنگین سب کے سب اس سخت صدمہ
سے کیونکر محفوظ و مصئون رہ سکتی تھی - علاوہ ازین کسی جگہ پر علامت و اثر
چھت شکستہ کا ضرور ہوتا - اس محل کے نیچے طبقہ زمین دوز ہین کئی بڑے تہخانے
وسیع ہین بعض روشن ہوادار بعض تیرہ و تار - ہر طبقہ کے تہ خانہ مین ہزار پانسو
سپاہی مسلح روپوش و مخفی ہو سکتے ہین - یہ مکان بوجہ بلندی ۱۴-۱۵ میل سے
مسافر کو بخوبی نظر آتا ہے - یہ مکان فصیل مشرقی قلعہ کے قریب ہے - اس کے
قریب جانب مغرب ایک مسجد اور مدرسہ سنگین نہایت خوبصورت
خوش قطع و دلکش چونے گچ کا تعمیر کردہ نواب عالم الملک مرحوم سنہ ۸۹
کا موجود ہے - اس مین تخمیناً چار سو طلبہ سے زیادہ کی گنجائش ہے - اس
متعدد قطعات نہایت اچھے ہین - یہ مدرسہ اسوقت بارہ دری نما
کے نام سے غلط مشہور عام و خاص ہے - دفتر گزیٹر بھوپال"
کہ بعہد اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ بارہ دری و مسجد و حمام
کیے گئے اگر یہ تحریر بروے تاریخ صحیح و راست ہو تو مدرج شاہی کا
صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو چکا ہو گی قلعہ اسلام نگر کی
اسلام نگر قب کنارہ

نہین رہا۔ مگر یہ تحریر گزیٹیر نقطہ نظر اہل تاریخ سے خالی از شک وشبہہ نہین
کیونکہ کسی کتاب ماخوذعنہ کا حوالہ نہین دیا جو جانچ ہوسکے۔ مثل دورہ جناب
نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ بابتہ ۱۲۶۵ھ ہجری وتاریخ بھوپال۔ وکتبۂ
سنگین دروازۂ شمالی قلعہ سے سوائے مرمت قلعہ عہد عالمگیری کے کسی
جدید بارہ دری وحمام وغیرہ کا کچھ پتہ نہین چلتا۔ پس تحریر گزیٹیر بموجب
شہرت عوام ہے نہ بروے تحقیق وتدقیق۔ اور تعمیر مساجد ومدرسہ نواب
غانم الملک مرحوم کی ہر جگہ سے ثابت ومتحقق ہے۔ جیسا کہ ہم سطور بالا
مین بحوالہ اوپر لکھ آئے ہین۔ اور نقل کتبہ مسجد ہذا آیندہ اوراق مین آتی
ہے۔ بہرحال مسجد ومدرسہ نواب غانم الملک جس کو اب بارہ دری
کہتے ہین صحیح وسالم معہ چھت چونہ گچ پختہ کے بدستور قائم ہے۔ مدرسہ
کی چھت بہت طویل ۴۲ گز وعریض ۱۵ گز وسعت کے ساتھ موجود ہے
اس چھت پر بہ صف بندی مناسب تقریبًا ہزار آٹھ سو آدمی بخوبی نشست
کرسکتے ہین۔ اس کے پیش دالان شمال رویہ کے سات محرابی دروازے
ہین۔ دونون بازو پر [illegible] زینے سنگین وسیع بنائے گئے ہین علاوہ
کنواں اس دالان [illegible] بڑا کشادہ ہال خوشنما گنجایش دار ہوادار
خدمت [illegible] کے جنوبی سمت کو بھی ہوادار اور روشن ایک دالان ہے
[illegible] جانب مشرق مغرب مین متعدد فقامات ہین۔
زمانۂ موجودہ مین [illegible] سال سے زیادہ گزر گئے بلا مرمت قائم ہے۔ اور
اور انھین اسماے [illegible] ومرمت کا نشان دار نہین۔ اس کی تمام چھت پتھر کے

پٹیون اور ڈاٹ اور لداؤ کی ہے البتہ اب درخت پیپل و نیم وغیرہ اس پر جا بجا خود قائم ہو کر تناور ہو رہے ہین جس سے خطرہ انہدام آیندہ ہے کاش حکام مقامی ادھر توجہ فرماتے ۔ اس ملک مین ایک رسم دعوت و مجالست یاران ہم مذاق انوکھی اور عمدہ عموماً مروج ہے جسے گوٹ کہتے ہین ۔ یون تو ہمیشہ بارہ مہینے یہ لطیف جلسہ پُرلطف ہوا کرتا ہے خصوصاً موسم برسات مین اس کا انعقاد زیادہ تر عمل مین آتا ہے بلا تخصیص احدی ہر قوم وملت کے زندہ دل خوش طبع بامذاق ہندو مسلمان مہاجن بقال اہلکار وحکام کاچھی کہار کنجڑہ قصائی دھوبی پیشہ وغیرہ کسی عمدہ جگہ پہاڑ پر پہاڑ پر یا کنارہ دریا و گلزار و باؤلی و باغ بیرون شہر مین دو چار شبانہ روز ہر ماہ مین ایک دو بار اپنی اپنی برادری واحباب وغیرہ کے ساتھ قیام کرکے اطعمۂ لذیذۂ لطیفہ اپنے رواج و مذاق موسم کے موافق پکواتے اور خود پکاتے ہین اور پھر یکجا جمع ہو کر بصف بندی شائستہ ہنسی خوشی کھاتے پیتے ہین اور خود ہی خادم و مخدوم بلکہ سید القوم خادمہم کا سچا نقشہ دکھاتے ہین اور بے تکلفانہ صحبت ہمجنس و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی وخوش مزاجی و شعر شاعری [illegible] وحکایات دلچسپ تاریخی اور کھیل کود وغیرہ [illegible] آزادی تمام باہم [illegible] لطف زندگی حاصل کرتے ہین اور یہ جلسہ ہر چہار جا [illegible] دو چار میل پر ہوتے رہتے ہین ۔ پیشہ ور وغیرہ [illegible] غیرہ کی عورتین بھی بہ لباس فاخرہ و زیورات مرصع آراستہ و پیراستہ [illegible] اس سبزہ زار و آبشار مین اپنی مذہبی و عشقیہ گیت کا بجا کر دس گنا [illegible] نشاط و لطف پیدا کر دیتی ہین

ذکر جلسہ دعوت احباب و اقوام یعنی گوٹ

جس سے ایک عجیب کیفیت عیش و مسرت پیدا ہو جاتی ہے اس جلسہ عیش و تنعم مین نغمات پرندگان صحرائی سریلی آواز روانی آبشار سے ملکر جو مزید کیفیت وجدانی پیدا ہو جاتی ہے وہ قدرت تحریر سے باہر ہے۔ کہین بادل سیہ مست دل کے دل اس کے شوق سے مستانہ وار جھومتے پہاڑون سے بے شمار چلے آتے ہین اور باواز رعد ہائے ہوے مستانہ بے تابانہ لگاتے ہوئے برس پڑتے ہین اور کبھی یکبال مسرت و شادمانی وجد کرتے ہوئے تماشائیان پر ہنس ہنس کر گویا بجلی گراتے ہین۔ کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکہ ہائے ابر کے منہ مین یہ جلسہ دلفریب دیکھکر پانی بھر آتا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہان مالوہ مین اس قسم کے جلسہ ہائے پُر لطف سے عجیب کیفیت و سرور حاصل ہوتا ہے۔ جس سے ایک گونہ کیف و بےخودی مسرت انگیز خود بخود دل مین پیدا ہو جاتی ہے۔ اسوقت کوئی حجاب و فرق مابین خادم و مخدوم یا امتیاز درمیان حاکم و محکوم باقی نہین رہتا۔ صدر و پائین سب کے سب برابر دقت ہوتی ہے خوب کہا ہے ع ایک ہی صف مین کھڑے ہوتے ہین محمود و ایاز ٭ ہر شخص اپنے کیف و سرور مین سرمست و آزاد نظر آتا ہے کیا خوب فرمایا ہے ؎

بہشت آنجاست کازارے نباشد ❊ کسے را با کسے کارے نباشد

مزہ یہ ہے کہ اس قسم کے جلسون مین پیر نود سالہ و جوان و بچے سب بخوشی شریک ہوتے ہین۔ اس مین ہر شخص رقم[1] نقد مجوزہ حسب قرارداد منتظمین جلسہ کی خدمت مین ادا کر دیتا ہے

---

[1] اس رقم چندہ کی کوئی تعداد مقرر و معین نہین۔ چار آنے سے ایک روپیہ یا پانچ روپیہ کے اندر تک اکثر چندہ فی نفر ہوتا ہے کبھی بیش و کم اور متعدد اقسام کے طعام لذیذہ شاہانہ موجود ۱۲

پیشگی داخل کر دیتا ہے - اسی سبب سے کسی کو کسی پر وہان حق تفوق و امتیاز و تحکم و فرق صدر و پائین فرش و مسند نہین ہوتا پورا منونہ مساوات اسلامی نظر آتا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے باوجود اسقدر آزادی اور مسرت کے ایسی مجالس مین کوئی امر خلاف تہذیب و اخلاق مثل عورات رقاصہ و بازاری وغیرہ کا وہان گذر نہین اسی طرح کے جلسے یہان شریف خاندانی عورات باعصمت پردہ نشین امیر و غریب بھی کرتے ہین امرا کی عورتین اپنے باغات مین جاتی ہین غربا کی اپنے کسی عزیز یا محلہ کی عمدہ و وسیع مکان مین گوٹ کرتے ہین چنانچہ راے سین مین اس قسم کے جلسہ دعوتی منجملہ دیگر مقامات روح افزا کی اس مدرسہ واقع قلعہ مین بھی بکثرت ہوتی رہتی ہین بوجہ بلندی پہاڑ قلعہ و دیگر عمارات رفیعہ موجودہ یہان کے بالخصوص آب و ہوا بیحد اعلیٰ ہے اور روح افزا ہے زمانہ بارش مین بخارات لطیفہ ابر کی صورت تمام عمارات مدرسہ کے اندر و باہر ہر چہار جانب سے بکثرت چھا جاتے ہین اور پوری کیفیت برف باری نینی تال و شملہ کی دکھاتی ہین - اسوقت سرور قلب سے ہر شخص کی عجیب حالت ہوجاتی ہے - ہر ایک و در سرور سے نیم مست و پُر کیف بیخود سا ہوجاتا ہے - اسی مدرسہ سے ملحق ایک خوبصورت مختصر و مستحکم دو درجہ دالان در دالان کے مسجد سنگین و گنبد کی ہے - جس کے اندر سو سوا سو آدمی [illegible] صف بندی نماز پڑھ سکتے ہین - اس کی اندرونی درمیانی محراب [illegible] گاہ امام پر ایک کتبہ سنگین تین فٹ طویل دو فٹ عریض لگا [illegible] باوجود کشش و کوشش

پڑھا نہین گیا - اول تو خط طغرا کوفی نما غیر مانوس دوم اس کے اندر گرد و غبار آب بارش سے ملکر جو دیوار و چھت کے درزاز ون سے بہ کر آتا ہے - اسقدر جم گیا ہے کہ اس کے پڑھنے اور نقل لینے سے مجبور رہا - نظم ۱۹ شعر فارسی منقش چار خانہ پتھر پر درج ہین اس نظم مین نام غانم الملک دو تین جگہ لکھا ہے اندر مسجد ۱۹ گز طول ۸ گز سے زیادہ عرض ہے فرش و عرش سنگین ہے پانچ در کی مسجد ہے جس کے چھ کھم ہین ہر ایک ستون بادامی خوشرنگ چمکدار بیڈال ہے دو گنبد خوبصورت دو بازو پر ہین بتوجہ خاص سرکار عالیہ فرمانروائے حال ۱۹۲۲ء مطابق ۱۳۴۰ھ مین اس مسجد کی کچھ مرمت بھی ہو گئی -

۱۳۳۵ھ مین ناظم و تحصیلدار سابق موقع کے باوجود مواعید واثق کے اس کی نقل کے متعلق لاپروائی فرمائی - تاہم جو اشعار پڑھے گئے یا مشکل دورہ سے بدقت نقل کی گئی وہ آیندہ اوراق صفحہ ۴۷ و ۴۸ پر نذر ناظرین کرینگے اس مسجد کے صحن مین ایک ٹانکہ ہے ہمیشہ پر آب رہتا ہے - بہت وسیع و عمیق ہے صحن کی سنگین پٹیون سے بحفاظت چھپا ہے - پانی کے نکالنے کے لئے دو جگہ دہانے کھلے ہوئے ہین - گزیٹر مین لکھا ہے کہ بعہد اورنگ زیب بصرف زر کثیر بابر علی خان قلعدار کی معرفت قلعہ کی مرمت اور حمام و مسجد وغیرہ کی جدید تعمیر ہوئی - مگر کتبہ سنگین صدر دروازہ جنوبی قلعہ سے ظاہر ہے کہ خواجہ یاقوت قلعدار کی معرفت مرمت قلعہ ہوئی چنانچہ عبارت کتبہ یہ ہے " مرمت عمارت و برج و کنگورہائے قلعہ را سے سین در عمل اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی باہتمام ملت پناہ خواجہ یاقوت

حارس و شیخ بہار الدین و محمد امین و حاجی محمد اشرف و انوپ رائے تحویلدار در حکومت محمد منصور و سزاولی محمد عابد خان درانی - از تاریخ یکم ربیع ۳۵ سنہ جلوس (۱۱۰۳ ہجری) لغایت ۱۹ شعبان ۳۸ سنہ جلوس (مطابق ۱۱۰۶ھ) مرمت شد) گنگا رام معمار (۱۱۰۶ ہجری) - اس کتبہ سے خواجہ یاقوت حارس قلعہ ارک کے اہتمام سے قلعہ کی مرمت ظاہر ہے - نہ معرفت بابر علی خان قلعدار اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بمقابلہ قدیم کتبہ سنگین قلعہ کی تحریر گزیٹر بلا سند و حوالہ قابل اعتماد نہیں ہو سکتی - افسوس کہ اہلکاران گزیٹر بموجب عادت خود کہیں حوالہ کتاب ماخذ عندیہ کا نہیں دیتی ورنہ ممکن تھا کہ راقم تاریخ ہذا اصل کتاب کو دیکھکر یا تو یہ اختلاف رفع کر دیتا یا ایک تحریر کو دوسری پر ترجیح بہ دلائل دی جاتی - لہذا بدلائل موجودہ تحریر گزیٹر قطعی خلاف واقعہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے - چونکہ ہم تاریخ نگار ہیں اور تاریخ نگار کا کام ہے کہ کسی گتھی کو سلجھا کر دے مختلف تحریرات میں تطبیق کر دی تاکہ وقت ملاحظہ خوانندہ کتاب کو الجھن باقی نہ رہے یا خود کوئی اور نکتہ پیدا کرکے فیصلہ جدید جاری کرنا داخل فرائض تاریخ نگاری ہے - اسلیے میری رائے بابت صحت تحریر گزیٹر تطبیق کی یہ ہے ممکن ہے کہ آغاز مرمت کے وقت ۱۱۰۳ھ میں بابر علیخان قلعدار ہوں اور درمیان میں اُنکی یا تبدیلی کیوجہ سے بجائے اُنکے خواجہ یاقوت قلعدار ہو گئے ہوں اور انھیں کے عہد قلعداری میں کام مرمت قلعہ ختم ہوا ہو یا خواجہ یاقوت کا نام اصلی بابر علیخان ہو اور خواجہ یاقوت لقب بمناسبت رنگ یا لباس سرخ وغیرہ کے منجانب بادشاہ عنایت فرمایا گیا ہو پس کسی نے اصل نام بابر علی خان اور کسی نے خطاب خواجہ یاقوت لکھدیا - اس صورت میں دونوں شخص و ذات واحد ہی صرف نام و لقب کا فرق ہوا بحالت تسلیم امر اول دو قلعدار بابر علیخان و خواجہ یاقوت جدا جدا شخص ہوئے

رفع اختلاف اقوال بہ تطبیق ہر دو کلام گزیٹر و کتبہ قلعہ

ذکر دیگر عمارات اندرون قلعہ

وبصورت صحت توجیہ ثانی شخص مسمی ایک ہوا اور نام ولقب جدا جدا ہوگئے
اس صورت مین منافات باقی نہین رہتی تاہم تعمیر جدیدہ عمارات کہین سے
ثابت نہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔ باوجود عدم توجہی وکس مپرسی اب تک
اس قلعہ کے فلک نما عمارات وگنبد بلند وبعض حصص محلات راجگان قدیم و
شاہان سلف دہلی ومالوہ وگجرات وغیرہ کے کچھ سالم اور بعض نیم شکستہ
موجود پائے جاتے ہین۔ جن کی دیوارین اور ستون اور چھتین پتھر کی بغیر چونہ وگچ کی
پائی جاتی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت قدیم ہین۔ صرف پتھرون کی
چنائی دیوارون مین ہے اور چھت پر لانبی چوڑی پتلی پٹی پتھر کے ڈیوڑے
اس طرح رکھے گئے ہین کہ پانی آندھی سے نجات مل جائے۔ یہ اسوقت قدیم
کی علامت ہے کہ جب تمدن عالم نے گہوارۂ طفلی سے پہلا قدم تہذیب
معاشرت مین رکھا تھا۔ مزید تعجب خیز یہ امر ہے کہ اس قدر سنگین اور بھاری
اور بڑے بڑے کھم پتھر کے پہاڑ کے اتنی اونچی چوٹی پر اس زمانہ مین کیونکر پہونچائے
گئے جو اس زمانہ مین بھی باوجود کمال ترقی سائنس (حکمت عملی طبیعیات)
وتعجب خیز آلات جرثقیل کی اگر غیر ممکن نہین تو بعید دشوار قریب بمحال
ضرور ہے۔ ان عمارات کی چہار اطراف مین دیوارون پر کہین کہین
نشانات گولہ ہاے توپ کے آرپار مثل روشن دانون کے بدستور
پائے جاتے ہین۔ استحکام کا یہ عالم ہے کہ جس جگہ گولہ لگا اسی قدر حصہ
دیوار مثل ڈاٹ یا کاگ بوتل کے سخت صدمہ گولہ سے نکل گیا اور سوراخ
گول بقدر گولہ ہوگیا۔ دیگر حصہ جزو ملحقہ دیوار پر اس صدمہ گولہ کا کچھ بھی

اثر نہین - نہ دراز پڑی نہ چونہ گرا - ان کے بروج و منارہاے بلند اپنی روز نہائے شکستہ سے گویا آبدیدہ ہو کر اونچے اونچے پہاڑون سے سر اٹھائے گھنے اور گنجان جنگلون اور بیابانون کی طرف اپنے بانیانِ قدیم و فاتحانِ اولو العزم کو بنظر حیرت و حسرت ہر طرف دیکھتے اور تلاش کرتے ہین جن کو گردش زمانہ نے ایسا فرسودہ و فنا کر دیا ہے کہ باوجود صدیان اس تلاش مین گزر جانے کے آج تک اُن کا کچھ پتہ و نشان نہین ملتا کہ کون تھے اور کہان گئے - بعض گنبد اور بروج و منارہاے سربلند اپنی صنعت و دستکاری مین ابتک نظارگیان و تماشائیون کو زمانہ کے اُتار چڑھاؤ اور نیرنگیِ عالم کا ایک عجیب و غریب عبرت انگیز تماشا دکھا کر محوِ حیرت بنا رہے ہین - اگرچہ باقتضاے (کل یوم ھو فی شان) امتداد زمانہ و بے توجہی حکام مقامی سے عمارات قدیمہ بہت کچھ فرسودہ و شکستہ ہو چکی ہین - اور گردش زمانہ برابر اُن کی شکست و ریخت کے درپے ہے - مگر کوئی انکا پرسان و نگران حال نہین - معائنہ مثل مذکور بابتہ سنہ ۱۲۶۵ ہجری موجودہ دفتر کل ریاست سے ظاہر ہے کہ نواب غالم الملک مرحوم کی بنائی ہوئی یہ خوبصورت اور قریب مدرسہ کے تعمیر کردہ سنہ ۸۹ ہجری کی ہے جو ابتک سنہ ۱۳۲۱ ہجری تک موجود بدستور ہے جس کو نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ نے وقت دورہ خود ملاحظہ فرمایا - اس کتبۂ سنگین کے مجمل ۱۵ اشعر ۱۵ اشعر فارسی نقل کرا کر شامل مثل دورہ کیے گئے ہین - مگر نقل اسقدر بدخط اور غلط ہے کہ جس کی صحت مجھسے کم لیاقت آدمی کی قدرت سے بد رہا باہر ہے - اصل کتبۂ سنگین کی کتابت بھی بوجہ کوفی و ثلث نما تحریر کے بڑا سخت عسیر القراءت

[illegible]

تاہم چند اشعار بلا ترتیب جو تھوڑے تصرف سے بظاہر صحیح معلوم ہوئے بطور نمونہ نذر ناظرین پر تمکین کیے جاتے ہین - دو تین اشعار درمیانی غیر موزون و نامرتب سے ظاہر ہے کہ یہ زمانہ نواب غانم الملک یعنی ۸۹۰ھ ہجری عہد سلطنت سلطان غیاث الدین چھجو کا تھا جس نے ایک اپنے ممتاز افسر غالباً رضی الدین نام کو نواب غانم الملک کا خطاب دیکر قلعدار رائیسین کیا اب کچھ پتہ نشان اس جم جاہ کا باوجود جد و جہد نہ چلا کہ یہ سلطان غیاث الدین چھجو کون اور کہان کے بادشاہ اور فرمانروا تھے کیونکہ دہلی مین دو سلطان غیاث الدین نام کے گذرے ہین ایک بلبن ۶۶۴ھ ہجری کو تخت نشین اور ۶۸۵ھ ہجری کو فوت ہوا - دوسرا شاہ تغلق جو ۷۲۵ھ ہجری مین تخت نشین اور یکم محرم ۷۵۲ھ ہجری کو فوت ہوا - تو یہ دونون سلاطین نامدار اس سلطان چھجو سے بہت قبل تھے - اگر یاد غلطی نہین کرتی ہے تو ایک بادشاہ غیاث الدین نام غالباً مالوہ وغیرہ مین بھی گذرا ہے مگر یہ بھی سنین قبل یا بعد مین تھا - بلکہ ۸۹۰ھ ہجری مین ملک مالوہ کا مستقل فرمانروا صاحب شان و شکوہ سلطان محمود خلجی تھا - جیسا کہ تاریخ فرشتہ وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے - چونکہ یہ عقدہ کشائی تعیین سلطان چھجو بوجہ ضعف پیرانہ سالی و عدم بعض کتب تاریخی میری قدرت سے باہر ہے لہذا اس تحقیق کو مین دیگر اہل تاریخ وسیع النظر نقاد طبع کے حوالہ کرتا ہون - کہ فیصلہ تاریخی کرین کہ یہ سلطان غیاث الدین چھجو کون ہین اور اس سنہ و سال مین کہان کے فرمانروا تھے مقالۂ دوم تاریخ فرشتہ سے ظاہر ہے کہ یہ زمانہ ۸۹۰ھ ہجری سال ہشت صد نود

سلطان غیاث الدین چھجو

عہد سلطنت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی کا تھا جو ۸۵۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور ۸۹۴ھ ہجری مین وفات پائی۔ پھر سلطان غیاث الدین چھجو شاہ ہندوستان کا عہد سلطنت کیونکر ممکن ہے۔ ہان ممکن ہے کہ کسی حصۂ ہند کے مستقل بادشاہ بن بیٹھے ہون اور قلعہ رائسین پر قبضہ و تصرف کرکے نواب غانم الملک کو قلعدار رائسین کردیا ہو۔ یا اور کوئی امر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وھو عالم الغیب والشہادۃ وعلمہ اتم و اکمل) بعض شعر قران السعدین سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین چھجو کے سوا ایک اور چھجو نام کے امیر الامرا دہلی مین ۶۶۴ھ مین خاندان سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ شکوہ امیر تھے اور صوبہ الہ آباد کڑہ کے سر صوبہ یعنی گورنر رہے اور لقب چھجو سے مشہور ہوئے۔ یہ کریم النفس عالم فاضل شجاع و مجاہد جید سخی سلطان معز الدین کیقباد کے چچا زاد بھائی تھے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے بید دوست اور ہمیشہ بزم و رزم مین جلیس و انیس رہتے۔ مشہور ہے کہ حضرت امیر رحمۃ اللہ نے اپنے دوست کی مدح مین قصیدہ لکھا تھا جس کے دو تین شعر مین نے جلسۂ احباب مین اکثر سنے مگر اس وقت صرف ایک شعر یاد ہے۔ شعر

خان کڑا چھجو کشور کشا ؏ از لب شاہان کڑہ داری بہا ؏ مقام کڑہ نزدیک الہ آباد ایک مشہور جگہ ہے پیشتر مقام کڑہ ایک صدر مقام و دار الحکومت تھا۔ تاریخ وفات حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ۷۲۵ھ ہجری ہے اور مدفن دہلی ہے جیسا کہ شہیدات

ذکر عہد سلطنت بہلول لودھی بادشاہ دہلی

قران السعدین مطبوعہ سے ثابت ہے۔ یہ بھی بہت قبل تھے۔ العرض بادشاہ چھجو نے بخطاب نواب غانم الملک سرافراز کرکے قلعہ رائسین پر ان کو ممتاز فرمایا۔ مگر بتعین سلطان چھجو انجمن بدستور باقی رہی۔ دفتر گزیٹر وشل دورہ مذکورہ مین زمانہ تعمیر مدرسہ ومسجد سنہ ۸۹۰ ہجری لکھا ہے مگر کتبہ سنگین مذکور کے مصرع عربی سے سنہ ۸۹۷ ہجری ثابت ہوتا ہی مصرع یہ ہے۔

(سبع سنۃ تسعین ثمانی مایۃ مرتب شد) اسوقت عہد سلطنت سلطان سکندر شاہ لودھی بن شاہ بہلول لودھی کا تھا نہ حلوم مثل دورہ سنہ ۱۲۶۵ ہجری ودفتر گزیٹر مین کس کتاب سے یہ سنہ ۸۹۰ ہجری درج کی گئی بصورت صحت تطبیق یون ممکن ہے کہ آغاز تعمیر سنہ ۸۹۰ ہجری مین ہوکر کام تعمیر سنہ ۸۹۷ ہجری کو ختم ہوا ہو۔ پس دونون قول باعتبار سنین درست وصحیح ہوگئے ورنہ ظاہر ہے کہ بمقابلہ کتبہ عمارت کوئی قول مخالف بلا دلیل و ماخذ قابل اعتبار نہین ہوسکتا مگر عہد حکومت اور نام بادشاہ مین وہی اختلاف باقی ہے بعض اشعار کتبہ مسجد مذکورہ یہ ہین

حمد و نعت

ای توانا از ہمہ قا... | اگر بخواہی تاج بخشی بیشمار
ای تو کی... | ائی برگدا داری کلاہ
زاہدان را گر بخواہی | تو اہی روضہ جنت دہی

سلہ یہ کتاب سلسلہ تصانیف آصفیہ ریاست ... ہے

۱۲۴۰

جملہ عالم را پناہی از تو خواہم ای الٰہ | بندہ را گر بخواہی مہر خود داری نگاہ
گر بخواہی اے کریا تاج بر ہر سر نہی | زندہ را جان ستانی مردہ را جان دہی

در مدح ممدوح و تعمیر مسجد

ثانی از شمس و قمر آن مسجد گنبد نہاد | غانم الملک دہ عالم ہر زمان باشی تو شاد
این ست بیت اللہ مسجد جامع فرض نماز | وان دگر فردوس عالم روضہ خورشید ساز

یہ سات شعر منجملہ انیس[۱] ابیات سے کہیں کہیں یادی تصرف لفظی درست کرکے پیش کر دیے۔ تین اشعار غلط و غیر موزون بغرض صحت بیان مذکورۂ بالا درج حاشیہ[۲] کیے گئے اور جو ان سے بھی بدتر بدخط بالکل ناموزون تھے وہ پانچوں شعر ترک کر دیے اور اشعار ترک شدہ درمیان و آخر کے تھے یہ اشعار منقولہ بھی ترتیب وار نہیں ہیں ان میں شاعر کا نام و تخلص بھی نہیں اور اگر ہو تو پڑھنے میں نہیں آیا نواب غانم الملک دو جگہ اشعار میں آیا ہے جس کو لوگ غلطی سے عالمگیر پڑھتے ہیں اس کے سوا ایک مسجد

[۱] منجملہ ان کے غیر موزون اشعار یہ ہیں۔ عہد سلطان السلاطین شاہ سلطان غیاث دین سرور تاج شاہان شہاست ٭ رخت این خرسنہ مسجد گنبد دارد مدار ٭ ملک رضی این ست پیچو مقطع نام مخاطب شد زحضرت شاہنشاہ ٭ نام خود در ملک کرد از قدرت آلہ ٭ ممکن ہے کہ کچھ تصرف ہو جائیں مگر مجھکو کیا حق تصرف ہے [۲] شاہ سلطان غیاث مندرجہ سے بادشاہ ہے۔ لفظ ملک رضی مندرجہ مصرعہ حاشیہ سے رضی الدین وغیرہ

بعہد سلطنت جہانگیر بادشاہ متوفی ۲۸ صفر ۱۰۳۶ھ ہجری تعمیر کی گئی تھی - یہ مسجد صفحۂ ہستی سے ملیامیٹ ہو گئی بجز نام مندرجہ اوراق مثل دورہ بابتہ ۱۲۶۵ھ اور مسودہ ہذا کے باقی نہیں رہا غالباً وقت دورہ جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین، والیہ عالیہ ریاست بھوپال ۱۲۶۵ھ ہجری تک یہ مسجد قائم و موجود ہوگی - افسوس ۶۵ سال گذشتہ قلیل عرصہ کے اندر یہ عالی شان عمارتہائے مسجد وغیرہ قلعہ سے ہمیشہ کیلئے فنا ہو گئین

عمارات مندرجہ بالا کے سوائے بعض عالی شان اور عمارتین بھی اس قلعہ مین جانب غرب وسط قلعہ سے ذرا ہٹی ہوئین موجود تھین - جنکا تقریباً چالیس سال کی مدت ہوئی کہ بہ حکم تقلب دہر صدمۂ برق کے ہاتھون میر بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر مرحوم نصرت جنگ سی - آئی - ای کے عہد نظامت اور محمد نور اللہ خان ولایتی کے زمانہ قلعداری مین جمعہ کے دن بوقت خطبہ خوانی ان عمارات کو بیخ و بن سے قلع و قمع کر دیا - بڑی خیریت یہ ہوئی کہ محافظ سپاہی وغیرہ سب لوگ مسجدون مین مجتمع تھے ورنہ بہت سے انسانون کا تلف ہونا یقینی امر تھا - جہان یہ واقعہ پیش آیا تھا وہان کئی بیگہ اراضی و پہاڑ کی مسافت مین اب ایک غار ہو گیا ہے ان آثار کے مٹانے اس توپ یون زیادہ مدد ملی کہ جس عمارت پر بجلی گری تھی وہ میگزین کے زاہدان راگزر رہے اور اس کے اندر کوٹھون مین اور نیز زمین دوز مکانات کا سامان سابق کا جمع کرایا ہوا ذخیرہ گولہ بارود و اجناس

سلہ [illegible] وغیرہ ہزارون من مقدار مین رکھا ہوا تھا - جو بجلی

سے زائد آثار اور عمارات قدیم و اموال کی بربادی کا باعث ہوا۔ مدتون تک یہ گولے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر لوگون کو جنگل اور کھیتون مین دستیاب ہوئے ہین اور اب بھی کبھی مل جاتے ہین ممکن ہے کہ یہ مسجد جہانگیر بھی جسکا باوجود زمانۂ قرب کے تاریخی شہادتون سے اب پتہ نہین چلتا اُسی جگہ پر ہو اور اُسی صدمہ سے نیست و نابود ہو گئی ہو۔ مگر افسوس کہ گزیٹر ریاست بھوپال مین کہین اس واقعہ ہائلہ کا ذکر تک نہین کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عمارت مدرسہ مذکور جسکو اب بارہ دری کہتے ہین اسکے مغربی گوشہ اور خوبصورت مسجد مذکور ملحقہ کے گوشۂ جنوب مین ایک مزار ریختہ سنگین چونہ و گچ کا حجرہ نما موجود ہے اس کی ہر سمت سنگین دیوارین بلند بلا چھت کے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت پیر صلیح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جو بہت بڑے نامور صاحب ملک و فوج ہندو رئیس تھے جو اپنی خوشی سے مسلمان ہو کر مجاہد و غازی رہے اور جا بجا غزوات مذہبی کرتے رہے اسی مزار کے اندر گنجائش بقدر دالان کے ہے کیا عجب کہ پہلے مُسقف ہو مگر اب چھت نہین رہی بالین مزار پر پرانا تناور درخت نیم قائم ہے اس کے دو در آمد و رفت کے سنگین مشرقی رویہ موجود ہین۔ اسی قدر دفتر گزیٹیر مین" لکھا ہے زیادہ حال معلوم نہ ہو سکا رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے مزار مبارک پر ہر اک زائر کے دل پر عجیب دلچسپی و کشش قلبی اور ذکر الٰہی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ راقم اوراق ہذا بھی اس مزار منور پر بغرض فاتحہ خوانی بارہا حاضر ہوا قلب پر عجیب سا

مزار حضرت پیر صلیح الدین رح

کیفیت نورانی پائی۔ اسکے سوا اور بھی زیارات مقدسہ بزرگان دین کے
قلعہ مین جا بجا ہین جنکا کچھ نام وحال معلوم نہ ہوسکا۔ ایک گنج شہیدان
بھی اندر قلعہ جانب دروازہ مشرقی مثل چبوترہ سنگین بلا چونہ بنا ہوا ہے
اس قلعہ کے مشرقی راستہ پر تین دروازہ آمد و رفت کے ہین ہر دروازہ مین
تین تین گھونگٹ دار ڈیوڑھیان مختلف سمت راستہ کو چکر دے کر پیچ در پیچ
قائم کی گئی ہین بابت تفصیل دروازہ جانب مشرق ہین جسکو شمالی بھی کہتے
ہین۔ دو ڈیوڑھیان تین دروازے ہین۔ ہر دروازہ مشرق و مغرب رویہ
ہے۔ نمبر ۲ و ۳ دروازہ اندرونی پر سہ درہ مکانات زیر و بالا سنگین بغرض
آسائش سپاہیان پہرہ و نوبت خانہ تعمیر ہین۔ نمبر ۳۔ دروازہ اندرونی پر
مشرقی دونون بازو پر تین کتبہ بخط ہندی لکھے ہین جس کو بودھ زبان
کہا جاتا ہے جسکے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ بعد تعمیر یہ عبارت کندہ کی گئی ہے
اور دو دروازے گاڑی دروازہ کے نام سے مشہور ہین۔ یہ دونون
جنوب و مغرب قلعہ کی جانب ہین ایک دروازہ کا حصۂ بالائی منہدم ہوگیا
دوسرا دروازہ اندرون قلعہ بھی جا بجا شق ہوگیا ہے لہذا پتھر چنوا کر مسدود
کرا دیا گیا اسی کے قریب ڈولہ ڈولی دونون تالاب موجود ہین غالباً ان ہی
ہر دو دروازہ سے آمد و رفت گاڑی وغیرہ باربرداری کی سابق مین ہوتی ہوگی جو اسی نام
سے مشہور رہے اور تین دروازے بجانب غرب ہین۔ یہ سب آٹھون دروازہ محراب دار بہت
بلند ہین سب مین کواڑ لکڑی کے مضبوط لگے ہین بڑے بڑے کیلے آہنی
جڑے ہین ہر سہ راستہ پر قلعہ کا ہر دروازہ ایک دوسرے سے تخمیناً

پون فرلانگ پر ہوگا۔ نوان غالبًا چور دروازہ ہے جو بذریعہ سرنگ واقع
گوشہ جنوبی حصہ صحن مسجد شیر شاہی سے شروع ہو کر ایک بن غار کوہ
مین بجانب سیتا تلائی ختم ہوئی ہے یہان بھی دروازہ بیرونی قائم ہے
چور دروازہ بیرونی بوجہ کثرت جھاڑی خاردار و راستہ دشوار گذار کے
مین بچشم خود نہین دیکھ سکا جسکا مجھکو سخت افسوس ہے اور سرنگ مین نے
بچشم خود دیکھی ہے یہ سرنگ پختہ ہے صحن مسجد سے تین چار زینہ اُتر کر محرابی
دروازہ زمین دوز مثل کمان کشیدہ کے بلند ہے اندر سرنگ دونون
جانب دالان در دالان سنگین دیوار پر کھمبین پتھر برابر چھت پٹی ہے اور راستہ سنگین
اور اسقدر وسیع ہے کہ تین چار آدمی صف بستہ بخوبی جا سکتے ہین لیکن
غلیظ درندگان صحرائی اور نجاست چمگادڑون کے ڈھیر لگے ہین اور سخت بدبو ہے اور
بے حد تیرہ و تار ہو رہا ہے پیشتر اس سرنگ مین متعدد روشن دان و جھروکے
ہوادار ضرور ہون گے مگر اب مسدود ہین۔ اس سرنگ کا طول غالبًا ڈیڑھ
دو میل پہاڑ کے اندر سے ہے چھت اندر سرنگ پتھر اور چونے سے مضبوط
کر دی گئی ہے اوپر سے بدستور پہاڑ قائم ہے یہ دروازہ اندرونی صحن
مسجد مین مشرق رویہ اس طرح واقع ہے کہ اگر ایک پٹہ پتھر کا اوپر سے
رکھ دیا جاوے تو سرنگ بالکل چھپ جائے اور صحن ہموار مسجد کا معلوم
ہوا اور سرنگ کا کچھ پتہ و نشان نہ معلوم ہو۔ یہ سرنگ پیچ در پیچ مثل نقش
رفتار سانپ کے بل کھاتی ہوئی چلی گئی ہے۔

غرضکہ یہ جملہ نو دروازہ آمد و رفت قلعہ کے ہوے جو چار راستون قلعہ

منقسم ہین - تاریخ بھوپال مین صرف نو دروازے قلعہ کے بالاجمال لکھے ہین جن سے شبہہ ہوتا ہے کہ فصیل قلعہ مین ہر چہار جانب نو ہی راستے آمد و رفت قلعہ کے ہون گے لہذا ہم نے صراحت کر دی کہ راستے چار ہین اور دروازے نو یعنی راستہ شرقی و غربی مین تین دروازے اور دو گاڑی دروازے اور ایک چور دروازہ براہ سرنگ ہے - اور جانب جنوب مین بھی تین دروازے مع دو ڈیوڑھیون کے ہین - اس دروازون پر بھی آسائش سپاہیان کے لیے متعدد کمرہ موجود ہین -

میرا تجربہ ہفتاد سالہ یہ ہے کہ جو امرا خصوصًا والیان ملک و سلاطین اپنے ملازم اہلکاران سے کسی فن تاریخ وغیرہ کے کتاب محققانہ لکھواتے ہین اور اہلکاران کو بغرض تحقیقات وچشم دید واقعات کے لیے سفر بھی کرنا پڑتا ہے تو اکثر اہلکارون کی تحقیقات کا مدار معمولی لوگون کی بیان زبانی پر زیادہ مبنی ہوتا ہے - اول تو خود تکلیف سو پچاس قدم رنجہ فرمائی سے جی چراتے ہین اگر چلے بھی گئے تو نہایت بے توجہی سے نظر ڈالی اور واپس ہوئے اور ضابطہ کی خانہ پری کر کے عمدہ کتاب بصورت آراستہ پیش کر دی کچھ الفاظ مدح ممدوح مین مثل قدردانی علوم و فضائل سخاوت و شجاعت شاعرانہ لکھ کر خوش کر دیا اور مورد تحسین و آفرین اور مصدر انعام و احسان شاہی ہو گئے - بشرطیکہ اس کتاب مین دو چار باتین خلاف عقل و فطرت حیرت انگیز عمدہ پیرایہ عبارت مین قرینی بھی درج کر دی جائین اور زبانی اپنی محنت شاقہ کا اظہار آب و تاب

کیا جائے وجہ اس کی یہ ہے کہ ان ملازمین کو اس کام یا فن و علم سے کچھ مناسبت
و دلچسپی بذاتہ نہیں ہوتی - اب محنت و توجہ کون کرے صرف تعمیل حکم حاکم
ہوگی اور ضابطہ کی تکمیل کر دی بس قصہ تمام ہوا - لہذا ایسی کتابیں تاریخ نگار
کی نظر میں ہرگز قابل وقعت و لائق اعتبار نہیں ہوتیں گو نام بڑا ہو گیا کہ خاص حکم
و اہتمام شاہی سے یہ کتاب لکھی گئی ہیں ایسی نسبت شاہی سے کتاب باقاعدہ
مستند ہو گئی ہندی مثل سچ ہے - اونچی دوکان پھیکا پکوان - اس قسم کی کتابیں
محققین کی نظر میں مجموعہ تلفیق الاکاذیب و اضغاث الاحلام سے زیادہ
وقیع ہرگز نہیں ہو سکتیں - یہی وجہ ہے کہ اکثر کتب خانہ شاہی کی وہ کتابیں
جو نہایت خوشخط و دلکش مذہب و مطلا ہوتی ہیں بہ اکثر صحت سے معرا
دیکھی گئیں - اس میں امرا و سلاطین پر بھی الزام ہے کوئی ادیب عدم تدبر
قول حکماء بکل امر رجال پر کاعامل ہو سکتا ہے - یہ لحاظ نہیں فرماتے کہ کوئی
علم فقہ و حدیث کا ماہر ہے تو کیا ضرور ہے کہ فن ریاضی و سائنس یا علم
تاریخ و جغرافیہ میں بھی فرد کامل ہو - پس ایسا ہی حال تاریخ بھوپال کا
ہے کہ مولانا محمد عباس صاحب شروانی تاریخ نگار نے پردے کا غذات
سرکاری و اخبار سماعی گھر میں بیٹھ کر بلا تحقیق بعض واقعات تحریر کر دیئے
اگر کسی امر کی تحقیقات کی ضرورت پیش آئی تو حکام متعلقہ سے بذریعہ تحریر دریافت
کر لیا حکام نے کسی سپاہی یا چپراسی وغیرہ سے دریافت کر کے جواب
بھیج دیا - مولانا نے غالباً کبھی کسی مقام کے معائنہ و تحقیق کی غرض سے
کوئی سفر نہیں فرمایا - یہی حالت اس سے کچھ کم زیادہ کتاب گزیٹیر ریاست

کی ہے اگر جانچ ہو تو یقیناً صدہا کھلی افراط و تفریط ظاہر ہوگی جس پر
لاکھون روپیہ ریاست کا صرف ہو گیا۔ اور اب بھی برابر صرف ہو رہا ہے
جس کے لیے جدا دفتر اور مستقل اہلکار ملازم و نامور ہین۔ افسر دفتر کو
اپنی ذات سے کسی سفر کے بغرض تحقیق و معائنہ کبھی ضرورت بھی نہین
ہوئی۔ حالانکہ اگر مصیبت سفر تاریخ نگاری برداشت کرتے تو بھوپال
کے عجیب و غریب قدرتی پہاڑی مقامات یقینی و ضروری ہوتی جو عجائب
و غرائب سے خالی نہین ہین۔ یہی حالت تقریباً اسوقت بعض بڑے
عہدہ داران محکمہ تاریخ بھوپال کی ہے جنکو صرف سفارش نے ممتاز
کر دیا ہے ورنہ سچ یہ ہے ست جامہ دیبا کہ از ہنر خالی ست) کا مضمون
راست آتا ہے۔

بہرحال تاریخ بھوپال مین قلعہ کے نو دروازے باجمال لکھے ہین
ہم نے اپنی یاد پر بصراحت تمام بغرض رفع التباس بہ شرح درج کر دیے
اندر قلعہ کہین کہین آراضی قابل کاشت بھی ہے جس مین اکثر جوار
و مکا پیدا ہوتی ہے قلعہ مین پختہ چھ کیان تیس ہر چہار اطراف مین بلند
مقامات پر ملحق فصیل موجود ہین جنپر غالباً فوجی جنگی پہرہ مسلح ہر وقت
مستعد رہتا اور کوسون کی نگرانی آمد حریف و مخالف کرتا ہوگا۔ اسوقت
قلعہ کی پختہ و سنگین دو سطح برج تیرہ موجود ہین۔ ہر برج مین کئی
توپون کے رکھنے اور فائر کرنے کی بخوبی گنجائش ہے۔ اندرون قلعہ
علاوہ مکانات رفیعہ کے رقبہ آراضی چار سو اسی بیگہ پختہ ہے۔ یہ قلعہ

بیضاوی مستطیل شکل کا ہے اس قلعہ کا دورگردش بیرونی تخمیناً ڈھائی تین میل کے ہوگا۔ اب فصیل و بروج قلعہ ہر سال خصوصاً برسات مین گرتے جاتے ہین۔ اس کی اندرونی عمارات عالیہ متذکرہ دور فصیل و بروج قلعہ پر جا بجا بڑ و پیپل اور دوسری جنگلی تناور درخت بہت سے قائم ہو چکے ہین اور اکثر جگہ دراز ذرود دیوار اور چھتون مین پڑ گئے ہین کاش مقامی حکام ضلع و پرگنہ اس پر بھی کچھ توجہ فرماتے تو یہ آثار قدیمہ بہت کچھ زمانہ آیندہ کیلیے یادگار رہنے رہتے۔ پیشتر بعہد نوابان سابق سنہ ۱۲۷۰ ہجری سے ہر وقت دو ہزار گولہ انداز علاوہ جمعیت سوار و پیادہ معہ میگزین و آلات حرب و ضرب وغیرہ موجود مستعد جنگ رہتے تھے اور بہت سی توپین چھوٹی بڑی و میدانی قلعہ شکن موجود تھین۔ مگر عہد جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ مین اُن کے زمانہ وفات سنہ ۱۲۸۵ ہجری تک اُن کی تعداد گھٹ کر صرف ڈھائی تین سو مسلح سپاہی حاضر باش رہتے تھے۔ جو گشت و گرداوری علاقہ جنگل و آبادی بغرض نگرانی بدمعاشان کرتے تھے۔ عہد حکومت جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان مین آخر روز حیات یعنی ۲۸ صفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۱۶ جون سنہ ۱۹۰۱ع تک صرف پچاس ساٹھ سپاہی و قلعدار وغیرہ مامور رہے۔ اسوقت تک کچھ تھوڑی بہت ضروری مرمت قلعہ بھی ہوتی رہتی تھی سب سے آخر ذمہ دار باضابطہ قلعدار محمد زمان خان ہوے اور بعد کو جو قلعدار رہے وہ صرف براے بیت نام کے قلعدار تھے اُن کا کام صرف امداد ہی پولیس تھا۔ اب اس عہد مبارک ہر ہائنس جناب نواب

سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ عالیہ بالقابہا دام سلطنتہا صدر نشین ۷ ربیع الاول
۱۳۱۹ھ ہجری مطابق دوم جولائی ۱۹۰۱ء مین جس کو زمانہ تحریر کتاب ہذا
یعنی ۱۹۱۹ء مطابق ۱۳۳۸ھ ہجری تک ۱۹ سال کی مدت ہوتی ہے بوجہ
کمال حسن انتظام ملکی باجراے قوانین انگریزی عدالتی وعطاے خطابات
بالفاظ انگلش وآرائش کوٹھیات بہ قرینہ یورپ فیشن جس نے ایشیا کو
بقطع ووضع لباس وطرز معاشرت وغیرہ مین نمونہ بکمال حسن وخوبی یورپ کردیا ہے
ورجس سے انتہا درجہ کی بیدار مغزی وروشن ضمیری ووسعت خیالی
حضرت ملکہ جہان آرا کی بخوبی ظاہر ہے اور بفضلہ تعالیٰ ہر قسم کا اطمینان
قابل حکام انگریزی دان کے ملازم رکھنے سے ہوگیا۔ پس معمولی سپاہیان
قلعہ کی کوئی حاجت باقی نہین رہی اور یہ سلسلہ داشت سپاہ یکقلم موقوف
کردیا گیا۔ گو پہاڑ جنگل گنجان کیسے ہی خوفناک ہین مگر ہیبت قانون سلطانی
سے چور ڈاکو وراہزن وغیرہ سب خوف زدہ رہتے ہین۔ اب تمام قلعہ
بالکل ویران مقام ہوحق ہوکر مسکن خاص خوفناک درندان صحرائی کا
بن گیا ہے اس قلعہ کے تین جانب مشرق۔ مغرب۔ شمال مین پہاڑ
بہت دور تک اسطرح ڈھلوان چلا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مخالفانہ دیوار
قلعہ تک پہونچنے کا قصد کرے تو کسی طرح پہونچنا ممکن ہی نہین نہ کسی
سپاہی قلعہ کی نظر سے مخفی رہ سکتا ہے اگر پچاس ساٹھ ہزار فوج مخالف
ایک دم قلعہ پر حملہ آور ہو تو صرف چار ہزار سپاہی قلعہ کے سب کو آسانی
دفع وہلاک کرسکتے ہین۔ ہر سہ اطراف مذکورہ مین کوئی جگہ قابل پناہ حملہ آور

سکے نہین ہے کوسون میدان کف دست صاف ہے کہین باہر سے قلعہ پر
زد کی کوئی لاگ نہین ہے - مگر ہان اسی قلعہ کے پہاڑ کا وہ حصہ و شاخ
جو جنوب کو مسلسل دور تک چلا گیا ہے اُسپر سے ضرور برابر کا مقابلہ طرفین
کو ممکن الوقوع تھا اور حصہ بلند پہاڑ پر سے فوج بیرونی کو آسان تھا کہ حملہ
سخت کر کے دیوار فصیل قلعہ پر قابض ہو جائے اس واسطے واقف کاران
فنون جنگ مالکان قلعہ نے اس حصہ کو بقدر تین چار جریب یا کچھ کم زیادہ
بدستکاری سنگ تراشان ماہر وچابکدست زمین کے برابر کر دیا - اس ترکیب
سے فی الجملہ حفاظت تو ضرور ہو گئی تاہم اندیشہ و خطرہ مخالف سے خالی
نہین - یہ پتہ چلنا دشوار بلکہ محال ہے کہ یہ سنگ تراشی کس عہد مین کیے
گئے تھے - غرض کہ یہ قلعہ زمانہ راجگان قدیم و شاہان سلف مین ایک عجیب
پری پیکر و زہرہ تمثال دلبر ستم شعار جہان ستان لیلی کرشمہ ساز سمجھا جاتا
و شجاعان و سرکشان ہمت بلند سمجھا جاتا تھا اور ہر اولی الامر جو اسکی
امید وصال کا مضطربانہ متمنی ہو کر اپنی جان عزیز تک مجنون وار قربان کرنے
مین دریغ نہ کرتا تھا - اور یہ پری پیکر سنگدل کبھی اس کی جانب گوشہ چشم
یا نظر غلط انداز سے توجہ کرنا بھی روا نہ رکھتا تھا - اللہ اکبر جل جلالہ
کہان تک اس نو عروس پر غرور کے کیا کرشمہ و ناز و عشوہ انداز تھی کہ بڑے بڑے
سلاطین نامور اسکی عشوہ ناز معشوقانہ کے بدل و جان شیدا و مشتاق ہو کر
دور ہا کوس کا سفر دشوار گزار بسر و چشم مستانہ وار باسینہ فگار رہ سپر ہو کے
منازل سخت و کوہ و دریا و دشت آتے اور اس کے ایک جلوہ ناز کے

اوا پر کروڑون کی دولت ہزارون لاکھون جانین عزیز بے بہا و بیش قیمت نثار
کرنا بھینٹ چڑھانا اپنا باعث فخر و مباہات جانکر قیام وصل و تعیش گوشہ
قلعہ کو اپنا سرمایہ ناموری و مسرت و عشرت حیات جاودانی تصور کرتے
آج وہی نوعروس رعنائی و دلربائی حجلہ نشین ہزار حسن برنائی ایسی
کس مپرسی و بے قدری کے عالم مین ہے کہ کوئی اس بیوا ہزار شوہر
کی جانب نظر غلط انداز ڈالنا بھی پسند و گوارا نہین کرتا (فاعتبروا یا اولی
الابصار-) خلاصہ یہ کہ اب قلعہ ویران شکستہ کی اک گوشہ گنجان جنگل
مین قوم کولے کے صرف چار پانچ خام جھونپڑیان گھانس پھونس کویلو
(کھپریل) وغیرہ کے ہین اور وہی کولی سکونت پذیر ہین غالباً یہ قوم
کولی دو سو برس سے رہتی ہون گی - اب یہ لوگ پیشہ مزدوری و سنگتراشی
و تعمیر و وزن کشی غلہ کرتے ہین خیال ہے کہ اگلے قلعدارون نے بغرض
آبادی و خدمتگزاری وغیرہ کے قلعہ مین آباد کر لیا ہوگا. باقی اللہ اعلم خیر سلا
اب تو بجاے پہرہ چوکی سپاہیون کے شیر تیندوے ریچھ شبانہ روز گشت
وگرداوری کرتے رہتے ہین اور ایوانہاے شاہان مین بلا فراغت تمام
رہتے وبستے ہین اوران مین بکثرت بیٹ ابابیل و چمگادڑان اور مکڑیونکے
جالے جابجا بہت ہین (للّٰہ درمن قال) سے

پردہ داری میکند در قصر قیصر عنکبوت ؛ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

اس وقت اس قلعہ مین صرف پانچ ضرب توپین کس مپرسی کی حالت
مین بلا ترتیب منتشر کھلے میدان مین جابجا پڑی ہین - میرے محب مکرم

منشی محمد عبد الرزاق صاحب کانپوری مولف تاریخ البرامکہ و کتاب نظام الملک
طوسی حال تاریخ نگار بھوپال کی ایک تحریر مورخہ سنہ ۱۹۰۹ع مندرجہ شرح اتواپ
موجودہ قلعہ حسب ذیل مجھکو ملے۔ بہ شکر گزاری ولی درج کرتا ہون۔ لحاظ رہے
کہ بعض توپین اپنی کمال قوت سے شق و بیکار ہوگئی ہین۔

نمبر ۱ اول۔ توپ اندرون قلعہ نزد محلات شاہی قطر دہن چھ انگل۔ طول سات
ہاتھ۔ جس پر نقشہ بخطوط چوخانہ کھینچ کر یہ عبارت مندرجۂ ذیل لکھی ہے۔
پہلے خانہ مین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لکھی ہے۔ پھر دوسرے۔ تیسرے
چوتھے۔ پانچوین خانہ مین۔ نصر من اللہ و فتح قریب) و بشر المومنین بشرا)
رضوان۔ رحمان) در عہد نواب شیر محمد خان صاحب بہادر فتح جنگ)
وزیر انتظام کاری وزیر محمد خان صاحب۔ وزیر الدولہ) باہتمام۔ رضاے
(رضاعی) سلطان خان بہادر کارخانہ ملک روم۔

نمبر ۲ نمبر(۲) توپ موسومہ غبارہ۔ قطر دہن چودہ انگشت۔ طول دو ہاتھ جسپر عبارت
ذیل ہے۔ دیوان صاحب چھوٹے خان بہادر شمشیر جنگ باہتمام سلطان خان
کارخانہ ملک روم۔ ضرب بھوپال تاریخ غرہ رجب سنہ ۱۲۰۸ ہجری مطابق
سنہ ۹۷ الفصلی۔ اسوقت دم تحریر تاریخ ہذا کہ سنہ ۱۳۳۷ ہجری بحساب قمری
ایک سو تینتیس ۱۳۳ سال ہوے۔

سلہ غالباً یہ نواب شیر محمد خان والد امیر محمد خان ولد نواب وزیر محمد خان بہادر ہون ۱۲
سلہ نواب چھوٹے خان چیلہ نواب حیات محمد خان صاحب صدر نشین سنہ ۱۱۹۲ع ہجری کے تھے۔ ان
دیوان ریاست ہوگئے اور تمام کام فوجی مالی انتظامی اپنے قبضہ مین کرلیا۔ کیونکہ بیحد دانشمند
تھیں کر بعد سخت جنگ خارج البلد کردیا۔ حسن تدبیر سے رعیت شاد ملک سر سبز
ما بین شہر و محلہ جہانگیر آباد کے انکا بنوایا ہوا ابتک موجود ہے شہر پناہ بھوپال کی انکے اہتمام۔

نمبر (۳) یہ توپ قریب دروازہ جنوب قلعہ ہے۔ قطر دہن سات انگشت طول پانچ ہاتھ۔ نمبر۳

نمبر (۴) یہ توپ موسومہ خدابخش ہے قطر دہن سات انگشت۔ طول سات ہاتھ اس کے نام سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ توپ کسی جنگ مین مخالف سے چھینی ہوگی۔ یا نام توپ ساز کا ہو وغیرہ وغیرہ واللہ اعلم۔ اس توپ پر بھی نام کندہ ہے۔ نمبر۴

نمبر (۵) توپ موسومہ[^۱] (علی مدد) قطر دہن سات انگشت۔ طول سات ہاتھ نمبر۵
یہ پانچون توپین قدیم وضع کی بہت پرانی اور بھاری ہین۔ ان کا گولہ میل ڈیڑھ میل تک غالبًا جاتا ہوگا جسکو اسوقت کی ترقی سائنس یعنی (طبعیات یا حکمت عملی) مغربی کی نو ایجاد اسلحہ جنگ خصوصًا یورپ کی نو ایجاد اتواپ اور زیپلن ہوا باز۔ یعنی جنگی غبارے و طیارے نے انکو بیکار محض کردیا ہے۔ کیونکہ ان جدید توپون کے ذریعہ سے گولہ اسّی نوّے میل تک بلکہ زیادہ فاصلہ پر پہونچکر ہوا مین بلند ہو کر پھٹتا ہے جس سے ہزارون لاکھون زہریلے آہنی ریزے ہوا مین منتشر ہو کر تین چار میل تک اطراف و گرد فوج مخالف پر مینھ کی طرح برس پڑتے ہین۔ گولے کا وزن اکتیس من اور تین چالیس سیر اور سیر اسّی تولہ انگریزی کا ہوتا ہے اور اس کے سوا زیپلن یعنی طیارہ جنگی جو دس بارہ ہزار فٹ یا کم و بیش بلندی ہوا پر سے لشکر مخالف پر خدا خوفناک آتشباری کرتا ہے یہ الیٰ سبب آتشباری ہوتی ہے

[^۱]: سلہ اسپر لفظ علی مدد کندہ ہے ۱۲

کہ جس کے خوف سے جن پری بھوت بھی الامان پکارتے ہوئے بصورت
شعلہ خس فرار و روپوش ہو جاتے ہیں اور مزید قیامت یہ کہ ایک منٹ کے
اندر توپ و بندوق وغیرہ کے سو فیر سے زیادہ بتواتر ہو سکتے ہیں اور
گیس زہریلے مہلک ہر قسم کی بکثرت ایجاد ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں جس
سے دو سو میل تک فوج حریف مخالف بیہوش یا ہلاک و تباہ ہو جاتی
ہے ہر چند کہ پہاڑ بلند درمیان میں حائل ہو جیسا کہ انگریزی و اردو
اخبارات خاص لندن و ہندوستان زمانہ جنگ عظیم یورپ سے بخوبی
ظاہر ہوتا رہتا تھا - اور سرکاری یعنی برطانیہ اخبار تصویردار ہفتہ وار
مطبوعہ لندن سے بتائید تمام اشاعت ہوتی رہتی تھی - یہ جنگ عظیم
سخت جانستان تمام ملک یورپ - جنوبی فرانس - لورین و الساس وغیرہ
و ہر چہار اطراف عالم روس ملک روم و مصر وغیرہ اور ایران و ترکستان
وغیرہ میں ۲۰ جولائی ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی تھی اب کہ ختم سال ۱۹۱۹ء
کا قریب ہے باوجود گذر جانے چھ سال کے اب تک اثرات مہلک .....
.... جنگ قیامت خیز یورپ و ایشیا کے قریہ قریہ پر ہیں امن و امان
پائی جاتی ہے کروروں قیمتی جانیں اس جنگ بد انجام کی بھینٹ چڑھ
چکی ہیں اور پدموں کی تعداد میں دولت کروروں ملین صرف ہو گئی
اس جنگ یورپ کے زہریلے اثر سے تمام مغرب و امریکہ ممالک تو میدان
رستخیز ہو ہی چکے تھے - افسوس کہ ایشیا و افریقہ و افغانستان ہند
چین و جاپان وغیرہ میں بھی خون کے دریا بہہ گئے - اخبارات سے ظاہر ہے

جنگ عظیم یورپ ۱۹۱۴ء

کہ دو کروڑ سے زیادہ[1] خاص میدان جنگ یورپ مین جانین تلف و ہلاک ہوئین اور افریقہ وایشیا و قریبہ وغیرہ مین لاکھون قیمتی جانین ابھی تک برابر تلف ہو رہی ہین گو اصلی جنگ جرمن و انگلستان و فرانس سے ۱۹۱۹ء[2] کے ساتھ ختم ہوگئی مگر ایشیا مین خون ناحق کے سمندر بدستور بحالت طغیانی جوش زن ہین۔ گو بفضلہ تعالیٰ ہمارا ہندوستان بوجہ فاصلہ بعیدہ تعدادی آٹھ ہزار میل کی مقام جنگ سے بھی زیادہ دور ہی ہے مگر اس جنگ کی بدولت ننگے بھوکے نان شبینہ کو محتاج ہوگئے اب ملک ہند سے امیر وغریب کا امتیاز جاتا رہا اور قیامت یہ کہ تمام رعیت دن رات و بار طاعون و بخار انفلوانزا اور برسون کے قحط اور ہر ایک شئے ضروری کی گرانی اور چندہ دن سرکاری کی روزافزونی روزانہ کا مقابلہ عاجزانہ و بیتابانہ کرتے کرتے بالکل تباہ و برباد ہوگئے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عظیم الشان سلطنت روس کا تو بالکل بحالت زار کچومر ہی نکل گیا خاندان شاہی ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹ چکا اور اور آسٹریا کا خاتمہ ہوگیا اور کئی اور چھوٹے بڑے خود مختار بادشاہ آزاد ملک یورپ کے جیسے سرویہ مانٹی نگرو۔ رومانیہ بلجیم وغیرہ اور دو تین

[1] بعض ماہرین یورپ کا مقولہ ہے کہ چار کروڑ سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے ۱۲

[2] غالباً اسی سال جنگ کا خاتمہ ہوگیا قیصر جرمن بزاتہ حکومت ہالینڈ یورپ مین پناہی گزین ہوا اس کی عظیم الشان سلطنت مثل صوبہ ماتحت کے برائے نام باقی رہ گئی اور تاوان سے ملک تباہ ہوگیا اس کا بڑا ذخیرہ جنگی بیڑہ فرانس بلجیم وغیرہ کی فوجون سے بالکل دقت تصرت ہے امریکہ کی فوج جو دو لاکھ تازہ دم کی امداد سے فتح یقینی کی خبرین کے مبدل شکست ہوگئی ۱۲ منہ

ذرا نزدہ ممالک افریقہ کے خراب و تباہ ہوکر دربدر خاک چھانتے پھرتے ہین
اگر ہماری برٹش گورنمنٹ ملک یونان کی ہمدردی و دستگیری کرکے فوری
ایک دم اپنا فوجی قبضہ بحری نہ کرلیتی تو وہ بھی یقینی جرمن کا ساتھ دیکر
قطعی تباہ و برباد ہوجاتا۔ ہماری برٹش گورنمنٹ کی بہادری و خوش فکری
و عاقبت اندیشی و پالیٹکس سے اب قدیم سرکش و مخالف بھی خائف و
لرزان ہوچلا ہے اور چار چھ ماہ سے ہر بار پیام صلح پیش کرتا ہے۔ اکثر
کانفرنس صلح مین جرمن کے ڈیلیکیٹ یعنی سفراے صلح شریک ہوکر کچھ نہ
کچھ حیلہ جدید تراش لیتے اور بہ عیاری صلح کو ٹالدیتے ہین۔ جیسا کہ اخبارات
سے ظاہر ہے۔ بہرحال اگر ہمارے رحم دل امن پسند برٹش گورنمنٹ کا
دست شفقت اہل ہند پر نہ ہوتا تو ہماری حالت شادمانی و ثروت و صحت
موجودہ کیا سے کیا ہوجاتی۔ اسی وجہ سے تمام رعایا ہندوستان بخلوص
قلب حضرت باری تعالی مین اس مہربانی گورنمنٹ شفیق پرورست بدعاے

سلہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء مین گورنمنٹ برطانیہ نے بکمال ہوشیاری و فطانت ترکون کو بحیلہ مصالحت غافل کرکے دارالسلطنت قسطنطنیہ پر اچانک فوجی قبضہ کرلیا اور سلطان وحید الدین پاشا موجودہ کو برائے نام اپنے زیر اثر بادشاہ قائم رکھا اور حسب مراد خود معاہدہ کرالیا۔ نہ معلوم کہ انور پاشا وغیرہ نے مع چند ہمراہیان کہ کر نکلکر مقام انگورہ ایشیا کوچک مین دارالحکومت قائم کیا۔ گورنمنٹ نے شاہ یونان کو ملک سمرنا و تھریس وغیرہ ترکون کا دیکر ان پر حملہ آور کرادیا جو کئی سال سے آجتک خونریز سخت جنگ برپا ہے اور خود مخفی مدد دیتی ہے اگرچہ یونانیون کے سخت مظالم وحشیانہ عورتون بچون بوڑھون بیمارون پر اخبارات مین روزانہ مشتہر ہوتے ہین مگر کوئی تہذیب سلطنت یا جمہوریت دار علم و تہذیب پرواہ نہین کرتی یہ ادنی نمونہ تہذیب و روشن خیالی ہے اسیر دیگر ہمدردی انسانی بزور و شوکت ہوتا رہتا ہے بہرحال تمام اہل یورپ ایک پیسہ کے نفع کی غرض سے لاکھون کا خون بہا دینا اصول بنا مذہب غیر ملکی غیر قوم کا خاک دینا ایک ادنی کرشمہ تہذیب ہے۔ کیسے ہین اس تہذیب پر ہزار بار وحشت نثار ہوتی ہے ۱۲ منہ

سال بھر یعنی ١١- نومبر ١٩١٦ء سے ذریعۂ اخبار برابر سن رہے اور پڑھ رہے ہین کہ جنگ ملتوی ہے شرائط صلح در پیش ہین مگر آثار اس کے خلاف دیکھے جا رہے ہین - غرضکہ اس وقت جنگ و صلح ایک معمائے لاینحل اور مسئلہ پیچیدہ سائینس ہے - بقول منشی فاخر حسین صاحب فاخر تخلص سہسوانی متوفی ١١ رجب ١٣٣٥ ہجری مطابق ١٣- مئی ١٩١٧ء - ع

غضب ہے خواب گونگے کا ہوئی ہے داستان میری + اور مصرعہ مرزا غالب دہلوی بھی اس وقت حسب حال ہے - ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے ؛ - اگر یہ صلح ہو گئی تو دیکھنا یہ ہے کہ آیندہ کس کس بے گناہ پہ آفت آتی ہے شعر

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج

یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج

بہرکیف ہم کو ان اخبار سے بے اعتبار سے کیا تعلق کیا عجب کہ یہ رموز امور سلطنت و مصالح ممالکت پر مبنی ہون - ہر چند کہ اس معاملہ پہ بے ساختہ دل چاہتا ہے کہ کچھ روشنی مزید ڈال کر ملک و قوم کو ہوشیار و آگاہ کر دیا جائے مگر مصلحت وقتی و مہابت قانون شاہی سے زبان کشائی و قلم فرسائی ناممکن ہے بہرحال خدا کرے اس جنگ کا جلد خاتمہ بخیر و صلح ہو - اور ہمارے حق مین بہتر نتیجہ نکلے - آمین یارب العالمین

الحاصل قلعۂ رائسین کے مشرقی دروازہ پہ ایک کتبہ سنگین بخط ہندی لگا ہے جسکا ترجمہ مثل دورہ بابتہ ١٢٦٥ ہجری جناب

نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ سے بجنسہ نقل کیا جاتا ہے (سمت ۱۵۸۵ بکرماجیت ماگھ بدی اسٹمی - سوم رام نام - سہدو مہاراج سری بھوس کے بیسے میران چھوچولو - جمنا گنگا ماے نوناک ہین میران چھوٹے مہاراج سری بھی دود) ہم اس عبارت فصیح و بلیغ سہل و ممتنع کا مطلب اپنے ناظرین کے قابلیت و ذہانت فہم و ذکاوت پر چھوڑتے ہین کیونکہ مین تاریخ نگار بوجہ پیرانہ سالی و قلت قابلیت علمی اس کے فہم سے قاصر ہون اتنا تو معلوم ہو گیا کہ آج سمبت ۱۹۷۶ ہین یعنی ۳۹۱ یا نوسے سال اس کتبہ سنگین کو ہوے - آغاز حکومت انگریزی مین اکثر علاقہ مالوہ و بھوپال و رائسین وغیرہ پر جابرانہ حکومت جاہل و وحشی قوم پنڈارہ کی تھی جن کا کام قتل و غارت و لوٹ مار ملک مالوہ و دکن و حدود کالپی وغیرہ تک اکثر رہتا تھا - اور رئیس باوجود فوج و لشکران سے خائف رہتے تھے - منجملہ دیگر مقامات کے قلعہ رائسین بھی ان کا مامن و ملجا تھا گرد و نواح کے بعض رئیس بھی ان کے خفیہ معاون و شریک تھے اور مال حرام و غارت شدہ کے حصہ دار و سہیم - اس قلعہ کی وسعت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ بیس پچیس ہزار فوج مع ارشا فستہ منعم اسپان و مواشی و اسلحہ و سامان ضروری جنگ مدافعانہ سہینون برسون بحفاظت تمام قلعہ بند و محصور رہکر مخالف حملہ آور سے بخوبی مقابلہ کر سکتے تھے کیونکہ اس مین بقول صاحب تاریخ بھوپال اڑتالیس ٹانکہ[1] طویل

[1] ٹانکہ زمین دوز بڑے حوض کو کہتے ہین جو آب باران سے پر کیے جاتے ہین اور بلند سطح زمین کی برابر سے مسقف ہوتی ہین پانی نکالنے کے لیے اتین بلحاظ وسعت جا بجا در ہین یا اس سے زائد کنوین کی طرح دہانہ پختہ بنا دیے جاتے ہین ۱۲

عریض وعمیق پانی کی لبریز موجود ہین۔ مثل دورہ بابتہ ۱۲۶۵ھ ہجری مین بھی یہی تعداد (۴۸) درج ہے۔ مگر قدیم معمر لوگ کہتے ہین کہ ٹانکہ چوراسی (۸۴) تھے مگر بہت سے شکستہ وخراب ہوگئے۔ غالبًا وہ مثل دورہ مین درست وموجودہ ٹانکون کو ملاحظہ فرماکر تحریر کردیا ہے۔

مین کہتا ہون محرر کاتب مثل سے تصحیف وتقلیب تحریر عدد بھی ممکن ہے کہ چوراسی (۸۴) کو عجلت مین اڑتالیس (۴۸) لکھدیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

مین نے منجملہ ان ٹانکون کے پندرہ سولہ (۱۶) خود بھی دیکھے پھر بوجہ کسل وتمازت آفتاب ونشیب وفراز دشوارگذار پہاڑ کے زیادہ چلنے کی جرأت نہ کرسکا۔ علاوہ ان کے چار تالاب پختہ وسنگین بڑے بڑے اندر قلعہ بالاے کوہ بلند موجود ہین جو چشمہاے قدرتی وبارش سے ہمیشہ مثل چشم عشاق پرنم وبشکل دیدۂ اطفال یتیمان لبریز وپرآب وغبار آلود رہتے ہین۔ غالبًا یہ ٹانکہ وتالاب مختلف اوقات مین متعدد سلاطین ووالیان ملک نے تعمیر وتیار کرائے ہین۔ چنانچہ بعہد نواب حیات[1] محمد خان صدرنشین بھوپال ۱۱۹۲ھ ہجری بڑا تالاب بہ اگن نام اور بزمانہ نواب نظر[2] محمد خان صاحب مسندنشین ۱۲۳۳ھ ہجری دو تالاب پختہ ڈوڑا وڈوڑی نام تعمیر کیے گئے۔ اب ان کو عوام وخواص ڈولاڈولی کہتے ہین وجہ تسمیہ ومعنی الفاظ اردو وتحقیق قابل اطمینان معلوم نہین ہوتا

[1] فقرۂ تاریخ مسندنشینی (خدیو کشور بھوپال) ۱۱۹۲ھ ہجری۔

[2] تاریخ وفات نظر محمد خان از نتیجۂ سال وفاتش گفت ہاتف بعد کاسہ از نظیر الدولہ شد کم ۱۲۳۵ھ۔ ۱۱
آپکا خطاب نظیر الدولہ تھا ۱۲۔

مثل دورہ ۱۲۶۵؁ ہجری مین ڈوراڈو ودی درج ہے ان مین یہ صنعت عجیب وغریب رکھی گئی ہے کہ ایک تالاب کا پانی دوسرے مین اور دوسرے سے پہلے مین خود بخود چکر لگاتا بل کھاتا لہرین مارتا پتھرون سے اٹکھیلیان کرتا ہر وقت شبانہ روز آتا جاتا ہے۔ تماشائی لوگ اسکا تجربہ یون کرتے ہین کہ ایک تالاب مین بانس وغیرہ کے مجوف لکڑی ڈالدی کچھ دیر مین وہ دوسرے تالاب مین پہونچ گئی اور اور پھر دوسرے سے پہلے مین جانکلی اور پانی ہر دو تالاب ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے حالانکہ ہر دو تالاب باہم بہت کچھ نشیب وفراز رکھتے ہین جیساکہ مثل مذکورہ بابتہ ۱۲۶۵؁ ہجری مدخلۂ دفترکل سے ظاہر ہے اور یہ دونون تالاب مین نے بھی بارہا بچشم خود دیکھے ہین انجنیران یورپ بھی ان کو دیکھکر متحیر رہجاتے ہین یہ آمد ورفت پانی کی پہاڑ کے دو کنارون کے اندر ہی اندر سے ہوتی ہے۔ ایک اور مسجد مضبوط سنگین قدیم موجود ہے کہا جاتا ہے کہ سلطان شیرشاہ افغان کی تعمیر کردہ ۹۵۱؁ ہجری کی ہے جو اپنے تزک واحتشام سابق پر بجاے خط بہ خوانی کے نوحہ خوانی کرتی ہے۔

یہ مسجد پانچ درجہ کی دالان در دالان ہے دو درجہ اندرونی مغربی بند کرادیے ہین۔ تین درجے بیرونی مشرقی کشادہ وروشن اور ہوادار ہین۔ چھت پتھرون کی بلند ہے ہر درجہ کے سات سات در ہین۔ کھم سنگین موٹے یک ڈال چہ پہل بلند ہین طول اندرمسجد

چھبیس ۲۶ گز عرض ہر سہ درجہ کا ملا کر بارہ گز کا ہے چہار دیواری اس مسجد کی مثل قلعہ
کے بلند اور مضبوط ہے سامنے کے تین دروازے کی چھت کچھ گر گئی
ہے زیادہ حصہ چھت باقی ہے درست ہو سکتی ہے - اسپر کوئی گنبد نہین بنایا گیا فرش
و عرش اس کا سنگین ہے - اسی مسجد کے صحن سے سرنگ چور دروازہ
بنائی گئی ہے جسکا ذکر اوپر گذرا - علاوہ ان مساجد مذکورہ کے اور بھی
متعدد مساجد تھین جو اب شہید ہو چکی ہین - گاڑی دروازہ کے پاس
اندرون قلعہ ایک عیدگاہ پختہ تھی جو اب مسمار ہو گئی مدرسہ اور گاڑی
دروازہ کے درمیان ایک بڑا خوبصورت مندر بلند ٹیلہ پر ابتک بحالہ
موجود ہے - سالہا سال بلکہ صدیون سے اس قلعہ کے اندر باہر تمامی پہاڑ
پر نہایت گنجان جنگل قدرتی سیتا پھل یعنی شریفہ کا موجود ہے جس کو عوام
چھیتا پھل کہتے ہین یہان کا شریفہ عمدگی و شرینی و لطافت و شادابی و
وغیرہ مین دور و دراز حصص ملک ہند مین مشہور و معروف ہی جو تحفۃً
امرائے نامی و گرامی کو ذریعہ پارسل بواسطہ ریل وغیرہ بھیجے جاتے قریباً
اس ریاست مین جا بجا علاقون مین عمدہ شریفہ بکثرت پیدا ہوتا ہے
اس پھل کو اہل ہنود سیتا پھل اس نسبت سے کہتے ہین کہ یہ پھل غالباً
سیتا رانی زوجہ رامچندر و راجہ اجودھیا ملک اودھ کو زیادہ مرغوب
تھا یا وقت واپسی راجہ رامچندر بعد ختم چودہ سال مدت بن باس
کے یہ پھل یا درخت اپنے ہمراہ لائی تھی - پھر دنیا مین اس کا عام
رواج ہو گیا اور جنگل کے جنگل اس سے ہرے بھرے ہو گئے اور

واقعہ بن باس راجہ رامچندر باعتبار تواریخ ہندی و اردو یون ہے کہ راجہ دسرتھ نام جسکو اب جسرتھ کہتے ہین مقام اجودھیا ملک اودھ کا بڑا نامور راجہ نیک دل تھا اُس نے اپنی آخری عمر مین باتفاق امراد عمائد اپنے فرزند اکبر رامچندر کو ولیعہد سلطنت کیا بعدہٗ اپنی زوجۂ ثانی مسماۃ کیکئی کے بےحد اصرار سے اس کے شکمی فرزند بھرت نامی کو ولیعہد بنایا اور حسب اصرار رانی راجہ رامچندر کو حکم دیا کہ چودہ برس بن باس کرے اور شہر ملک سے دور و دراز جنگل مین جا کر عبادت مذہبی مین مصروف رہے۔ زوجۂ ثانی کے اس اخراج سے غرض یہ تھی کہ میرا بیٹا بھرت باطمینان تمام بلا فتنہ و فساد حکومت کرے۔ راجہ رامچندر جی بتعمیل حکم راجہ جسرتھ پدر خود بجنسہٖ پنہانی تنہا آمادہ روانگی و صحرا نوردی ہوگئے اور سلطنت کا کچھ بھی خیال نہ کیا امرا و عمائد نے ان کو بہت کچھ روکنا چاہا مگر انھون نے کچھ نہ سنا اور اپنے عزم و ارادہ سے باز نہ آئے اور کہا کہ اول تو راجہ میرا باپ دوسری راجہ بھائی ہے مجکو ہر طرح تعمیل حکم واجب ہے بمقابلہ حکم شاہی کے کسی چیز کی پرواہ و حاجت نہین چنانچہ تنہا بذات خود آمادہ سفر ہوئے مگر اپنی دلدادہ سیتا رانی اور حقیقی بھائی لچھمن پہلوان کے بحد اصرار و گریہ و زاری سے مجبور ہو کر اپنے ہمراہ چلنے کی اجازت دی چنانچہ معہ ان دونون کے صرف تیر و کمان و تیغ و تبر لیکر دریائے جمن سے جنوب کیطرف

واقعہ بن باس راجہ رامچندر جی

سلہ یہ مقام اجودھیا فیض آباد سے غالباً چار یا پانچ میل ہوگا ریل جاری ہو اور گاڑی وغیرہ بھی آتی جاتی ہے ۱۲ منہ

روانہ ہوئے اور جنگل پہاڑ دریا کو عبور کرتے ہوئے بندھیاچل
پہاڑ کے جنوب کو ہو لئے اور ہند کے مشہور مقام دنڈک نام پر قیام کیا
رامچندر جی کی روانگی کے تھوڑے ہی دن بعد راجہ جسرتھ بوجہ
ضعف پیری وصدمۂ مفارقت رامچندر کے مرگئے - اسبابوجہ تقرری
ولیعہدی ثانوی کے بھرت کا راجہ ہونا لازمی تھا - مگر باوجود اصرار
بعض امراے دولت اور اپنی ماں کے بعالی ہمتی راج لینا اور راجہ
بننا بھرت نے قبول و منظور نہ کیا بلکہ بھرت نے صاف کہدیا کہ لائق سلطنت
صرف راجہ رامچندر جی ہی ہیں میں اپنے کو راجہ رامچندر جی کا خادم
بننا پسند کرتا ہوں - اس کے بعد انتظام سپرد امرا کر کے خود تن تنہا
بغرض تلاش رامچندر برادر خود جنگل کو روانہ ہوا اور سال بھر محنت
ومشقت سخت کر کے رامچندر جی سے جا ملا اور واپسی وطن و سلطنت
کرنے پر بہت کچھ اصرار کیا مگر رامچندر جی نے کہا کہ اپنے پتا یعنی باپ
کے حکم کی تعمیل کر کے بعد ختم میعاد چودہ سال کے واپس آؤن گا
جب تک تم راج کرو - مجبوری بھرت تنہا واپس آیا اور تیرہ سال
حکومت کرتا رہا مگر وقت جلوس دربار شاہی اپنی مسند حکومت پر
رامچندر جی کی کھڑاون چوبی اپنے سامنے رکھتا تھا - اس عرصہ میں
رامچندر غریب آوارہ وطن دشت غربت پر ایک اور نئی مصیبت
نازل ہوئی یعنی راجہ راون فرمانرواے لنکا رانی سیتا پر غائبانہ
نادیدہ عاشق شدید تھا اور اُس کے ملنے کا متمنی و شائق اور موقع کا

مثلاً شی ع بساکین دولت از گفتار خیزد۔
اتفاقاً اُس کو جنگل مین تنہا پاکر بجبر اپنی دار الحکومت لنکا کو ہمراہ لے گیا۔ جب راجہ رامچندر جی کو اس واقعہ کے خبر ہوئی بہت حیران و پریشان ہوکر بتلاش سیتا جی جانب دکن روانہ ہوئے مغربی حصہ ہند کے راجہ سگریو[1] حاکم کشکندہ نے بہ سفارش امراے دربار ہنومان[2] اپنے معزز امیر کو سپہ سالار کرکے رامچندر جی کی امداد کے لیے روانہ جزیرۂ لنکا کیا بعد سخت جنگ سالہا سال کے راجہ رام چندر جی کامیاب ہوے اور راجہ راون قتل کیا گیا جزیرہ لنکا فتح ہوا۔ یہ جنگ غالبًا بارہ برس تک رہی۔ اُسوقت راجہ رامچندر جی معہ ہمراہیان برادر لچھمن و رانی سیتا کے راجہ سگریو کا شکریہ ادا کرتے ہوے اپنے وطن و پایۂ تخت اجودھیا تک آودھ کو واپس آئے کیونکہ مدت چودہ سال مقررہ بن باس بھی گزر چکے تھے اور تمام عمر بمعیت لچھمن سپہ سالار افواج و بھرت وزیر و دیوان سلطنت معہ ہر دو برادران خود کے بخلوص و محبت باہمی بعدل و انصاف سالہا سال فرمانروائی و حکمرانی کرتے رہے جس کی وجہ سے ذکر نیک اُن کا باوجود گزر جانے تین چار ہزار برس مدت کے ابتک مشہور و زندہ ہے سچ ہے ع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت [3] مؤلف ہذا کہتا ہے

ذکر نوشیروان عادل

[1] از تاریخ ہندوستان اُردو۔ ملقب بواقعات ہند مطبع نولکشور ۱۸۸۹ء دارالامائن صفحہ ۱۲
[2] ہنومان ایک افسر کا نام تھا وہ آدمی تھا نہ بندر ۱۲
[3] اقتباس از تاریخ ہند اُردو مؤلفہ لالہ جیا رام ایم اے مولوی امداد الدین مولوی ... انسپکٹر ... کو ... ۱۹۰۲ء

کہ بقول مشہور اہل ہنود راجہ رامچندر جی نے مقام کرودی ضلع باندہ سے
تقریبًا پانچ چھ میل پر ایک پہاڑ چترکوٹ نامی ہے جس پر رامچندر جی کا
بن باس ہوا ہے اسوقت تک وہاں بہت بڑے بڑے عالیشان مندر بنگاتا راجگان
سابق وہاں کے بنوائے ہوے موجود ہیں۔ یہ قول مشہور غالبًا کتب تواریخ
مذکورہ سے کچھ مخالف ہوگا۔ ممکن ہے کہ پیشتر اس کو دشرتھ کہتے ہوں
اب اس کو چترکوٹ ضلع باندہ کہتے ہیں۔ یا شاید ان دونوں مقامات باختلاف
راے مورخین ہوں یا ان دو جگہ بن باس کیا ہو واللہ اعلم بالصواب
تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب راجہ رامچندر بن باس کرکے واپس وطن
روانہ ہوے تو اثناے راہ مقرب پہاڑ کی چوٹی پر مقام رائسین
مع سیتا رانی و لچھمن برادر خورد راے سین میں لب تالاب بالاے پہاڑ قیام
کیا تھا جیسا خیال ہنود ہے مقام سیتا رانی اس تالاب و پہاڑ کا نام
سیتا تلائی تبرکًا بطور یادگار اہل ہنود نے رکھدیا اگرچہ اس تالاب کے
نسبت ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ تالاب پاتال تک ہے سیتا رانی نے
کھدوایا تھا جس میں آب بارش سال بھر تک جمع رہتا
ہے اور شکاری لوگ اور جانوران صحرائی اس سے مستفید و متمتع
ہوتے رہتے ہیں۔ گر جس طور ہوا ہے اس تالاب کو دن میں
بارہا دیکھا گیا ہے اور کئی بار رات بھر بغرض شکار شیر کا سے
وہاں پر ہرن وغیرہ جانوران صحرائی کی گیا ہے۔ لیکن صرف راست
ہے کہ اس تالاب پر اراقی میں کسی آدمی کی دستکاری کی صنعت کچھ بھی

دخل نہین، نہ وہ موقع تالاب و کنوان بنوانے کا ہے بلکہ بالائے کوہ ایک قدرتی نشیب پیدا ہوگیا ہے جسمین بارہ مہینے بارش کا پانی جمع رہتا ہے جانوران صحرائی وحشی میلون کو سون کے جنگل سے خصوص موسم گرما مین اسی جگہ آکر پانی پیتے اور سیراب ہوتے ہین - یہان خوب شکار ہوتا ہے صرف بوجہ قیام رانی سیتا کے اسی کے نام سے سیتا تلائے مشہور ہوگیا ہے - راجہ رامچندر و سیتا رانی نے بوجہ موجودگی آب تالاب قدرتی کے قلعۂ کوہ پر غالبًا قیام کیا ہو تو تعجب نہین - ہندو لوگ غالبًا کئی صدیون تک اس کی پوجا خاص وعام کرتے رہے - اور میلے کرتے تھے اب بدت سے یہ مقام شکارگاہ عموماً ہوگیا ہے پوجا پاٹ موقوف ہے - اس جگہ چند بروج پختہ و سنگین بغرض حفاظت خود اختیاری غالبًا جناب نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر مرحوم کے بنوائے ہوئے موجود ہین جنمین بیٹھکر شکار کھیلا جاتا ہے - اور بعض جگہ متعدد چھوٹے چھوٹے چبوترونکی بھی پختہ کچھ آثار پائے جاتے ہین جن کو کہا جاتا ہے کہ یہ دمدمہ اتواپ عالمگیر کے ہین جو وقت جنگ یہان سے قلعہ پر گولہ باری کے لیے بنوائے گئے تھے - اسی طرح موضع جسرت نگر کی نسبت جو ریاست بھوپال کے تھانہ سلطان گنج سے دو تین میل پر بجانب مغرب ہے اُس کے زیر دامن کوہ جسرتی نام ندی بہتی ہے - یہان کے ہندوون کا عقیدہ ہے کہ راجہ جسرت جی اجودھیا نے اپنے فرزند رامچندر کی تلاش مین بغرض واپس لیجانے کے یہان آنے اور قیام کرکے یہ موضع جسرت نگر

اپنے نام سے آباد کیا ندی کا نام بھی اپنے ہی نام پر رکھا اور اسی پہاڑ پر
دو نقش قدم انسان کے بنے ہوے ہین بعقیدۂ ہنود یہ نقش قدم سیتارانی
کے ہین اُس کی کرامت سے بلاصنعت انسانی خود بخود بن گئے اسی وجہ
سے یہان ندی اور پہاڑ پر سالانہ میلہ پوجا پاٹ کا بڑی دھوم دھام
سے کئی روز تک رہتا ہے۔ محرر سطور ہذا کہتا ہے کہ وقت روانگی رامچندر
ان کا باپ جسرت بوجہ پیرانہ سالی بہت ضعیف وکمزور تھا جو بعد روانگی
رام چندر چند روز بعد ہی مر گیا۔ اس مین اسقدر قوت کہان تھی کہ اتنا
بڑا سفر پہاڑ وجنگل و دریا کا کرتا۔ میری راے مین یہ قصہ سفر راجہ جسرت
بالکل بے اصل ہے کسی کتاب معتبر تاریخی مین بھی نہین دیکھا گیا۔ ممکن
ہے کہ رامچندر و سیتا رانی نے وقت واپسی وطن یہان قیام کیا ہو اور
اور اس موضع و ندی کا نام بطور یادگار اپنے باپ متوفی کے نام
پر رکھدیا ہو یا کسی اور ہندو حاکم زمیندار یا پوجاری پنڈت نے
تبرکاً نام رکھدیا ہو اور نقش قدم بطور برکت و یادگار منقش کردیے
ہون اور یہ بھی بہت ممکن ہے کہ صدہا سال بعد کسی اور جسرت نامی زمیندار
وغیرہ نے اپنے نام پر یہ گاؤن کنارہ ندی پر آباد کیا ہو مگر بوجہ شرکت
اسمی و کثرت شہرت راجہ جسرت کے اُن کی جانب منسوب ہو کر
مشہور ہو گیا۔ ملک دکن گجرات وغیرہ مین ایک پھل مثل شریفہ
کے بکثرت اور ملک مالوہ مین بہ کمی پیدا ہوتا ہے۔ اسکو رام پھل
کہتے ہین اس مین اور شریفہ مین صرف فرق یہ ہے کہ صورت شکل تو

بالکل شریفہ کے ہے - لیکن اوپر آنکھیں یعنی اُبھار مثل شریفہ کے نہیں ہوتا
اور اس کا پھل اوپر سے خاکی رنگ صاف ہوتا ہے اور شریفہ سبز
رنگ ہے اور اندر مغز و خانہ و صورت تخم دونوں کی بلا تفریق ایک حالت
کے ہوتی ہے اور لذت و نفاست و شیرینی میں شریفہ سے کچھ کم ہے
یہ پھل راجہ رامچندر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ نام رام پھل
سے بھی ظاہر ہے اسی طرح شریفہ کی نسبت رانی سیتا کی طرف ہو منسوب
اہل ہنود سیتا پھل عوام چھپتا پھل کہتے ہیں - آمدم برسر مطلب)
اس پہاڑی اور قلعہ کے درمیان ایک بند مضبوط سنگین بڑے دریا اور
پہاڑی نالوں کا قدیم زمانہ میں بنا ہوا تھا - یہ دریا جو دریائے ذخار
میلوں پھیلا ہوا اور بلند پہاڑوں کو اپنی آغوش محبت میں چھپائے ہوئے
ہیبت ناک صورت سے موجزن نظر آتا تھا اور یہ دریا سے مواج
بوجہ بند مستحکم ہر چہار اطراف سے کوہ قلعہ کو گھیرے ہوئے تھا تاکہ
مخالفت کو عبور دریا سے آبادی قلعہ تک پہنچنا دشوار ہو - اسی طرح
کا ایک بند مجوزہ قصبہ کالیا کھیڑی (گوہر گنج) وارالحکومت ضلع جنوب
ریاست ہذا میں تھا - غالباً تاریخ مالوہ کی دوسری جلد میں دیکھا ہے
کہ دوسرا بند کالیا کھیڑی والا سلطان ہوشنگ شاہ بادشاہ مالوہ جس کا آباد
کیا ہوا شہر ہوشنگ آباد دو لب دریائے نربدہ ابتک آباد موجود
ہے توڑا گیا تھا - بہت ممکن ہے کہ رائسین والا بند بحکم عالمگیر اورنگزیب
رحمہ اللہ توڑا گیا ہو اس سے لشکر عالمگیری کو حصول مقصود اس قلعہ سے مدت تک

[illegible]

واسطہ جنگ وجدل کا رہا ہے اور یہی مشہور بھی ہے (گوہر گنج) جو
پرگنہ تال کے نام سے معروف ہے بوجہ توڑ دیے جانے بند دریا کے بکثرت
میلوں زمین آباد زیر کاشت وصد ہا مواضع آباد ہیں۔ رائسین اور مواضع
بچھاری ہیں۔ آثار بند شکستہ تال اب واقع سابق اور خاص رائسین میں قریب
دروازہ سنگین پختہ بھوپالی پھاٹک کے نام پر ابتک موجود وتاباں
ہیں یہ دروازہ بھوپالی پھاٹک قدیم زمانہ کا تعمیر شدہ بجانب جنوب
رائسین سے ہے جو آبادی قریب دروازہ مذکور ہے وہ محلہ بھی
اس دروازہ کے نام سے مشہور ہے۔ دروازہ کے دونوں بازو پر
کوئی دیوار نہیں ہے۔ آثار دیوار پائے جاتے ہیں صرف دروازہ سنگین
پختہ سطح کھڑا ہے شاید کسی زمانہ میں دیوار خام ہو۔

نواب فیض محمد خان صاحب مسند نشین سنہ ۱۱۵۵ ہجری ہوئے
فقرہ (صدر آرائے ریاست) سے تاریخ مسند نشینی پیدا ہوتی ہے
جن کو ہر وقت قلعہ دار سے خوف واندیشہ تھا قلعدار بادشاہی کو
جو منجانب بادشاہ دہلی بنا بر نگرانی ریاست بھوپال وغیرہ رائسین کے
قلعہ پر مامور تھا بحیلہ گرفتار کرکے بحضور عالمگیر ثانی شاہ دہلی عرضی
کردی کہ قلعدار غافل وکاہل الوجود مشغول بہ عیش وعشرت رہتا تھا۔ لہذا
میں نے اس کو قید کرلیا ہے اب یہ قلعہ مجکو بعطائے سند قلعداری عنایت
ہو۔ چونکہ یہ زمانہ برہمی انتظام سلطنت بوجہ کشاکشی امرا ورنجش باہمی
باہمی عمائد حکومت کے تھا اور بادشاہ وقت فاتر العقل بوجہ عدم قابلیت

شاہ شطرنج سے زیادہ وقیع نہ تھا۔ لہذا وہاں سے سند عطاے قلعہ بلا تحقیق اصل حال و بغیر فکر مآل مرحمت ہو گئی۔ حالانکہ ماموری قلعہ دار بغرض دباؤ اور نگرانی والیان ملک و روسا ذی اقتدار کی ضرورت تھی چونکہ عالمگیر ثانی شاہ دہلی مین کسی قسم کی کوئی لیاقت نہ تھی اور عنان نظام حکومت بعض خود غرض ارکین کے ہاتھ مین تھی بادشاہ محض بے دست و پا مثل کٹ پتلی کے تھا۔ اور عمائد سلطنت مین باہم بغض و حسد و خود پرستی کی آگ بھڑک رہی تھی گویا اعضاے حکومت منتشر و جدا ہو چکے تھے اور جسم سلطنت پر مرض فالج و لقوہ ہی فتنہ و فساد و نفاق و شقاق کا گر چکا تھا۔ پھر انتظام و عاقبت اندیشی کون کرتا۔

آغاز ذکر جانوران صحرائی

غرضکہ اس ملک مین جانوران صحرائی درندہ چرندہ وحشی ہر قسم کے بکثرت پائے جاتے ہین۔ یہان ہر موضع و مقام اچھا اور عمدہ شکارگاہ ہے کیونکہ جنگل پہاڑ اس ملک مین بہت گنجان ہین۔ چنانچہ بعض جانوران کا حال بغرض علم و آگاہی ناظرین بشرح ذیل بیان کیا جاتا ہے۔

نمبر ۱ نیل گائے

نمبر (۱) نیل گائے یہ جانور گھوڑے اور گائے کی شکل سے بہت مشابہ ہوتا ہے نر کا رنگ عمر کے ساتھ ساتھ سیاہ ہوتا جاتا ہے نیچے کا حصہ سفید ہوتا ہے۔ دم بقدر ڈیڑھ بالشت ہوتی ہے۔ نر و مادہ کے وسط گلے مین مٹھی بھر بالون کا ایک جھنڈ ہوتا ہے جس کا طول بقدر ایک بالشت دیکھا گیا ہے قد و قامت مین برابر خچر وغیرہ کے ہوتا ہے واضح رہے کہ ان حلال جانوران صحرائی کے منھ اکثر لانبے ہوتے ہین

گول نہین ہوتے جس طرح گائے بھینس وغیرہ کے ہوتے ہین - سر کا
دور بھی کم ہوتا ہے - اس کی مادہ کی رنگت سرخ ہوتی ہے بعض مائل
بہ سیاہی - مادہ کے سینگ نہین ہوتے نر کے سینگ ڈیڑھ دو بالشت
تک بصورت ہلال چھوٹے چھوٹے خوبصورت ہوتے ہین -

یہ جانور بیحد مضبوط و تیز رفتار ہوتا ہے - بعض وقت آٹھ دس
گولیان کھا کر بھی بہت دور تک بھاگ جاتا ہے شکاریون کے ہاتھ
بمشکل آتا ہے اکثر شکاری لوگ کہتے ہین کہ اس کا گوشت بہت
وزنی ہوتا ہے بعضون مین پچاس و پچپن پسیری سے بھی گوشت زیادہ
نکلتا ہے - اس کے پائے تمام جانوران صحرائی و شہری سے ذائقہ
و قوت مین زیادہ اچھے ہوتے ہین - ہم نے بھی بارہا کھائے ہین
اس کی کھال بعد پخت نرم و مضبوط بہت کارآمد ہوتی ہے -

نمبر(۲) سامرو سامری - یہ دونون نر و مادہ ہین - مادہ کے سینگ نہین
ہوتے - نر کے بڑے بڑے سینگ سہ شاخہ ہوتے ہین - یہ جانور
شتری رنگ مائل بہ سیاہی بھینس اور اونٹ سے مشابہت رکھتا
ہے - اس کا چمڑا دبیز .... اور نرم ہوتا ہے - اس کی تکیے تھیلی
و بکس و پیٹیان خوبصورت اور عمدہ بنتی ہین - جوتی بھی بنائی جاتی
ہین اس مین گوشت پندرہ سولہ پسیری تک نکلتا دیکھا گیا ہے یہ
جانور دل کا بیحد کمزور اور نہایت درجہ وحشی ہوتا ہے - ایک دو
گولی مین گرجاتا ہے - کبھی کبھی اپنے سینگ جنگل کے تناور درختونکی

شاخون مین اُلجھا کر جھولتا ہے کبھی شاخون مین اس کے سینگ ایسے اُلجھ جاتے ہین کہ نکالے نہین نکلتے - تاآنکہ شاخ درخت یا سینگ ٹوٹ جاتے ہین ورنہ بھوک پیاس سے بہ ناچاری لٹکا ہوا مر جاتا ہے یا شیر و تیندوے وغیرہ درندگان گوشت خور کا بآسانی لقمہ تازہ و نوالہ چرب زندہ یا مردہ بنجاتا ہے - اسی وجہ سے اس کے سینگ و ڈھانچہ و پسلی وغیرہ جنگل کے درخت مین معلق اُلجھے ہوے ملتے ہین اور بعض شکاریون نے جھولتے ہوے بھی دیکھا ہے - یہ بھی کہتے ہین کہ جب اس کے سینگون کی جڑ مین چل یعنی کھجلی بہت ہوتی ہے یا سینگ گرنے کو ہوتے ہین تب زیادہ جھولتا ہے اور اس سے کھجلی مین تسکین پاتا ہے تاآنکہ سینگ گر جائین - اس کے پاے بھی بہت مضبوط دار پر لطف قریباً مثل نیل گاے کے ہوتے ہین - یہ بہت گھنے گنجان خوفناک جھاڑی جنگل مین جہان کسی کا گذر نہ ہو رہتا ہے بالخصوص رات مین نہایت ہوشیار اور چوکنا رہتا ہے - بعینہ یہ مثل ہوتی ہے - چیتہ کھڑکا - بندہ سرکا - مگر تعجب یہ ہے کہ دن کی روشنی مین اپنے شکار کرنے والے اور دوسرے آدمیون کو دیکھکر وحشیانہ طور سے یکایک نہین بھاگتا بلکہ کھڑا ہوا بحیرت دیکھا کرتا ہے جب تک انسان زیادہ قریب نہ آجاے راہ فرار اختیار نہین کرتا - مزید تعجب یہ ہے کہ کیسا ہی بڑا خوفناک سانپ ہو یہ دوڑ کر نگل جاتا ہے - پہلے سانپ کے سر کو کھرون سے دبا لیا اور پھر اس کو چٹ کر گیا - بعد تھوڑی دیر کے

اُس کی ہڈیون کا ڈھانچہ اوگل ڈالتا ہے - اگر سانپ کسی سوراخ یا اپنی بامی مین چھپ گیا تو بقوت دم کھینچ کر چٹ کرجاتا ہے گویا تغذیہ سانپ پرعاشق وشیدا ہے - بعض محققین شکاریون سے سنا گیا ہے کہ اسکے مرنے یعنی پتہ نہین ہوتا جو مولد خاص صفرہ ہے اسکے نرکے شاخدار سینگ اکثر امیرون کے دیوانخانون محل سرا اُن کو ٹھیون بنگلون وغیرہ مین زینت بخش در ودیوار ہوتے ہین خصوصًا یورپین انگریز بہت بیش قرار قیمت دیکر خریدتے ہین - اور اپنی کوٹھیات کی آرائش مین لگاتے ہین - انگریز اسکا شکار صرف بغرض حصول شاخ وچرم کرتے ہین - ورنہ اس کے گوشت کے چندان شائق نہین - اس کے سینگ کا طول پانچ بالشت تک کا خود مین نے دیکھا ہے ہر سینگ مین تین تین شاخین ہوتی ہین - اس کا سینگ بعض درد و زخم کا علاج مجرب ہے پانی وغیرہ مین گھس کر حسب راے طبیب حاذق لگاتے ہین - غالبًا یہ طریقہ آرائش مکان یعنی اہل ہند نے اہل یورپ سے سیکھا ہے ورنہ بقول غالب مرحوم دہلوی ع

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین + اکثر امرا وتکیہ نشین فقرا اس کے بچے بھی پالتے ہین - چوچیان ہو کر آدمیون سے مانوس رہتے ہین -

نمبر (۳۰) یہان چیتل بھی بہت ہوتے ہین - یہ خوبصورت جانور دریا کے کنارون پہ کنجان جھاڑیون مین زیادہ رہتا ہے - اور سبز گھاس چرتا پایا جاتا ہے - جسامت مین بڑی بکری سے دونا بڑا ہوتا ہے اس کی کھال بہت خوبصورت شتری رنگ مائل بہ سرخی اوراسپر سفید رنگ کی

[illegible]

کے بہت سے سفید رنگ کی گلکاری ہوتی ہے جو مثل گلہائے چنبیلی یا روشن ستارون کے چمکتے ہوے بھلے معلوم ہوتے ہین - ہین عجائب گھر بنارسی باغ لکھنؤ مین اس جانور کو دیکھا ہے چیتل نرکے ہر ایک سینگ مین پانچ پانچ شاخ ہوتی ہین اور اکثر زمانۂ سرما مین اسکی شاخون پر رونگٹے مثل مخمل کے نرم و ملائم بہت گنجان ہوتے ہین اوپر کے کنارے سینگ کے منڈے رہتے ہین یعنی مثل شاخ ہرن وغیرہ کے نوکدار نہین ہین - اور بعض کے نوک دار بھی ہوتے ہین - اس کی مادہ کے بالکل سینگ نہین ہوتے - اسکی کھال کی جاے نماز یعنی مصلی بناتے ہین جو بیحد نرم ہوتا ہے - اس کے نر کو مالوہ مین جھبانک اور ہند مین غالبًا بارہ سنگہ کہتے ہین - شکاریون کا قول ہے کہ نر کے ہر سینگ مین تین تین چار چار شاخین ہوتی ہین - اس کا نر بھی مثل اپنی مادہ کے حسین و خوش رنگ ہوتا ہے قد و قامت مین کچھ بڑا اور بہ نسبت مادہ کے کچھ سیاہی کی جھلک سرخی مین ہوتی ہے - اس کے سینگون کی شاخین چھ چھ آٹھ آٹھ ہونا بیان کیا جاتا ہے - غالبًا اس کو تغلیبًا بارہ سنگہ کہتے ہون - اس کی مادہ سے نر زیادہ حسین و شکیل ہوتا ہے مادہ کے سینگ نہین ہوتے - اسکا گوشت لطیف و خوش ذائقہ چکنا سمن بدن ہوتا ہے بخلاف گوشت دیگر حیوان صحرائی کے کہ اس مین خشکی زیادہ ہوتی ہے ہرن و چکارہ و بھیڑکی وغیرہ بہت سے جانور حلال ماکول اللحم ہین جن کی مجکو نام بھی یاد نہین رہے نہ شکل و صورت کا خیال حالانکہ اکثر دیکھے

سُننے بھی ہین ع بسیار شیوہ ہاست بتان را کہ نام نیست۔

نمبر (۴) ذکر آہو یعنی ہرن

نمبر (۴) ہرن کو تو سب جانتے ہین اور سب جگہ بکثرت ہوتا ہے مادہ کے سینگ نہین ہوتے۔ نر کے دو سینگ گنڈے دار پھیلے ہوے نوکدار بڑے بڑے ڈیڑھ ہاتھ تک کے ہوتے ہین جو بالم کٹار سے زیادہ ستم آفرین ہین۔ اس کے کھُر بھی بے حد تیز چھُری کا کام کرتے ہین۔ عموماً اس کے سینگ سیدھے نوکدار مثل برچھے وغیرہ کے ہوتے ہین گو کہ کہین کہین کسی قدر خم بھی ہوتا ہے۔ مگر مین نے عجائب خانہ لکھنؤ مین بچشم خود دیکھا ہے۔ کہ ایک ہرن کے سینگ بالکل خمیدہ مثل کمان کشیدہ کے بشکل قوس و ہلال تھے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین

نمبر ۵ ذکر چکارہ

نمبر (۵) چکارہ بھی مثل ہرن کے ہوتا ہے مگر قد و قامت مین چھوٹا اور کچھ سیاہی کی جھلک۔ اس کی قسم ہرن سے جدا ہوتی ہے۔ نر کے سینگ آٹھ دس انگشت سے زیادہ نہین دیکھے گئے اس کے سینگ بھی گنڈے دار ہوتے ہین۔ مادہ کے بھی سینگ ہوتے ہین مگر بہت چھوٹے بلا گنڈے کے۔ اس کا گوشت بمقابلہ ہرن کے اچھا ہوتا ہے۔

نمبر ۶ ذکر چوسنگھا

نمبر (۶) چوسنگھا۔ یہ جانور بھی مثل ہرن کے ہوتا ہے لیکن چکارہ سے مشابہ بہت ہے۔ ذرا سیاہی کی جھلک اس کی سُرخی مین بھی نمایان ہوتی ہے اس کے چار سینگ جدا جدا ہوتے ہین مگر قریب قریب۔ اور اسی رعایت سے بعض جگہ اس کو چوسنگھا کہا جاتا ہے اس کا گوشت ہرن و چکارہ سے کہین زیادہ بہتر و لطیف ہوتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جسقدر جانور

قدوقامت مین چھوٹا ہوگا اُسی قدر گوشت لذیذ و لطیف خوش ذائقہ زود ہضم غذا ے بدن ہوگا - یہی قول ارسطو و ذکریا وغیرہ کا ہے الا ماشاء اللہ) خواہ چرند ہون یا پرند یہ بات قابل یاد ہے کہ کلیتاً جانوران صحرائی ماکول اللحم کے مادہ کے سینگ بجز چکارہ دبیڑی کے اکثر نہین ہوتے اور ان کے نرون کی سینگ ضرور بڑے یا چھوٹے ہوتے ہین -

شیر - تینڈوا - ہنڈار اس پہاڑی اور جنگلی ملک مین بکثرت پائے جاتے ہین کبھی راہ آمد و رفت بھی ان کے خوف سے بند ہوجاتی ہے نمبر(۱) شیر ایک شریف الخصلت جانور ہے درندگان صحرائی مین سب سے ممتاز باعتبار عادات عجیبہ - اکثر اس کا رنگ شتری مائل بسرخی ہوتا ہے - اس پر تیغ نما نشان سیاہ ہوتے ہین سینہ و شکم سفید ہوتا ہے جن کو اس ملک کے لوگ چھوٹی بولتے ہین اس کا قد قریب قریب گدھے کے ہوتا ہے بمقابلہ تمام جسم سر بہت بڑا ہوتا ہے سامنے کے چار دانت بیحد مستحکم ہوتے ہین اس کے اگلے ہاتھون اور گردن مین خداے تعالی نے ایسی کوٹ کوٹ کر قوت عطا فرمائی ہے کہ بڑے بڑے قوی ہیکل جانورون کے پٹھے پر جب طمانچہ مارتا ہے تو وہ جانور چکر کھا کر منھ اُسکا شیر کے منھ کے مقابل ہوجاتا ہے اس کے ناخن اسقدر مضبوط اور تیز ہوتے ہین اور ہاتھون مین اسقدر قوت ہے کہ طمانچہ مارنے کے ساتھ دوسرے جانور کا پسیریون گوشت جسم

جدا ہوجاتا ہے۔ اس صاحب جلالت جانور کا انسان اور حیوان دونون پر ایسا رعب قدرتی پڑتا ہے کہ حواس خمسہ معطل محض ہوجاتے ہین جب اپنی کچھار سے نکل کر جنگل مین آواز دیتا ہے تو تمام پہاڑ گونج جاتے اور جانوران صحرائی کچھ عرصے کے لیے اس طرح خاموش ہوجاتے ہین جیسے کسی بادشاہ یا امیر کی آمد پہ ادب کے ساتھ محفل مین خاموشی کا عالم ہوتا ہے اس جانور کی متانت کا یہ عالم ہے کہ بغیر کسی چپقلش کے رہ روی مین تیز قدم نہین چلتا اس کی رفتار مین قدرتی متانت و وقار ہوتا ہے باوجود قوت خداداد کے اسقدر حلیم الطبع ہے کہ بغیر چھیڑے کسی آدمی پر کسی قسم کا حملہ وغیرہ نہین کرتا لیکن چوٹ کھاکر جب یہ شیر غران بنتا ہے تو ہاتھی بھی اس کے سامنے ایک مور ضعیف معلوم ہوتا ہے یعنی بحالت غصہ دس پندرہ ہاتھ بلند جست کرجاتا ہے اگر جانور سامنے منھ کے آجائے تو کثرت غیض مین جب اُس کو اُچھال دیتا ہے تو بیس بائیس ہاتھ بلندی تک پھینک دیتا ہے بحالت غصہ پتھر پہ منھ مارتا ہے تو دو تین پسیری پتھر کو اپنے تیز دانتون سے مثل ریگ کر دیتا ہے یہ جانور علاوہ رعب و وقار کے خوبصورت بھی ہوتا ہے۔ صورتاً نر اور مادہ مین کچھ فرق نہین ہوتا بجز اس کے کہ بمقابلہ نر کے مادہ نازک و چھریری و چالاک و غصہ ور زائد ہوتی ہے یہی وہ شیر جانور ہے کہ انسان کے باوجود کمالات حسنہ انسانی کے اس جانور کے ساتھ تشبیہاً مثال دیجاتی ہے۔

چونکہ اس جگہ ذکر درندگان صحرائی اور شکار کرنے کا آگیا لہذا بعض مخصوص طریق شکار کرنے کا بیان کردینا مناسب موقعہ معلوم ہوتا ہے۔

نمبر ۱۔ متوسط الحال اشخاص شوقین بعض اوقات ہرن کا شکار ٹٹی چلا کر کرتے ہین جو بانس وغیرہ کی آکلڑ پنچون سے بنائی جاتی ہے اور اس ٹٹی مین سبز گھاس اور ہرے پتے لگاکر مثل ایک چھوٹے درخت کے کرلیا جاتا ہے اس کی آڑ پکڑ کر مشاق واقفکار لوگ ہرنون کے قریب جاتے ہین اور بندوق و برچھے وغیرہ سے بخوبی شکار کرلیتے ہین ٹٹی چلانے کا ایک خاص فن ہے جو بغیر تعلیم حاصل نہین ہوسکتا

نمبر ۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زمین مین گڑھا بقدر نشست آدمی کھودکر اُسکے اردگرد پتھر یا سبز پتے لگاکر چھوٹی سی قیام کی جگہ مناسب موقع پر بناتے ہین اُس کو یہان کے لوگ (اودھی) کہتے ہین۔ اس مین چاندنی رات کے وقت بیٹھکر شکار بندوق سے کھیلتے ہین معمولی اشخاص حلالی جانورون پر بندوق چلاتے ہین اور من چلے مشاق لوگ شیر وغیرہ درندون کا شکار کرتے ہین۔ مگر یہ طریقہ بیحد مخدوش اور خطرناک ہے۔

نمبر ۳۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بڑے درخت پر مچان باندھ کر ہر چہار اطراف سیدھے رخ ہرے پتون وغیرہ سے محفوظ و پوشیدہ کرلیتے ہین۔ اُس مین تین چار آدمیون کے بیٹھنے کی گنجایش ہوتی ہے۔ اس کو یہان کے لوگ (مچان) کہتے ہین۔ چاندنی راتون مین اس پر بیٹھکر باطمینان

تمام ہر قسم کے جانوروں کا بندوق سے شکار کرتے ہین - یہ آدوھی یا پارچہ عام طور پر جانوروں کے آمدورفت کی یا پانی پینے یا کھانے چرنے کی جگہ بناتے ہین -

نمبر ۴ - چوتھا طریقہ بیل گاڑی مین سے شکار کھیلنے کا ہے اس وقت یہ طریقہ زیادہ مروج ہے -

نمبر ۵ - پانچوان طریقہ اور اسکے لیے مخصوص ہے یعنی بذریعہ ہانکا یہ طرح شکار کھیلا جاتا ہے کہ حسب وسعت جنگل دیہاتی اور مزدور وغیرہ جنگل مین ہر چہار طرف سے بصفت بندی پرا باندھکر خوب غل اور شور کرتے ڈھول بجاتے آتشبازی چھوڑاتے آتے ہین جس سے شیر وغیرہ پریشان ہوکر دوسری جانب بھاگ جاتا ہے - جہان شکار کنندگان بیٹھتے ہین وہان موقعٔ مناسب پر پہونچکر نشانہ گولی کا بن جاتا ہے لیکن یہ طریقہ اب شیر کے شکار کے لیے مخصوص ہوگیا ہے -

پرگنۂ رائسین مین حسب ذیل شکارگاہین نہایت نامی اور شکار شیر کے لیے اطراف وجوانب مین مخصوص مشہور ہین پہلی شکارگاہ بنام بجلیا کونڈل مشہور ہے یہ شہر رائسین سے تین میل فاصلہ پر جانب جنوب ومغرب واقع ہے اور اس کا رقبہ تقریبًا ۱/۲ ایک میل مربع ہے اگرچہ جنگل کے سلسلے پھیلے ہوے ہین - دوسری شکارگاہ بنگلی کرار ہے جو رائسین سے جانب مشرق ۱۰ میل فاصلہ پر ہے اور جس کا رقبہ ۱/۲ ۲ دو میل مربع سے کسی طرح کم نہین - ان شکارگاہون مین ہر وقت

کئی کئی شیر موجود رہتے ہین ہر ایک شکارگاہ پر متعدد شکاری لوگ حفاظت کے لیے مامور ہین جب شکار کھیلا جانا مقصود ہوتا ہے تو کئی ہفتہ پہلے ہر ہر مقام پر بودسے[1] باندھے جاتے ہین - جب شیر روزانہ بودون کو مارنے لگتے ہین تو شکار کھیلا جاتا ہے طریقہ شکار یہ ہے کہ ایک دو راستے شیرون کے نکلنے کے چھوڑ دیے جاتے ہین اور اُن پر زمین سے بلند درختون پر اور راستون پر متعدد آدمی کھڑے کر دیے جاتے ہین - ایک بڑی جماعت دیہاتیون وغیرہ کی اُس مقام سے جہان شیر کی موجودگی اغلب ہوتی ہے ڈھول بجاتے شور کرتے بان وانار وغیرہ چھوڑتے ہوے چلتے ہین - یہانتک کہ شیر گھبرا کر اُس راستہ پر پہونچتا ہے جہان اکثر وہ گولی کا نشانہ بنتا ہے حلال جانورون کے مثل - سامر - نیل گاے - چیتل وغیرہ کی اس پرگنہ مین بکثرت شکارگاہین موجود ہین - جن کی تعداد تیس سے زیادہ ہے مگر ان سب مین بہتر سیتلا تلائی ہے جو رائسین سے جانب جنوب ۲ دو میل کے فاصلہ پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے -

وقت شکار درندگان شیر و پلنگ و خرس وغیرہ طریقہ پارچہ بندوانے واودھی وغیرہ کا انھین ممالک مالوہ و دکن وغیرہ مین ہے - ورنہ اکثر ہندوستان مین بلا پارچہ اور اودھی کے لوگ زمین پر سے مرد میدان ہو کر شکار شیرون کا کرتے ہین بہت ہوا تو ہاتھی پر سوار ہو کر بندوق سے شکار بلا تکلف کرتے ہین ورنہ زمین پر کھڑے ہو کر جاتے ہوے

[1] بودہ مالوہ مین بھینس کے بچہ زنر پنج سالہ عمر تک کو کہتے ہین ۱۲ منہ

شیر کو للکارا اور بندوق سے چاروں شانہ چت کیا یہی لوگ سچے مستحق لقب
شیر افگن کے ہو سکتے ہین دیکھو کارنامے اکبر وجہانگیر وعالمگیر شاہان وامرا
سلف کے اور بیرم خان و منعم خان خانخانان وغیرہ انھین نامور
لوگون سے تھے اسوقت بھی باوجودیکہ قانون اسلحہ سے گورنمنٹ برطانیہ نے
تمامی ہند کو تقریبًا سو پچاس سال سے بلا ہتھیار مثل زنانون کے کردیا
ہے تاہم جو لوگ شکار شیر کرتے ہین وہ بلا جھجک زمین پر سے شیر کو باواز
بلند للکار کر شکار کرتے ہین چھپ کر شکار کرنا یہان داخل عیب ہے
ورنہ چھپکر ایک عورت اور نوخیز لڑکی بھی بلا تکلف شکار کرسکتی ہے
یہ شکار باعث شجاعت نہین ہوسکتا ہے دیکھو نورجہان بیگم وغیرہ
نے بھی۔ بغیر آڑ ٹٹی وغیرہ کے صرف زمین پر سے نودس شیرون کا
بمردانگی شکار کیا ہے۔ سرحدات اودھ مین اب بھی جسقدر رجواڑہ
اور تعلقہ دار یا بڑے زمیندار ہین وہان ہزارون شکاری ایسے ہین
جو زمین سے باواز مردانہ شیر پہ گولی چلاتے ہین اور صدہا شیر
اسی طرح مار ڈالے یہ لوگ پارچہ اور اودھی وغیرہ کا نام تک
نہین جانتے۔ بلکہ ان کا نام سن کر ہنستے ہین اور کہتے ہین یہ تو
شکار نہ ہوا ایچہ رسی ہوئی۔ مگر اہل دکن و مالوہ ایسے شکار پر فخر
کرتے ہین۔ اور اہل یورپ بھی باوصف ہزارہا ادعاے شجاعت
وشوکت کے اور پارچے وغیرہ سے شیرون کا شکار کرنا پسند کرتے ہین
نمبر(۸) تیندوا۔ یہ جانور درندہ ہم رنگ وہم شکل شیر کے ہے۔

قد و قامت و قوت و تہور مین شیر سے کچھ کم ہے علاوہ اس کے اسکی
کھال پر سیاہ رنگ کے نہایت خوشنما گل ہوتے ہین۔ اس کی کھال کا
فرش و غلاف گاؤتکیہ و مسند وغیرہ امراکے یہان ہوتے ہین۔ یہ جانور
بہت شریر و موذی ظالم دغاباز ہوتا ہے مسافر کا میلون تعاقب کرکے
موقع کا متلاشی رہتا ہے۔ جب ذرا غافل پایا حملہ کر دیا۔ چھوٹی سی آڑ
مین بخوبی چھپ جاتا ہے۔ مسافر کے پس و پیش و ہر دو بازو سے بار بار
چکر لگاتا اور خوف دلاتا ہے۔ اس ظالم کے دل فگار پنجون سے تنہا
راہ گیر کو نجات ملنا دشوار ہے یہ تناور درخت پر بھی مثل بلی وغیرہ کے
بے تکلف چڑھ جاتا ہے اور بلا وجہ بغیر چھیڑے درپے ہلاکت ہوتا ہے
اس کی قسم شیر سے جدا ہے۔ اس کو گلدار شیر بھی کہتے ہین۔ گدھا
کتا۔ ٹٹو اسکا بلا تردد شکار ہے اور دیگر جانوران صحرائی کا بھی
شکار کرتا ہے اسکو فارسی مین پلنگ کہتے ہین۔

نمبر (۹) ہنڈار۔ یہ تیندوے کے برابر قد و قامت مین مگر کسی قدر فربہ
زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بال سفید سیاہی مائل بڑے بڑے
بقدر دو تین انگشت کے ہوتے ہین۔ یہ بھی ٹٹو۔ گدھا۔ کتا کھا جاتا ہے
اور شکار صحرائی جانورون کا بھی کرتا ہے۔ آدمی پر حملہ نہین
کرتا اس کے دانت اور ناخن بچون کے گلے مین بچیال دفع خلش
آسیب و دفع بعض امراض ڈالتے ہین اور کمر کے لیے اسکے چرم نرم
کا پٹکہ کمر بناتے ہین بہت گرم رہتا ہے۔ اس کی اگلے پاؤن سے پچھلے پاؤن

کسی قدر بڑے ہوتے ہین۔ اور جسم پہ بالکل شیر کی طرح سے دھاریان سیاہ ہوتی ہین - اسکا منھ مقابلہ تیندوے کے لانبا کتے کی طرح ہوتا ہی بیٹھے ہونے کی حالت مین اکثر رات کو شکاری شیر کا دھوکا کھاجاتے ہین - کہتے ہین کہ اسکے دانت پانی مین گھسکر مارگزیدہ و سگ گزیدہ کے زخم پہ لگانے سے نفع ہوتا ہے زخم کہنہ اور ناسور کو فائدہ بخش ہے - مالوہی کی زبان مین اس کو (زرخ) کہتے ہین - اور عربی مین (ضبع) فارسی مین (کفتار) کہتے ہین -

نمبر (۱۰) چیتا جسکو فارسی مین (یوز) کہتے ہین - یہ درندہ بھی صورتاً شیر معلوم ہوتا ہے اس کی تیز دوڑ اور جست بہت ہوتی ہے - رفتار مثل برق و باد صرصر کے ہے شکار ہرن وغیرہ بڑی گھات داؤن سے کرتا ہے امرا و حکام اسکے شکار کو بہت شوق سے دیکھتے ہین اور پال کر شکار کی تعلیم کرتے ہین - یہ بھی شتری رنگ کا ہوتا ہے مثل تیندوے کے سیاہ پھول خوبصورت ہوتے ہین نہایت خوبصورت جانور ہے طول مین شیر کے برابر بھی ہوتا ہے - لیکن شیر کے سر سے کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے - یہ درندہ صحرائی ممالک مالوہ و دکن مین پیدا نہین ہوتا اتفاقیہ بڑے جنگلون سے کبھی آجاتا ہے - اس کی حرکات جسمانی پر زیادہ دل آویزی ہوتی ہے - باریک کمر سینہ چوڑا ہوتا ہے نمبر (۱۱) سون کتا - اس جانور کی ان جنگلون مین بڑی کثرت ہے - ان کی ٹولیان اور گروہ جدا جدا جنگل مین رہتے ہین اور ایک ساتھ جمع ہو

ہر ایک شکار کو چارون طرف سے گھیرتے ہین اور نہایت خاموشی تاہم آہستہ
آہستہ شکار کی طرف بڑھتے جاتے ہین ۔ شکار قضا رسیدہ و اجل گرفتہ
اچانک اُنکو دیکھکر بدحواس ہوجاتا اور بھاگتا ہے ۔ یہ کتے چارون طرف
سے فوری پشت و گردن اور کچھ دست و پا سے لپٹ کر چیر پھاڑ
شروع کردیتے ہین ۔ شکار بدحواس ہوکر چلاتا ہوا بھاگتا ہے اور یہ
سب باطمینان اُسپر سوار ہوکر اُس کی تکا بوٹی کرتے جاتے ہین تاآنکہ
وہ زخمی نیمجان ہوکر گرجاتا ہے و تڑپتا چیختا ہے ۔ یہ بیرحم سنگدل
مزے سے اُس کا گوشت نوش جان فرماتے ہین ۔ اور مشہور ہے کہ جبوقت
تک شکار مین جان باقی رہتی ہے کھاتے ہین اور جہان وہ مردہ دبیجان
ہوا فوری کھانا ترک کرکے ہٹ دیتے ہین پھر نہین کھاتے ہین ۔ وقت شکار
ایک خاص آواز اور لہجہ سے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایکدوسرے کو
کچھ آگاہ کرتے جاتے ہین ۔ گویا کہ قواعد کے مطابق کمان کرتے ہوے
شکار پہ باضابطہ چڑھائی کرتے ہین ۔ ان کی جماعت سے سب صحرائی
جانوران وحشی و درندہ خوف زدہ رہتے ہین ۔ سامر و نیل گاے
وغیرہ کیا تیندوا و سیہ مست سوٗر جو شیر سے نہین ڈرتا خائف و لرزان
رہتے ہین ۔ یہ قیامت خیز جماعت جس جنگل مین پہونچتی ہے وہان سے
شیر تک اپنے قدم کھچا رچھوڑکر دوسرے جنگل کو چلا جاتا ہے ۔ یہ ہمیشہ
بجماعت رہتے ہین ۔ تنہا شکار نہین کرتے ۔ بعینہ جدید تمدن و فطرت کے
تہذیب والون کی طرح دوسری غیر جنس قوم کے د ہالکت و تباہ

پر متفق اللفظ والمعنی کمربستہ ہوجاتے ہین درندہ وغیر درندہ کسی کو
نہین چھوڑتے قد و قامت مین معمولی کتے کے برابر ہوتے ہین چھورہ
انتہائی دم مین اور منھ پر سیاہی ہوتی ہے باقی سارا جسم خاکی رنگ
مائل بسرخی ہوتا ہے - کرشمہ قدرت الٰہی کا تماشا دیکھو کہ آدمی کی صورت
سے ان کی جماعت خوف زدہ ہوکر دور سے بھاگتی ہے اگرچہ بچہ ہفت سالہ آدمی کا
کیون نہو - ان کے بچون کو اکثر شوقین امرانے پرورش کیا مگر باوجود
مزید انتظام و نگرانی کے برس چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہین رہے اور
اگر کچھ دنون رہے تو ان کی وحشت کسی طرح نہ گئی - ان کی چستی و چالاکی
ان کے جسم و چہرون سے ظاہر ہوتی ہے اور مضبوطی جوڑون سے ہویدا -

نمبر (۱۲) ریچھ - یہ گوشت خور درندہ نہین ہے - مگر آدمی کا سخت دشمن ہے
جنگل مین اگر دو ڈھائی میل پر بھی آدمی کو دیکھ لے تو آدمی پر حملہ کرتا ہے
سب سے پہلے اپنے خونخوار پنجون سے آدمی کے منھ کو نوچتا اور آنکھ
و ناک زخمی کرکے ہلاک کردیتا ہے اس ظالم سے درخت پر بھی نجات
نہین ملتی یہ درخت پر سیدھا مثل بلی و بندر کے چڑھ جاتا ہے اسکے
ناخن دانت بال بغرض دفع امراض و آسیب وغیرہ بچون کے گلے
و بازو پر باندھ دیتے ہین - اسکی چربی کا طلا بنتا ہے -

نمبر (۱۳) خنزیر (سور) اس کی بھی اس ملک مین بہت کثرت ہے
ہر جنگل و پہاڑ مین بکثرت ہین اس خبیث کمبخت ناپاک جانور کا گلہ
ہر جنگل مین گھومتا اور چکر لگاتا نظر آتا ہے - گیہون چنا مکئی جوار دھان

انگور وغیرہ کے کھیتون کا سخت دشمن ہے جدھر سے یہ جماعت موذی نکل گئی کھیت کے کھیت مثل یاران موجودہ مدعیان تہذیب کے پائمال تباہ کردیے۔ صرف گیہون مین سے قسم پیسے کا کھیت اس ظالم ناپاک سے کسی قدر محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ اسکا تکل۔ یعنی وہ ریشہ جو بالی پر ہوتا ہے اس بے غیرت کے منھ کو گھائل اور زخمی کردیتا ہے۔ اس ٹولی مین جو سوئر نر بدمست ہوجاتا ہے وہ اپنی جماعت سے خود دور وجدا ہوجاتا ہے اور دوسرے اس سے خالف رہتے ہین۔ اس سیاہ مست سور کو مالوے کے لوگ اکنڈہ کہتے ہین۔ یہ کمبخت آدمی و شیر پر بھی حملہ کرتا ہے سنا گیا ہے کہ شیر سے تین پہر رات تک مقابل رہتا ہے اور مثل بندوق کی گولی کے اپنے زور مین بھرا ہوا حملہ کے وقت دور تک چلا جاتا ہے اور پھر واپس ہوکر اسی طرح بقوت تمام حملہ آور ہوتا ہے۔ شیر بدستور اپنی جگہ پر کھڑا رہتا ہے۔ جہان اسکو قریب آتے دیکھا بحکمت عملی بچپتی تمام ایک دو قدم زد سے جدا ہوگیا اور اپنے کو بچا لیا۔ یہی تماشا سرکس کا سا تین پہر شب تک رہتا ہے آخر شب کو کچھ نیند کا غلبہ اور کچھ کسل و تکان محنت و مشقت حملہ آوری سے سست ہوجاتا ہے تب شیر وقت آمد ورفت گھات سے دو چار پنجے مار کر اسکو سخت زخمی و خونچکان کردیتا ہے جس سے اُس کی کمزوری اور بڑھ جاتی ہے اور شیر کو یہ موقع ملتا ہے کہ پھر اسکو فوراً اسے چرب لقمۂ تر کی طرح نوش جان کرجاے یہ موذی جانور جس وقت آدمی پر حملہ آور ہوتا ہے۔ تو آدمی کے دونون

پاؤن اور رانون کے درمیان سے مثل بجلی کے صاف نکل جاتا ہے اور دونون رانون کی ہڈیان اُسکے تیز کا پون سے مثل لکڑی کے کٹ جاتی ہین آدمی کبھی صرف زخمی ہوتا ہے کبھی مرجاتا ہے مگر سون کتّون سے یہ بھی ڈرتا اور بھاگتا ہے۔

نمبر (۱۴) بھیڑیا۔ جسکو فارسی مین گرگ کہتے ہین ان جنگلون مین بکثرت ہے آدمی کے بچون اور بکری و بھیڑ وغیرہ پہ حملہ کرتا ہے جوان آدمی پہ حملہ بیشتر نہین کرتا ہرن وغیرہ کا شکار بھی کرتا ہے۔ بہرحال اسقدر خوفناک نہین جیسا کہ ملک رہیلکھنڈ وغیرہ مین ہوتا ہے۔ ملک روہیلکھند مین سوار کو بھی اسکے خونخوار پنجون سے بچنا دشوار ہے۔ یہ زمین کے اندر سرنگ لگاکر رہتا ہے۔ یا پہاڑ کی کھوہ مین بسر کرتا ہے۔ اس کے منہ پہ سیاہی ہوتی ہے اور مثل کُتّے کے جسم و منھ ہوتا ہے۔

نمبر (۱۵) مھوک۔ یعنی چھتّہ۔ یا محال شہد کی مکھی کا۔ شہد کی مکھیان یہان کے جنگل پہاڑون مین بکثرت ہرقسم کی ہوتی ہین۔ یہان اسیوجہ سے شہد عمدہ و خالص چھ سات سیر پختہ بلکہ زیادہ فی روپیہ قصبہ وغیرہ مقامات پر ملتا تھا۔ اور دیہات مین گیارہ بارہ سیر کا بلاجدجہد دستیاب ہوتا تھا اور موم کا نرخ بھی ارزان تھا۔ پرگنہ باڑی و بریلی مین شہد نہایت سفید مثل دودھ کے بھنگہ کا مشہور ہے۔ البتہ یہ شہد بیشتر تین چار سیر کا ملتا تھا۔ اب چونکہ ۱۳۲۴ ہجری سے ٹھیکے ہر پیداوار جنگل کے جدا جدا ہوتے رہتے ہین۔ لہذا شہد خالص گویا کہ اب مفقود سا

گرانی ہیزم

ہوگیا اور دو روپیہ سیر بھی خالص کا ملنا خالی از دقت نہین - لکڑی جلانے کی فی روپیہ قصبات رائیںن وغیرہ مین چار یا پانچ گاڑی فی روپیہ آتی تھی - اب تین چار روپیہ کی ایک گاڑی آتی ہے - حالانکہ جنگل جھاڑی بیکار سوختنی گنجان بکثرت قریب تر آبادی ہے - یہ حکومت ناجنس غیر قومی و ملکی کے برکات ہین - اسی طرح سیتا پھل تر و تازہ عمدہ اور بڑے پر مغز ایک پیسہ کے تین چار آتے تھے اب تین چار پیسے کو ایک دو ملتے ہین کاش بجائے حفاظت جنگل بیکار کے اراضی قابل کاشت کی ترقی پر توجہ خاص ہمارے عہدہ داران تجربہ کار مال کے زیادہ مبذول ہوتے - تو بدرجہا بہتر ہوتا - موذی جانور - انکی بھی کمی ہوجاتی - ہان خاص خاص جنگلون مین عمدہ چوب قابل تعمیر کے نگہداشت کی جاتی اس صورت مین مصارف ریاست کم اور آمدنی بدرجہا زیادہ ہوتی اور شکارگاہ بھی عمدہ محفوظ رہتے - اور رعایا کو بھی اپنی زراعت کی حفاظت کا پورا موقع ملتا - کاشتکاران کو حفاظت زراعت آسان ہوجاتی مسافرون کو راہ مین آرام و اطمینان ملتا - ایسی صورت مین زراعت کے تباہ کرنے والے جانور صحرائی و موذی درندے بھی کم اور آدمی سے خائف ہوتے - قانون اسلحہ ریاست بھی قابل منسوخی یا کم از کم لائق ترمیم ضرور ہے جس غریب رعایا نے بمقابلہ رئیس نہ کبھی غدر کیا نہ ہتھیار اٹھائے نہ اسکی جانب سے اسکا اندیشہ و خطرہ ہے پھر اس سے اسلحہ آتشین قطعی چھین لینا کیا معنی - بلکہ اپنے رعب و داب کا بمقابلہ روساے ملحق الحدود

قانون اسلحہ

ذکر قانون اسلحہ

بابای مخالف خود غرض غیر ملکی و قومی کے علیا میسٹ کرتا ہے۔ الحاصل
ان جانوران صحرائی کے علاوہ ہزاروں قسم کے درندہ موذی قابل شکار اور
بہت جانوران حلال جیسے خرگوش وغیرہ ہین۔ جن کا ذکر طوالت سے خالی
نہین۔ اس ملک مین شکاری پرندے بھی بہت اقسام کے ہین جنکو اصطلاح
بازداران مین پنجہ کش کہتے ہین۔ یہ پنجہ کش جانور اکثر ممالک مالوہ و
دکن مین پیدا ہوتے ہین اور بعض غیر ممالک برفستان وغیرہ سے اتفاقیہ
آجاتے ہین۔ یہ جانور دو قسم کے کہلاتے ہین۔

ذکر جانوران شکاری پنجہ کش

اول سیاہ چشم۔ اس قسم مین جانوران پنجہ کش حسب ذیل ہین۔
بحری یعنی شاہین۔ بحری بچہ یعنی بحری کا بچہ۔ کوہلی۔ کوہلہ۔ گگھر
چھگڑ۔ چرغ۔ طرمتی۔ نرطرمتی وغیرہ یہ سیاہ چشم نہایت تیز پر اور
بلند پرواز قوی بازو پر زور ہوتے ہین۔ یہ جانور دراج۔ کلنگ۔ بگلہ
قاز وغیرہ کا شکار بہت خوبی سے کرتے ہین اور بموجب قواعد بازداری
ان کی آنکھون پر ٹوپی دی جاتی ہے۔ یہ قسم اس ملک مین پیدا نہین ہوتے
کوہستان و برفستان ممالک سے پرواز کنان اس ملک مین بھی آجاتی
ہے۔ ان مین سے کوہلہ کوچنے یعنی (زاغ) کا بڑی پھرتی اور خوبی سے
شکار کرتا ہے۔ دوسری قسم گلالی چشم کی ہے۔ ان کی پرواز بغرض
شکار زیادہ بلند نہین ہے۔ یہ سیدھی پرواز سے شکار کرتے ہین
اس قسم مین۔ شکرہ۔ چپچک۔ باشہ۔ باشین۔ باز۔ جرہ وغیرہ ہین
گلالی چشم کی پیداوار خاص اس ملک مین بھی بہت ہوتی ہے بغیر ٹوپی

کھلی آنکھون کی پالے اور سکھائے جاتے ہین ۔ تیتر لوا بٹیر مینا کبوتر وغیرہ کا شکار کرتے ہین ۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جملہ شکاری پرندجانورون مین ۔ نر سے اُس کی مادہ زیادہ قوی پُرچست وچالاک و تیز پرواز ہوتی ہے اور ان کا نر جسم مین چھوٹا ضعیف تر ہے ۔ شکار کرنے مین مادہ اپنے نر سے بہت زیادہ قوی اور کام دیتی ہے اور اپنے گھر و مالک کو خوب پہچانتی محبت کرتی باوفا ہوتی ہے ۔ اور ان کا نر بے وفا خود غرض کمزور ہوتا ہے ۔ کلیتًا ان کے دم اُکھڑ جانے سے شکار کرنے مین عظیم نقصان پیدا ہوجاتا ہے ۔ ان کے سوا اور بھی شکاری پرند ہین ۔ جنکا ذکر فضول وعبث وطوالت بے معنی ہے چونکہ اس جگہ کیفیت شیر وغیرہ درندگان صحرائی کا آگیا لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کیفیت بعض شکارگاہ جناب عالیجاہ نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر ولیعہد ریاست بھوپال کی باختصار حوالۂ قلم کردون اس ضلع مین متعدد شکارگاہین جناب ممدوح کی خاص محفوظ و مخصوص ہین اور جناب ممدوح دام اقبالہ نے اسوقت تک صرف شیر اکسو سولہ ۱۱۶ خاص اپنے دست مبارک سے شکار کیے ہین ۔ ۱۹۲۲ء مین انھین جنگلون مین جناب پرنس آف ویلز بہادر اور صاحب کمانڈر انچیف بہادر نے اور ۱۹۲۳ء مین ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ بہادر ویسرائے ہند نے جناب نواب عالیجاہ بہادر کے مہمان عزیز کی حیثیت سے ان خاص جنگلون مین شکار کھیلا ۔

یون تو تمام اولی العزم اور امرا کو ہمیشہ سے شکار کے ساتھ
دلچسپی رہی ہے۔ شہنشاہ اکبر و جہانگیر کے شکار کے کارنامے کتب
سیر و تاریخ مین بشرح و بسط درج ہین لیکن عہد موجودہ مین جناب
نواب عالیجاہ بہادر کو شکار سے جس درجہ دلچسپی ہے اور جو جو انتظام
خاص شکار کا ہون اور شکار کے لیئے کیئے جاتے ہین۔ اگر تفصیل لکھی
جائے تو ایک جداگانہ ضخیم دستور العمل شکار تیار ہوجائے لیکن مختصر
یہ ہے کہ شیرون کی تعداد تو ہم نے اس لیئے لکھدی کہ وہ قابل شمار ہے
لیکن دوسرے جانور موذی درندے تیندوے ریچھ وغیرہ اور حلال
جانور سانبھر نیل گائے چیتل ہرن چکارا بہیڑ کی وغیرہ
اس کثرت سے شکار کیئے گئے ہین جن کا شمار ممکن نہین۔ نشانہ بازی
مین جناب ممدوح کو اس درجہ ملکہ و دستگاہ ہے کہ کئی کئی سو گز
کے فاصلہ سے گولی کے نشانہ پر اکیلی اکیلی گولیان پیہم اتار دیتے
ہین ایک ایک ہرن کے گلے مین آن واحد کے اندر پچیس پچیس بھاگتے
ہوئے ہرنون کا گرادینا کوئی بات نہین ہے ثبات عزم و استقلال
کی یہ حالت ہے کہ شیر کے شکار مین اکثر ایسے مواقع پیش آئے ہین کہ
دست بدست کارفرما ہونا پڑا زیادہ سے زیادہ چار فٹ کا فاصلہ
رہگیا اور دو دو شیر کا مقابلہ ہوگیا مگر ذرا سا بھی اضطراب نمایان نہین
ہوا نہایت ہی چابکدستی و استقلال سے شیر کو قدمون پر گرا لیا
آپ کے ہر دو برادران عزیز کی بھی تقریبًا یہی حالت شجاعت و دلیری کی ہے

قدیم ایام سے اس ملک مین بھی مثل تمام ہندوستان کے عام طور سے ہر قسم کے اسلحہ آتشین وغیرہ ۱۳۱۹ ہجری تک کھلے ہوے تھے ہر شخص خواہ ادنی ہو خواہ اعلی دو چار تلوار چھری دو ایک بندوق بعض کے نزدیک زیادہ اسلحہ موجود رہتے تھے - تا آنکہ بھنگی - بہشتی پنچارہ یعنی نداف دھوبی وغیرہ کے پاس بھی ہتھیار ضرور ہوتے تھے اور ہر شخص یہان کا پورا سپاہی نشانہ باز شکار وغیرہ کا بیحد مشتاق و مشاق تھا - بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ تمام رعایا بلا تنخواہ کے فوج برار ریاست کی اچھی خاصی - ہر وقت تیار رہتی تھی - نابالغ لڑکا بھی بے تکلف بلا جھجک تن تنہا لٹھ و بندوق جنگلون مین شیر و تیندوے ریچھ وغیرہ خوفناک درندے شکار کرنے کا عادی تھا - لیکن اس عہد مبارک پرامن و امان (۱۹۰۵ء / [illegible] ۱۳۲۳ھ) باتباع و طریقہ و منشا برٹش حکومت باجراے قانون جدید مجریہ اسلحہ ریاست سب سے چھین لیے گئے - اب بلا اجازت تحریری حاکم مجاز کے کوئی ہتھیار نہیں رکھ سکتا - عموماً شکار رکھنا قانوناً داخل جرم ہو گیا ہے میری ذاتی راے مین اجراے قانون اسلحہ خلاف مصالح ملکی قومی و مقتضی المقامی و مخالف عاقبت اندیشی عمائد حکام عالی مقام ریاست ہے

(۱) ایک تو اس ملک مین سلسلہ جبال بہت خوفناک پھیلا ہوا ہے اور جنگل جھاڑی زیادہ گنجان ہے -

(۲) دوسرے بیگ(؟) درندون و دیگر جانوران صحرائی سوکر وغیرہ کے بیحد آمد و رفت ہے جس سے نقصان جان و مال و کاشت و مواشی وغیرہ کی

[Margin note: illegible]

بہت واقعات ہوتے رہتے ہیں۔
(۳) تیسرے بوجہ کثرت جنگل جھاڑی پہاڑ کے ڈاکو راہ زنوں کو اچھا موقع واردات کا ملتا ہے۔ وقت واردات مسافر راہ گیر بلا ہتھیار کے کیا کر سکتا ہے اور کیونکر حفاظت جان و مال و آبرو کی ممکن ہے چنانچہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ پیشتر سب جانوران صحرائی تاآنکہ درندہ بھی آدمی سے خوف کھاتے تھے اب سامر نیل گاے وغیرہ بھی حملہ کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔
(۴) یہ کہ اکثر ان کی کثرت نسل بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے جو نقصان رسان جان و مال زراعت ہے۔
(۵) درندہ پہلے بخوف جان آبادی سے دور الگ تھلگ رہتے تھے اب بلا جھجک اندر آبادی کے گاؤں اور قصبوں میں شام سے آجاتے ہیں۔ اور جان و مال مواشی ضائعہ اور تباہ کرتے رہتے ہیں
(۶) چور ڈاکو مسلح ہو کر بلا خوف و خطر ہر گاؤں و قصبہ میں چوری اور ڈاکہ کی جرأت کر سکتے اور کرتے ہیں۔
(۷) رعایا کی عام ہتھیار بندی سے جو دھاک و ہیبت دشمنان دور و نزدیک کی حکومت پر تھی وہ جاتی رہی۔ کیونکہ اس وقت ہر شخص رعیت کا بد اندیش کی نظر میں ایک سپاہی نشانہ باز و قدر انداز نظر آتا تھا اصل یہ ہے کہ یہ قانونی اسلحہ بخشا دو اتباع قانون اسلحہ برٹش گورنمنٹ جاری کیا گیا ہے گو اس میں

کچھ لگاؤ امور شوقیہ ذاتی عائد وارکین ذوی الاحترام کا بھی مثل شوق شکار وغیرہ کے ہو۔ انگریزی نظام ایکٹ اسلحہ ۱۸۵۹ء سے اہل ریاستہا تیا میں صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ قوانین ملکی میں مقامی ضرورتوں کا لحاظ ضرور ہوتا ہے۔ ارکین ریاست نے وقت وضع آئین کے اس طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ ماسوا اس کے حکام یورپین غیر اقوام و ممالک پر حکمرانی بخیال ترقی تجارت کثرت دولت کرتے ہیں چونکہ غیر قوم انکی رعیت ہے ہر چند کہ بیحد مطیع و فرمانبردار رہے۔ مگر اپنی کمال حزم و دوراندیشی سے غالباً ۱۸۵۹ء سے قانون اسلحہ جاری کر دیا۔ دوسرے یہ کہ اُن کے اکثر بڑے بڑے حصص ممالک پہاڑ و بیکار جنگل جھاڑی وغیرہ سے پاک و صاف ہیں۔ نہ وہاں جنگلی درندے ہیں نہ دیگر جانوران صحرائی جسقدر اراضی جنگل میں تھی وہ اکثر زیر کاشت آباد ہو گئی ہے جابجا بکثرت دیہات آباد ہو گئے۔ ایسا نہ چور و ڈاکہ کا خطرہ نہ کسی وزیدہ ہالکو کا خوف۔ تیسرے اصل حکومت کو رعایا غیر قومی و ملکی کے عام ہتھیار بندی سے جو اندیشہ خیالی وہی تھا۔ وہ بھی رفع ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ چوتھے اب برٹش حکومت اپنی اس پالیسی کو وسیع کرتے ہوے دیگر ریاستہاے ماتحت پر بھی بہ حکمت عملی پھیلانا چاہتی ہے جس سے اُس کی دوراندیشی عاقلانہ الیتہ ظاہر ہے گو اہلکاران ریاست اس سے بے خبر ہوں یا باوجود تعلیم بر وسے خوف و خوشامد مساحت کرتے ہوں بہرحال ہم نہایت افسوس

حسرت کے ساتھ مآل کار نتیجہ آیندہ پر پیشگی ماتم کنان اس شعر حضرت
حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ لسان الغیب سے اپنی تسکین و تسلی
کرتے ہوئے - بہ صبر و جبر اس دریدہ دہنی و شوخ قلمی کے جو محض بوفور
اقتضائے ہمدردی و دلسوزی مخلصانہ بے ساختہ ... ہوگئی ہے
ادباً معافی کے خواستگار ہین شعر

رموز مصلحت ملک خسروان دانند   گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

(العاقل یکفیہ الاشارہ) مختصر یہ کہ قصبہ رائسین کی جانب جنوب
بفاصلہ ایک میل زیر دامن کوہ گنجان جنگل ہین - ایک مزار سنگین بنی
ہے کہتے ہین کہ یہ مزار حضرت شاہ فتح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
ہے - جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے
بھانجے تھے اور مرید ان کاملین سے سجادہ نشین رشد و رشاد
ہوئے - اور ہمیشہ جہاد غزوات بمقابلہ مخالفان اسلام کرتے رہے
اس مزار حجرہ نما گنبددار ریختہ سنگین خاص پر ایک کتبہ سنگ بحروف
مثبت لگا ہے جس کی عبارت بوجہ مٹ جانے بعض حرفون لفظونکے
مسلسل نہین پڑھے جاتے - چنانچہ بجنسہ لکھا ہے کہ حضرت شاہ
شرف الدین ور عرف شاہ فتح اللہ اولیاء اللہ - سلطنت شاہ
عالمگیر (ثانی) در عہد نواب فیض محمد خان بہادر (والی ریاست بھوپال)
باہتمام شیخ رفیع الدین - رائسین سرکار عالمگیر (ثانی) سنہ ۱۱۸۶ ہجری
قدسی - اب کہ سنہ ۱۳۳۷ ہجری ہین اس کتبہ کو ایک سو اکاون (۱۵۱) برس

ذکر کتبہ اول مزار منور حضرت شاہ فتح اللہ رح

ہوتے ہین - دفتر گزیٹیر بھوپال ۱۹۱۵ء مین اس مزار کو بجائے سمت جنوب کے سہواً آبادی سے جانب مشرق لکھدیا ہے جو خلاف واقعہ ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ بعہد نواب فیض محمد خان متوفی ۱۱۷۳ھ رائیین مین تشریف لائے مگر یہ بھی خلاف واقعہ ہے کیونکہ آپ کی ولادت آخر پانچ یا آغاز چھٹی صدی مین یقینی ہے کیونکہ وہی زمانہ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا جن کے یہ بزرگ بھانجے وغیرہ ہین اُسوقت نواب فیض محمد خان کہان تھے - اور اگر زمانہ نواب فیض محمد موصوف تک اُن کی حیات تسلیم کی جائے تو لازم آتا ہے کہ آپ کی عمر شریف قریب چھ سو سال کے ہو جو صریح البطلان ہے ع -
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ حضرت شاہ فتح اللہ جواہر زادہ حضرت خواجہ اجمیری کا کچھ حال کسی تاریخ معتبر مین دیکھنا یاد نہین پڑتا صرف کتبہ مزار و شہرت پر ناچار مختصر کرنا پڑا اخیر سند جاگیری بنام شیخ نور محمد طالب علم بعہد فرخ سیر پادشاہ دہلی نوشتہ ۱۱۲۸ھ جلوس ۴ ۱۱۲۸ ہجری سے اس قدر پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ مین بھی سابق و قدیم سے یہ زیارت مزار شاہ فتح اللہ صاحب کے نام سے مشہور تھا اور کنوان اور مسجد بھی و پنچ بیگھہ اراضی خیرآباد و شیخ نور محمد طالب علم کو بعاوضہ مجاوری و خدمت زیارت دی گئی نقل سند اپنے موقع صفحہ ۱۱۸ پر اس کتاب مین آئیگی اور اصل سند نور محمد کی اولاد موجودہ رائیین کے پاس موجود ہے - یہ نقل سند جناب غاجان قاجار ناظم مشرق کی عنایت سے ۲۹ جون ۱۹۲۳ء ۳ - ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ

کو رائیسین مین مجھکو دستیاب ہوئی۔

اسی طرح گزیٹیر قلمی مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اجمیری کا نام مبارک خواجہ شمس الدین تھا جو صریح باطل ہے حضرت خواجہ کا اسم گرامی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری مسلم و مشہور ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مختصر کیفیت تبرکاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی بحوالہ کتاب اخبار الاخیار مولفہ مولانا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و شجرہ چشتیہ محشی مطبوعہ لاہور درج کتاب ہذا کی جائے ۔۔۔۔ حضرت خواجہ معین الدین صاحب اجمیریؒ چھٹی صدی ہجری مین مقام ہارون سے ہندوستان تشریف لائے۔ آخر کار اجمیر کو اپنے قیام کے لیے پسند فرمایا اور چالیس سال تک قیام فرما رہے اس مدت قیام مین مجاہدات و ریاضات بدنی و روحانی و رہنمائی صراط مستقیم و وعظ و پند دین حق مبین و نیز جہاد حق و غزوات کفار سرکش وغیرہ مین مصروف رہے اور ہزارون کو باخلاق حسنہ و وعظ و پند بتنبیہ مسلمان کیا راجہ اجمیر جو بیحد متکبر ظالم و ستم شعار تھا اُس کی سخت جفا کاریون پر ایک مدت صبر فرماتے رہے انجام کار آپ بہ ناچاری باضابطہ جنگ پر مستعد ہوکر آمادہ قتال و جدال ہوگئے اور کئی سال تک سخت معرکہ تکبیر و بزن گرم رکھا آخرش آپ بتائید غیبی قرین نصرت و فتح ہوئے۔ آپ نے غالباً چھٹی ربیع الاول ۶۳۳ھ ہجری مین وفات فرمائی۔

مختصر ذکر خیر حضرت خواجہ اجمیری رح

آپ سے پیشتر غالباً ۴۲۴ھ ہجری مین حضرت سید مسعود سالار غازی ؒ
ہند مین تشریف لائے حضرت سالار نے بڑے نامور متکبرین راجاؤن
سے متعدد جہاد کیے ملک اودھ روہیل کھنڈ کے ظالم حکام سے ملک
کو پاک وصاف کیا۔ تجارت وصنعت کی گرم بازاری ہوئی۔ آخرش
عین معرکہ جنگ غزا مین جام شہادت نوش فرمایا۔ شہر بہرائچ ملک
اودھ مین آپ کا مزار منور مرجع زائرین عام وخاص ہے کہا جاتا ہے
کہ آپ کی شادی عقد نکاح اسی زمانہ مین بلکہ اسی روز ہونے والی تھی
کہ آپ شہید ہوکر حوران جنت سے جا ملے۔ آپ کی فوج مجاہدین مین
سے رکن اعظم ومشیر خاص سید محمد ابراہیم صاحب ؒ نے ملک روہیلکھنڈ
مین اسلام کی خوب اشاعت کی نامی گرامی متعدد راجاؤن سے جنگ
ہوئی۔ (قنوج وکول (علی گڑھ) جلیسر وغیرہ مین غزوات فرمائے
انجام کار خاک پاک مردم خیز قصبہ سہسوان ضلع بدایون مین شہید ہوئے
اسپر حجرہ بڑے گنبد کا پختہ مضبوط بنا ہوا ہے جو زیارت میران صاحب
کے نام سے مشہور مرجع زائرین ہے کہا جاتا ہے کہ یہ حجرہ بعہد جہانگیر بادشاہ
تعمیر کیا گیا اس کے مصارف کے لیے کچھ معافیات دائمی بھی قدیم عہد
سلاطین سے چلی آتی ہین۔ جن کا تعلق بعض شیوخ مشہور قوم خلیفہ سے
ہے۔ یہ لوگ حجام نہین ہین۔ بلکہ اچھے شیوخ سے ہین۔ نہ معلوم خلیفہ
کیون اور کب سے کہتے ہین۔ یہ لوگ اسوقت کم علم اور تجارت پیشہ ہین
قدیم سے مشہور عوام ہے کہ آپ کا سر مبارک بحالت جہاد قصبہ جلیسر مین

جو اصل میں جلوہ سر نام تھا شہید ہوا اور قصبہ پورا میں سرانگشت شہید ہو گیا تھا جسم مبارک بلا سر کے غزا کرتا ہوا قصبۂ سہسوان میں گھوڑے سے گرا اور دفن کیا گیا۔ ہکذا فی تاریخ قلمی جلیسر ضلع علی گڈھ۔

یہ سید ابراہیم صاحب غالباً رضوی ہیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام کی اولاد میں ہیں جیسا کہ تاریخ فارسی قلمی قصبۂ جلیسر ضلع علی گڈھ میں تحریر ہے۔

~~حضرت سید مسعود صاحب کشمیر و معتمد خاص~~ حضرت شاہ مدار صاحب بھی تھے جنکا مزار قصبۂ مکن پور ضلع کانپور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جو قنوج سے جانب جنوب دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے چھوٹی لین ریلوے کا اسٹیشن اردل نام کا ہے جو زائرین کانپور و قنوج سے روانہ ہو کر اسٹیشن پر اترتے ہیں اور یہاں سے ڈیڑھ دو میل سواری یا پیدل جانا ہوتا ہے کانپور سے کرایہ ریل۔ دس آنہ ہے۔ یہ اسٹیشن اردل ما بین سفر کانپور و قنوج پڑتا ہے مگر کانپور سے زیادہ فاصلہ پر ہے اور قنوج سے قریب ہے لہذا کرایہ ریل ڈیڑھ آنہ ہے۔

بہر حال یہ مزار منور قصبۂ رائسین میں تقریباً چھ سو سال بعد ۱۱۸۶ھ ہجری کو بحسن عقیدت نواب فیض محمد خانصاحب مرحوم پختہ تعمیر کرایا گیا تھا۔ بعدہٗ ہر رئیس نے اپنے عہد میں اضافہ تعمیر پختہ کیا چنانچہ احاطۂ خانقاہ شریف میں متعدد مسافر خانے اور چند مکانات چلہ کشی اہل فقر اور ایک مسجد سنگین پختہ ہے۔ اندر

تفصیل پھاٹک ہائے احاطہ درگاہ

احاطہ پختہ تقریبًا چار بیگہ اراضی ہوگی اس کے تین دروازہ آمد و رفت کے ہین - ایک مغرب رویہ بجانب کوچہ (بجلیا کونڈل) کے نام سے مشہور ہے - دوسرا بجانب مشرق ملحق دالان مغرب رویہ تیسرا بسمت شمال اور اب یہی صدر دروازہ جدید تعمیر شدہ ۱۳۳۶ھ ہجری مطابق ۱۹۱۸ء ہے اسپر کتبہ سنگین لگا ہے ع - شد مرمت بعہد سلطانی - یہ مصرع بلا مادّہ تاریخ فن جمل ہے کاش مادہ تاریخی بہ تبدیل الفاظ ہوتا تو بہتر تھا اسی دروازہ کی تعمیر کے ساتھ ہزہائنس حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا و دام شوکتہا نے بصرف تخمینی چھ ہزار روپیہ خانقاہ و مسجد و صحن و دیگر مکانات سنگین و سقوف کے قلعی و گچ سے نہایت خوبصورت و مضبوط مرمت شکست و ریخت کرادی ہے[1] - اسی اثناء مین ایک قدیم باؤلی کا جو شکستہ و منہدم ہوکر زمین مین روپوش غائب غلہ ہوچکی تھی - پتہ لگا اُس کی بھی ازسر نو تعمیر کرادی اس کا پانی نہایت شیرین ہلکا و ہاضم ہے اس سے زائرین کو بہت آرام ہوگیا ورنہ سخت تکلیف پانی کی تھی - خداے تعالی ان سرکار عالیہ رحم دل رعیت پرور علم دوست کو بہ عقل سلیم و رعیت نوازی بہ مراحم خسروانہ ظل افگن و سایہ گستر شاہانہ رکھے اور دارین مین جزاے خیر دے - اس مزار منور کے قدیم دروازے سنگین شرقی ملحق دالان مغرب رویہ

---

[1] یہ مرمت باہتمام محبی مولوی سراج الدین خان متوطن قصبہ قائم گنج قریب قنوج ضلع فرخ آباد ٹھیکہ دار کے ہوئی یہ صاحب باخدا اور عابد ہین ۱۲ منہ

پر بھی ایک سنگین کتبہ قدیم نصب ہے اس کی عبارت بھی زمانہ کے
سفاکی اُنھون نے جا بجا سے مٹا دی۔ صرف اسی قدر پڑھا گیا جو بلفظہ
درج ہے (سنہ ۱۲۳۳ فصلی یکہزار و دو صد و سی و سہ فصلی مطابق سنہ ۱۲۴۴ھ
دوست علی خان) جسکو آج ایک سو تیرہ سال ہوتے ہین۔ اس مزار
شریف کے مصارف شاہان سلف سے اراضی خیرآباد بطور معافی چلی
آتی ہے جیساکہ پروانہ شاہ فرخ سیر تحریر سنہ احد جلوس تخت نشین
۵ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۴ ہجری سے ظاہر ہے۔ اور دوسرا موضع ٹکھری غالب
عہد نواب فیض محمد خان بانی پختہ تعمیر زیارت سنہ ۱۱۸۰ ہجری سے وقف
چلی آتی ہین جن کی آمدنی مزار کی جاہل و بدوضع مجاور تحصیل کرکے کھا جاتے
تھے۔ اور باہم فتنہ و فساد مچاتے تھے۔ اس عہد جدید مین ان ہردو
مواضع کی آمدنی ذریعۂ ٹھیکہ دار و مستاجر اہلکاران تحصیل وصول کرکے
بحصہ رسد سب مجاوران قدیم پر تقسیم و مصارف مزار بھی صرف کرتے
ہین۔ اب اس مسجد مین امام و موذن مامور ہین۔ مزار کی صفائی و مسجد
کی روشنی بھی باہتمام ہوتی ہے بحکم حضور بیگم صاحبہ فرمان فرمائے
حال ریاست بھوپال دام اقبالہا اب بخوبی عمدہ انتظام ہو گیا ہے۔
اسوقت ان ہردو مواضع کی آمدنی تخمیناً پانسو روپیہ سے کم نہ ہوگی
مگر حکام مقامی کی بے توجہی یا رعایت وغیرہ سے ایک شخص کو صرف
ایک سو اٹھاون روپیہ سالانہ پر دونون موضع ٹھیکہ پر دیدیے ہین
یہ مبالغ کاغذات سرکاری موجودہ تحصیل سنہ ۱۹۱۰ع مین درج ہین۔

رقبہ اراضی عمدہ ممکن قابل کاشت تقریباً بارہ سو بیگھہ پختہ پڑتی پڑا ہے سوا
اس کے رقم سوائے کی آمدنی معقول ہو سکتی ہے کیونکہ متعدد باغ آم
شیرین و مہوے کی ہیں اور اچار و تینڈو وغیرہ مختلف پھلوں کے جنگل کے
جنگل موجود ہین - لکڑی عمارتی و سوختنی اور گھاس بھیڑ چرائی و چرائی مواشی
کی بہت کچھ آمدنی ہو سکتی ہے لیکن افسوس کہ حکام مقامی کی بے توجہی
کی وجہ سے تمام اراضی کاشت بیکار پڑی ہے اور خوفناک جنگل دامن
پہاڑ میں کھڑا ہے جس مین درندے بکثرت رہ کر آدمی و مواشی و زراعت
وغیرہ کا بہت نقصان جان و مال کرتے ہین بصورت حسن انتظام آبادی
و ترود کاشت وغیرہ کے دو تین ہزار روپیہ سالانہ آمدنی بلکہ زیادہ ممکن
ہے - المختصر یہ زیارت مقدس قلعہ کوہ اور آبادی قصبہ سے جانب
جنوب قریب تر و مرجع زائرین عام و خاص ہے - آپ کے خوارق
عادات و کشف و کرامات و مجاہدہ و غزوات ملک مالوہ و دکن مین
بکثرت مشہور و معروف ہین - اس مزار منور کے خانقاہون مین ایک دو
آدمی پردیسی غریب الوطن جاہل اور خواندہ بھی بغرض حصول انوار و فیوض
برکات اکثر چلہ کشی کرتے رہتے ہین - الغرض یہ جگہ بھی دلچسپ اور
خوشگوار ہے - قریب مزار منور ریچھن نام ندی پہاڑی گنجان جنگل مین

[illegible]

سالہ مہوہ ایک مشہور پھل ہے جس کی شراب کشید کی جاتی ہے اور اچار کو تازہ سے کچھ بڑا نافرمان سرخی مائل
مزہ بہت خوش ہوتا ہے اس کے تخم سے مغز کو چرونجی کہتے ہین - تینڈو بیر کے برابر گول ہوتا ہے رنگ زرد مالوہ
دکن کے لوگ بہت پسند کرتے ہین مقوی باہ بتاتے ہین اسمین تخم تین چار سیاہ ہوتے ہین جنگلی پھل سے یہ دونون پھل گرم و خشک
ہین موسم گرما مین پھل آتا ہے ۱۲ منہ

زیر دامن کوہ بستی ہے ۔ غالباً یہان بائیس ربیع الثانی کو ہر سال عرس ہوتا ہے ۔ صرف غرباے اہل قصبہ کو کھانا پکوا کر کھلایا جاتا ہے اور یہ صرفہ طعام بعض اہل ہمت امراے بھوپال اپنے ذمہ لیتے ہین ۔ عرس مین قصبہ و نواح دیہات اور کچھ بھوپال وغیرہ کے لوگ جاتے ہین ۔ اور کسی سال کوئی بصورت صوفی ہندوستانی پہونچ گئے تو کچھ قوالی اور روشنی زیادہ ہو جاتی ہے ۔ ماوراے اس کے اکثر شوقین مزاج بغرض مزید تفریح دعوت گوٹھ احباب و جلسہ ہاے اطعمہ لذیذہ و پنچایتی و قومی بچندۂ باہمی یہان کرتے ہین ۔ اہل حرفہ ہنود کے جلسون مین تمام برادری عورت بچہ بھی شریک ہوتے ہین ۔ اور دو تین شبانہ روز قیام کر کے خوب گاتے بجاتے ہین خصوصاً موسم بارش مین بہت ہجوم شبانہ روز مرد و عورت کا ہوتا ہے ایک میلہ سا لگا رہتا ہے اور ہر قوم کے لوگ اُسی میدان مین انواع و اقسام کے کھانے حسب مذاق خود مناسب موسم پکا کر بخوشی تمام کھاتے کھلاتے ہین یہ انتظام پخت و پز اطعمہ مردون کے ذمہ رہتا ہے عورتون کو اپنے جذبات شوقیہ اور کھیلون سے کہان فرصت ہر شخص اپنی دھن مین مست و مدہوش نظر آتا ہے خوشی و شادمانی کا یہ عالم کہ ہر ایک چہرہ و بدن سے مسرت پھوٹی پڑتی ہے سیاہ بادل کے ٹکڑے برابر مستانہ وار جھوم جھوم کر آتے اور شوق سے گرجتے برستے چلے جاتے ہین چارون طرف سے پہاڑ سراپا حسرت بہار اپنی سبز سبزی اور گلہاے گونہ گون سے دماغ کو معطر کرتا ہے ہر ایک

جانب سے بکثرت آبشار اس سبزہ زار تختۂ زمردین مین بل کھاتے ہوے پیچ در پیچ رواں اور اپنی سریلی آوازمین وفور مسرت سے نغمہ کنان رہتے ہین ۔غرض کہ عجب پرلطف جگہ ہے۔

نقل پروانہ شاہ فرخ سیر

نقل پروانہ سند جاگیر موضع خیر آباد بہ مزار حضرت شاہ فتح اللہ صاحب حسب ذیل ہے ۔حضرت شاہ فتح اللہ صاحب چشتی ۔جا ے سکہ خلیفۃ الرحمٰن فدوی محمد سیر پادشاہ غازی مہر بزرگ موسوی ہ گماشتہاے جاگیرداران وکروریان حال و استقبال عملہ پرگنہ رائیسین ۔ برکار سرکار عالمگیر پور مضافات بصوبہ مالوہ اعلام آنکہ ۔چون از اعیان متقدین وجماعت مسلمین بظہور سکنہ قصبۂ رائیسین بظہور پیوست کہ موازی سی وپنج بیگہ اراضی ازوقت بنیادی آثار اسلام مشروط مسجد معہ چاہ واقع راہ درگاہ از سواد موضع خیر آباد عملہ پرگنہ مذکور مقرر است ۔چون از مدت مدید بخدمت کہ بموجب آئین دین متین است کسی موجود نیست لہذا نظر بر ترویج امور دین قدیم وطریقہ مستقیم نمودہ مشیخت پناہ نور محمد طالبعلم ولد شیخ پیر محمد کہ مرد متقی و نمازگزار است بتصدق مبارک بندگان حضرت خدیو گیہان در وجہ مدد معاش حسب الضمن معہ فرزندان مقرر نمودہ شد۔ بایدکہ اراضی معمولہ قدیم بتصرف مشارالیہ واگذارند کہ حاصلات از اصرف مایحتاج خود ہا نمودہ بدعا بقاے دولت ابد مدت اشتغال مواظبت داشتہ باشد۔ درین باب تاکید دانند اگر در محال چیزے دیگر داشتہ باشد از اعتبار نمایند تحریر فی التاریخ دوم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۲۵ھ جلوس

* مطابق ۱۱۲۳ھ ہجری کا پروانہ بمہر بزرگ صدر دار الفتح اوجین بابت اراضی مسجد خیر آباد بموجب شرع متین باسم مشیخت پناہ شیخ نور محمد طالبعلم ولد شیخ پیر محمد ۔ کہ مرد صالح و نماز گزار ست مواری سی و پنج بیگہ آراضی معمولہ قدیم مشروط مسجد زرِح چاہ از سواد موضع خیر آباد مقرر بودہ شد لیشرح دستخط انگہ ۔ پروانہ قلمی نماید ۔

ایک اور مزار منور پختہ چونے گچ سنگ سرخ کا دوسری پہاڑی کی بلندی پہ آباد ہے یہ قصبہ سے جانب مشرق واقع ہے اسپر مضبوط گنبد کوئی کتبہ نہیں ہے زیارت پیر ہیرم کے نام سے مشہور ہے آپکا کچھ زیادہ حال معلوم نہیں ہوا نہ بانی تعمیر مزار کا پتہ چلا رحمہم اللہ تعالیٰ اس مزار کے نزدیک ایک موضع تاج پور نامی آباد ہے جو قصبہ سے ایک میل ہوگا ۔ ایک اور بزرگ کا مقبرہ پختہ چونہ گچ پتھر کا چبوترہ و گنبد کر بلندی پہ ہے ۔ اسپر کوئی تعمیر حجرہ وغیرہ نہیں ۔ یہ بھی بہت قدیم ہے یہ چبوترہ قبر پختہ وسط آبادی میں شارع عام پر عقب مسجد تحصیل پرگنہ رائسین ۔ جو مزار پیر لڑوریہ کے نام سے مشہور ہے غالباً ان کی کاکل و گیسو دراز ہوں گے زیادہ کچھ حال معلوم نہیں ہوا ۔ اس چبوترہ و سطح و گنبد پہ اکثر اہل محلہ کے نشست رہتی ہے اسکے مقابل جانب غرب قلعہ بہت لطف دیتا ہے ۔ یہاں سے چاندنی رات میں یہ قلعہ ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہے کہ گویا عظیم الشان خیمہ و خرگاہ شاہی بہ منزلہ قائم ہے ۔

قدیم عمارات میں ایک تعمیر عیدگاہ سنگین شکستہ آبادی سے

جانب شمال ایک میل کے فاصلہ پر لب سڑک پختہ ہے۔ یہ سڑک سلامت پور اسٹیشن ریلوے[1] کو گئی ہے جو غالباً سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو جاری و ساری ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ عیدگاہ بعہد عالمگیر اورنگ زیب بعہد جنگ تعمیر کی گئی تھی جسمین نماز عیدین صدیون ادا ہوتی رہی جب اُس مین شکستگی نے کار فرمائی کی تو لوگون نے دوسری عیدگاہ بزمانہ بعہد تھانہ دار منشی رونق علی قریب قصبہ متصل تالاب خام بنائی نماز عیدین ادا کرنے لگے۔ مگر اب سنہ ۱۳۳۶ ہجری (۱۹۱۸ع) مین منشی عبد الحمید خان بھوپالی نائب ناظم رائیین ضلع مشرق نے عیدگاہ سابقہ کی بجد و جہد تمام ذریعہ چندہ بجد حسین و خوبصورت خوشنما از سر نو مرمت و تعمیر کراکے پھر اُس کو سجدہ گاہ مومنین متقین بنا دیا ہے خدا اُنکو جزائے خیر دے اور دو پتھرون پر ایک قطعہ تاریخ اُردو بھی کندہ کرا کر ہر دو بازو دروازہ آمد و رفت عیدگاہ پر لگا دیا ہے۔ ایک پتھر پر پانچ اور دوسرے پتھر پر چھ شعر ہین جملہ اشعار قطعہ گیارہ ہوے۔ الحق آخر مصرع تاریخی بے ساختہ مطابق و اقعہ خوب ہے قطعہ یہ ہے۔ عیدگاہِ مسلمین رائیین تھی جو رانی تال[2] مین شاہی قدیم ایک مدت سے تھی ویران و خراب مٹ چلے تھے جس کے آثارِ قدیم تھا اگر ایسا نہ کوئی پہلوان سر پہ رکھ لیتا جو یہ بارِ عظیم وقت جب بننے کا

---

[1] یہ اسٹیشن ریلوے قصبہ سے بجانب شمال بارہ میل ہے اور سڑک پختہ ہے ۱۲

[2] رانی تال ایک جگہ کا نام ہے جو زیر دامن کوہ واقع ہے اور اسی جگہ عیدگاہ قدیم تعمیر ہے اسی عیدگاہ کی مرمت کی بنا پر یہ قطعہ تاریخی لکھا گیا ہے ۱۲

اوس کی آگیا ٭ باغ رحمت سے چلی ایسی نسیم ٭ نائب ناظم جو ہین عبد المجید ٭
حامیِ دینِ خداوندِ کریم ٭ بن گئے خضرِ طریق رہنما ٭ تھام کردامانِ صمد سید وسیم ٭ اور نتھے خان وکیلِ رائسین ٭ مل گئے اس کام مین لائق ندیم ٭
عاملِ تحصیل ہذا بوسعید ٭ آکے اس مین ہوگئے وہ بھی سہیم ٭ از برائے خاتمِ پیغمبران ٭ از طفیلِ آل واصحاب کریم ٭ کرکے چندہ ان سبھون نے قوم سے ٭ کردیئے قائم یہ آثارِ قدیم ۔ مصرعہ تاریخ سید نے لکھا ٭
ہوگئی تجدید تعمیر قدیم ٭ یہ قطعہ طبعزاد منشی سید حسن ساکن قصبہ نہٹور ضلع بجنور ملک روہیل کھنڈ صدر واصلباقی نویس نظامت مشرق کا ہے
اس قصبہ کے قریب جانب مغرب ایک مخزن اب مثل حوض کلان کے زمین دوز زیر قلعہ پہاڑ کی کرار مین واقع ہے ۔ جسکو یہان کے لوگ ٹانکہ کہتے ہین اسکا طول وعرض عمق تخمیناً ایک ایک جریب ہوگا ۔ یہ ٹانکہ

[illegible]

سلہ پتھر پر بجائے ج (یعنی) ز کے منجر جو ہشلد لفظ (حجاب سے) کندہ کرادیا ہے یہ نہین سمجھا کہ حرف (ب) گرتی ہے تاعمر بہ نام ہوگا ۱۲

سلہ منشی نتھے خان ساکن رائسین مرد صوفی منش مہمان نواز وکالت عدالت کرتے تھے یکم محرم ۱۳۳۱ ہجری مطابق اکتوبر ۱۹۱۲ء روز شنبہ بوقت عشا وفات پائی باصرار انکے فرزند اکبر محی الدین میان نے قطعہ تاریخ تعمیہ فوراً لکھدیا میرے بھی دوست تھے رح قطعہ یہ ہے ٭ مرد باوضع صاحب اخلاص ٭ تھے محب قدیم نتھے خان ٭ گیسو رکھتے تھے اپنے دونون دراز ٭ دل مین رکھتے تھے حب درویشان ٭ با اثر تھے تمام قصبہ مین ٭ تھا شمار مین انکے پیر وجوان ٭ پکے مذہب کے نیک عادت سے ٭ صاف دل پاک طبع تیغ زبان ٭ ناگہان یاد مرگ نے آکر ٭ کردیا گل چراغ روح روان ٭ پہلی تاریخ تھی محرم کی ٭ آئی جب باغ زندگی مین خزان ٭ سر کا کل سنہ میں صدا آئی ٭ مرگئے کیا وکیل نتھے خان ۱۳۴۹ - ۱۳ = ۱۳۳۱ ہجری

پہاڑ تراش کر تیار کیا گیا ہے جو آب بارش سے لبریز ہو جاتا ہے جو تین چار بار پانی
اُبل کر دو چار دن تک برابر جاری رہتا ہے - یہ چشمہ آب حیات سال بھر
تک اپنے قصبہ کے لوگوں کو اور ابن السبیل وغیرہ کو بسیر چشمی تمام ہمیشہ
سیراب و شیرین کام رکھتا ہے - اس کا پانی بہ نسبت کنوؤں کے اچھا
ہے ہر قسم کی دال بھی گل جاتی ہے - یہ آب بارش پہاڑ قلعہ پر سے
آتا اور جمع ہو جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ ٹانکہ پانی کا بعض امراے طغل
افغانان کا تعمیر کردہ ہے جو زمانہ شاہی میں حکومت قلعہ و قصبہ وغیرہ
پر منجانب سلطنت آگرہ و دہلی فرمانروا تھے اور حکام بھوپال و بھیلسہ
و ساگر وغیرہ کے نگران کار رہتے تھے - یہ جگہ دلچسپ خوش منظر روح افزا
ہے اس کے شمال کی جانب مسطح میدان سرسبز و شاداب اور کشت زار
لہلہاتے ہوئے دل و دماغ کو تازہ کرتے ہیں - مغرب میں بلند پہاڑ پر پہاڑ
پر عمارات قلعہ مثل خیمہ و خرگاہ سلاطین عالی شان و بلند مقام سر بہ فلک
ہے جو لطف نظر کو بالخصوص شب ماہ میں دوبالا کر دیتا ہے اور جنوب
کی سمت پہاڑ پر سبزہ زار کا جوبن ہے اور دور تک پہاڑی سلسلہ کا
اچھا خوشنما منظر ہے - قصبہ کے مشرق کے جانب تین چار جریب پر ایک
تالاب مستطیل مربع نما تخمیناً چار پانچ جریب کے قریب طول و عرض تالاب
کا ہوگا کسی افغان رئیس نے تعمیر کرایا تھا اس کا پانی قصبہ بھر سے زیادہ
شیریں ہے یہ تالاب کہیں زیادہ عمیق ہے کہیں کم اس میں بارش کا پانی
پہاڑ شرقی سے آتا ہے - غالباً اس زمانہ سے نہیں ہیں - اگر یہاں ٹانکہ

مذکورہ اور یہ تالاب نہ ہوتا تو قصبہ کے لوگون اور مواشی کی زندگی خراب
ہو جاتی بلکہ معرض خطر مین پڑ جاتے کیونکہ سوائے ان دو مقام کے تمام قصبہ
کے کنوؤن کا پانی بدمزہ شور و زنی مضر صحت ہے جو موسم گرما مین خشک
بالکل ضرور ہو جاتا ہے غرض کہ ان دونون جگہ کے آب شیرین سے
سب انسان وحیوان وجانوران صحرائی وطائران ہوا ہر وقت متمتع
ہوتے رہتے ہین - یہ تالاب مسر تالاب کے نام سے مشہور عام وخاص
ہے - اس مین مچھلی وطیور مرغابی وغیرہ کا شکار بہت ہے کنول کے
پھول بھی اپنی فصل پر بہار دکھلاتے ہین - اس تالاب کے شمالی ومغربی
دونون کنارون پر پختہ گھاٹ سنگین - ہندو ومسلمانون کے تعمیر کیے
ہوئے ہین یہان باہم سب مل کر بلا تفریق وامتیاز مذہب بے تکلف
غسل واشنان کرتے ہین - دن بھر نہانے والون اور پانی بھرنے والون
مرد وعورت کا میلہ سا لگا رہتا ہے کبھی موسم بہار مین اہل ہنود مرد وعورت
جوان بوڑھے بچے سب یہان رات کو بھی جلسہ ہائے مذہبی مین ناچ
رنگ گانا بجانا صبح تک کیا کرتے ہین - اور بازادی تمام خوشیان
مناتے کھانے پکاتے کھاتے ہین اور اہم پنچایتین معاملہ برادری کی
رات بھر عیش وعشرت کر کے یہان طے کرتے ہین - درختان بہت
پُر لطف جگہ ہے - اس گھاٹ پر ایک سنگین دالان در دالان پختہ گچ
کا بنا ہوا ہے تاکہ عام مسافرون کو بلا قید مذہب بوقت آسائش حاصل
ہو یہان ایک مختصر سا مندر بھی دو چار سال کے اندر جدید تعمیر کر لیا گیا

ورنہ پیشتر نہین تھا۔ اس تالاب کے جنوب کی جانب گوشۂ تالاب کے مقابل ایک جریب پر سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین منشی رونق علی قنوجی تھانہ دار راٹھین نے ذریعۂ چندہ ایک عیدگاہ پتھر اور گارے سے تعمیر کرادی تھی جس مین سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے اب سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۷ء تک تقریبًا پچاس سال سے تمام مسلمان برابر نماز عیدین اور بعض لوگ مختلف اوقات مین روزانہ نماز فرائض ادا کرتے رہے ہین۔ اب بوجہ ہوجانے مرمت قدیم عیدگاہ شاہی مذکور الصدر کے بہ اعتبار عیدگاہ ہونیکے یہ متروک و بے رونق ہوگئی ہے تاہم اس کا چبوترہ بلند نو تعمیر کردہ بہ حکم مسجد باقی ہے جسمین اکثر مسافر و بعض اہل شہر آیندہ و روندگان فرائض ادا کرتے ہین۔ اذان و اقامت بھی ہوتی ہے۔ اسی عیدگاہ کا قطعۂ تاریخ منشی صادق علی صاحب سررشتہ دار نظامت نے لکھا تھا۔ جو پتھر پر کندہ کراکر وقت تعمیر محراب پر لگا دیا تھا۔ قطعہ یہ ہے۔

سال بنائے مسجد عالی کے واسطے ؂ خواہش ہوئی جو صادق سررشتہ دار کی ؂
ناگاہ گوش زد یہ ہوئی بانگ ہاتفی ؂ ہے عیدگاہ رونق علی تھانہ دار کی ؂
۱۲۸۷ھ

اس کتبۂ سنگ کو مین نے خود بھی بارہا دیکھا تھا اسی عیدگاہ کی مکرر مرمت ذریعہ چندہ غالبًا سنہ ۱۳۳۲ ہجری مطابق ۱۹۱۴ء مین بنگرانی بعض افاغنہ قصبہ میری زمانہ قیام راٹھین مین ہوئی۔ چبوترہ اسی مسجد کے مغربی و شمالی مین خاص گھاٹ لب تالاب پر قریب پختہ سنگین ایک مسجد قدیم شکستہ حالت مین تھی اسکو بھی منشی رونق علی تھانہ دار نے سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین ذریعۂ چندہ

عمدہ طور پر درست کرادی تھی اور اذان وتکبیر نماز بجماعت پنج وقتہ
ہونے لگی جس کا قطعہ تاریخی شاہ محمد علیم اللہ رح آلہ آبادی سے کہا اور
پتھر پہ کندہ کراکر اس مسجد مین لگا دیا۔ یہ کتبہ سنگ بھی ابتک مسجد
مین موجود ہے قطعہ یہ ہے ؎

مرمت مسجد کہنہ کی کرنی ٭ جہان مین آخرت کا کام یہ ہے ٭ زرچندہ
لیا رونق علی نے ٭ مسلمانون رفاہ عام یہ ہے ٭ ہوئی مسجد جو
قائم بتکدہ مین ٭ کہا جبریل نے اسلام یہ ہے ٭ خدا جنت مین دیگا
قصر عالی ٭ علیم اس خیر کا انجام یہ ہے ٭ موذن نے پکارا سال تاریخ
عبادت خانۂ اسلام یہ ہے۔

یہ مسجد بوجہ لاپرواہی وجہل افاغنہ قصبہ کے ۱۳۲۱ھ ہجری سے
قبل پھر منہدم ہوگئی تھی جسکو ملا احسان علی پوسہرہ دوکاندار رائیین
ولد جیو ابھائی ساکن سرونج علاقہ ریاست ٹونک نے لاپرواہی اہل
قصبہ دیکھکر خود بہ حمیت اسلامی وعالی ہمتی ایک بار ۱۳۳۰ھ ہجری ۱۹۱۱ع مین
بہ صرف مبلغ ایک سوبارہ روپیہ چھ آنہ (۱۱۲/۶) ازسرنو چہار دیواری ومحراب وغیرہ قائم
کرکے سفالہ پوش بنوایا تھا۔ اسکا قطعہ تاریخی حاجی حافظ محمد عبد الرحمن رح ساکن
شہر مرادآباد ملک روہیلکھنڈ متوفی آغاز ۱۳۳۶ھ ہجری آخر ۱۹۱۸ع مدفون قصبہ
دیوری علاقہ بھوپال نے یہ لکھا تھا ؎ جو احسان علی بر لب آبگیر ٭ بنا کرد مسجد
بہ صرف کثیر ٭ زہے صحن پاکیزہ وسایہ دار ٭ خوشا منظر یہ فضا دلپذیر ٭ شدہ
رونق دین در رائیین ٭ ازو کفر گشتہ ذلیل وحقیر ٭ نمودند کفار بس شور وشین ٭

نہ شد ہمتش زان شہا قصیر ٭ چو از بہر تاریخ اتمام او ٭ شدم غرق دریائے فکر قطیر
بگفت از سراپائے احسان سروش ٭ بگو شمع بگو مسجد بے نظیر ٭ اور بعد چھ سال
۱۲۷۹ھ
کے اس عالی ہمت شخص نے دوبارہ خود بخود بکمال اولوالعزمی حسبتاً للہ
سنہ ۱۳۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۱ء مین ازسر نو سنگین و پختہ چونے و گچ سے اس مسجد
کو تعمیر کرا تا سروع کر دیا جسکا تخمینی صرفہ اسوقت مبلغ چھ سو روپیہ سکہ انگریزی
رائج الوقت ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزا مصرع آفرین باد برین ہمت مردانہ
او ٭ اس کی چھت مسلم پتھر کے پٹیون کی مضبوط تیار ہو گئی ہے بحالت تعمیر
بھی اس مسجد مین اذان و اقامت و نماز باجماعت بدستور سابق اہل سنت
والجماعت کی پنج وقتہ ہو رہی ہے۔ وللہ الحمد اس قصبہ کے گوشہ شمال
مغرب مین ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر زیر دامن کوہ سیتا جسکا ذکر پہلے
ہو چکا ہے کچھ عمارات سنگین پختہ یک منزلہ و دو منزلہ قدیم شاہی عہد کے
شکستہ بکثرت و مسلسل پائے جاتے ہین۔ جن کے دیکھنے سے عجیب
حیرت انگیز کیفیت تماشائیون کے دلون پر پیدا ہوتی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا
ہے کہ یہ خوبصورت عمارات مستحکم و دلکش قدیم امراء و سلاطین اسلامی کے
تعمیر کردہ ہین۔ یہان مساجد و مقابر سنگین و خوشنما سنگ سفید کی بنی ہوئی
بھی موجود ہین۔ جنپر عجیب و غریب دستکاریان و صناعیان بچہ کاری
سے کی گئی ہین
ان کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف رنگ کے نفیس و عمدہ جواہرات
بکمال تہذیب و ترتیب و حسن و خوبی جمع کر دیے ہین گویا کہ خوشرنگ بیش بہا

بنائے مسجد ۱۲۷۶ھ

عمارات قدیم نواح قصبہ

مختلف رنگ جواہرات سے مرصع کاری کی گئی ہے یہ محلات و ایوان
شاہی شکستہ و نیم ریختہ اپنے بانیان قدیم کی یادگار ہیں ایک مسجد جامع
کسی قدر کلان سنگین گچ کے پختہ اسوقت تک صحیح و سالم موجود ہے جسکے
پشت پر ایک چبوترہ مستطیل موجود ہے - اس چبوترہ پر ایک مقبرہ پختہ پتھر کا
ہے کہا جاتا ہے کہ یہ مزار منور حضرت شاہ جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ دہلوی
کا ہے جو کبار اولیاء اللہ سے مشہور ہیں ان کی بہت سے کرامات و خرق
عادات و فی سبیل اللہ غزوات و علمی قابلیت مشہور و معروف عوام
ہے - اسی پہاڑ کے کرار پر بہت قریب ایک اور کسی بزرگ لامعلوم الاسم
کا مزار مقدس ہے کسی زمانہ سابقہ میں ان دونوں مزاروں پر بڑی دھوم
دھام سے عرس ہوا کرتا تھا - دور و دراز ممالک سے فقرا و امراء صوفیہ
منش اور قوال وغیرہ آکر جمع ہوتے تھے اور عظیم اجتماع ایک ہفتہ تک رہتا تھا
ہزاروں حاجت مند بخیال حصول مقاصد حاضر آستانہ ہوتے تھے - مجاور
بے حد دولت کماتے تھے - مگر آج وہی مزارات مقدسہ ہیں کہ صدیوں سے
کس مپرسی و خاموشی کی حالت میں روپوش خلائق ہو رہے ہیں - کسی نے سچ
کہا ہے - مصرع - آج ہیں فاتحہ کو وہ محتاج ؛ کیا خوب کہا ہے سه
بر مزارِ ما غریبان نے چراغے نے گلے ؛ نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے ؛
اس کے قریب ایک اور چبوترہ سنگین قدرے بڑا ہے - کہا جاتا ہے کہ یہ
گنج شہیدان ہے - جو وقت جہاد اسلامی شہید ہوئے تھے - رحمۃ اللہ علینا وعلیہم
اجمعین - اللّٰھم اجعلنا من الابرار والحقنی بالصالحین - آمین - چونکہ یہ عمارات

قدیم اب گنجان جنگل و خار دار درختون کے سایۂ عاطفت مین صدیون سے پناہ گزین - اپنے بانیان اولوالعزم کے ماتم و سوگ مین گوشہ گیر دامن دشت و صحرا ہین - یا دنیا کی بے ثباتی و بے وفائی پر پھوٹ پھوٹ کر روتی ہین - کبھی قہقہہ مارکر ہنستے ہین - یا مظالم و سیاہ کاری انسانی سے پلہ پاک کرکے وحوش صحرائی درندہ شیر تیندوا ریچھ وغیرہ سے ربط وضبط اتحاد پیدا کر چکے ہین جو ہمیشہ ہمدم و یار غار شریک حال ہین - اسوجہ سے یہان کے بے خبر باشندون کو ان عمارات عالیہ کی کچھ خبر تک نہین قصبہ سے اس کا راستہ بوجہ نشیب و فراز بہت دشوار اور مخدوش ہو گیا ہے - نیز خار دار جھاڑیون کا پہرہ سخت قائم ہے کہ قدم قدم پر راہگیر کو ہزارون بھالون و برچھیون سے زخمی و خستہ کرتے ہین اور دامن و آستین کی دھجیان اڑاتے ہین - راستہ بالکل مسدود ہے - یہان کوئی کتبہ سنگین وغیرہ باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا اس لیے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ تعمیر آباد یکہ کب اور کیونکر ہوئی - اور کس وقت تباہی و بربادی واقع ہوئی - مزید تعجب یہ ہے کہ تاج الاقبال تاریخ بھوپال اور دفتر گزیٹیر ریاست مین ان عمارات عالیہ قدیمہ کا کچھ تذکرہ بلکہ ایماء و اشارہ تک نہین ہے اغلب ہے کہ سیاحان یورپ نے بھی انکو دیکھا اور سنا نہو - عجب نہین کہ یہ عمارات بہادر شاہ گجراتی و شیر شاہ و عالمگیر وغیرہ کے عہد سلطنت کے ہون اور کوئی قصبہ یا شہر آباد کیا گیا ہو یا ان سے قبل کے سلاطین ہند مالوہ و گجرات وغیرہ کے عہد مین تیار ہوئی ہون - واللہ اعلم -

اس قصبہ کے جانب شمال بارہ میل پر ریلوے لائن جاری ہے جسکا

اسٹیشن سلامت پور مشہور ہے۔ قصبہ سے اسٹیشن تک پختہ سڑک جاتی ہے کرایہ پر یابو یا بیل گاڑیان وغیرہ ہر وقت دستیاب ہوتی ہین۔ صرفہ کرایہ ۸ر سے ۱۰ر تک ہے۔

خاتمہ کتاب تاریخ موسوم باسم تاریخی اخبار قلعہ رائیسین
۱۳۱۲ھ

از مصنف غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائے پاک عز و جل شانہ کا ہزار ہزار شکر کہ مجھ جیسے بے علم کم مایہ غیر ملکی کے دست ناتوان سے ایسا اہم کام تالیف تاریخ نگاری (اخبار قلعہ رائیسین) ۱۳۱۲ھ علاقہ دار الاقبال بھوپال انجام کو پہونچا دیا۔ جسپر قابلان قدیم ملکی جرأت قلم فرسائی نہ کر سکے اور نہ انشا پردازان تاریخ نگاران قدیم و جدید بلا زبان ریاست کو باوجود امداد مصارف ہزار ہا روپیہ سالانہ ریاست کی مبادرت ہوئی۔ کیونکہ قلعہ کی واقعہ نگاری بغیر محنت جسمانی و مالی افشانی و مشاہدہ ذاتی عینی کے غیر ممکن و محال تھی اور یہ مصرف اصحاب اسکے خوگر نہین۔ الحمد للہ مین نے سنہ ۱۳۱۲ہجری کو بحیثیت تاریخ نگاری اور بغرض انکشاف

حالات بھر قوت لے مکانی ہر در و دیوار کا بنور غائر و نظر عمیق معائنہ کیا۔ اور
بلند پہاڑ کے چڑھاؤ اُتار اور راہ پیچ در پیچ کے مصائب کو اپنے عیش و تنعم
لبیب خاطر پسند و گوارہ کرکے اسی دھن مین چار پانچ برس زمانۂ قیام بھوپال
تک باوجود ضعف پیرانہ سالی و تہی دستی و کثرت دیگر مشاغل علمیہ بھوپال سے
رائسین متواتر آیا گیا مصارف و مصائب سفر بخوشی برداشت کیے پھر سب سے
آخر مرتبہ ۱۳- اپریل ۱۹۲۳ء یعنی ۲۵ شعبان ۱۳۴۱ ہجری کو بجوش و ولولہ
تمام خاص اپنے وطن مالوفہ دارالعلم سہسوان ضلع بداون ملک روہیلکھنڈ
سے باوصف قصد عزلت نشینی و گوشہ گیری و ترک عزم سفر آیندہ کے
سات سو میل سے زیادہ مسافت طے کرکے بھوپال آیا بعدہٗ اوسط جون و
و آخر شوال سے صدر کو رائسین پہونچکر چار پانچ روز برابر شدت تمازت
آفتاب و گرمی موسم مین باوصف ناتوانی تا امکان قلعہ کا گوشہ گوشہ دیکھا
تب کہین اس باغ خزان دیدہ رنگ و بو پریدہ کی روشہائے زمین دوز
سے قدرے گلچینی کرکے اپنے معزز قدردان ناظرین کے سامنے برگ حنا
اُسکا گلدستہ بناکر پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون۔ تاکہ اس کے رنگ
و بوئے کہنہ نورسیدہ سے ایاغ و کاسۂ دل کو غیرت جام بادۂ عنبرین بنائین
اور میری محنت شاقہ و عرق ریزی کی آبیاری داد تحسین سے اس
گلدستۂ پژمردہ کو آب و تاب حیات ابدی عطا فرمائین۔

افسوس کے ساتھ یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ بعض قدیم محلات
شاہی کے اندرونی حصص تک باوجود مزید کشش و کوشش عالی رسائی

دبار یابی مجھ جیسے غریب الوطن کے نہ ہو سکی کیونکہ وہان زہریلی خاردار جھاڑیان نیزہ بردار بے شمار ہر ہر قدم پہ سد راہ ہین اور بہت سے درندگان خون آشام و پرخطر صحرائی کا ہر جگہ سخت پہرہ قائم ہے اور ملبہ چند دسنگ عمارات شکستہ کے جا بجا ڈھیر ہین اور تاریکی و بدبو انتہا سے زیادہ پر آن ہے - پھر باوجود اس مہابت و مخافت کے کون سور ما ہے جو ایسی جگہ جرأت پیش قدمی کر سکتا ہے یا مصرع ع این گریبان گرفت و آن دامن (؟) کا مصداق صحیح اپنے آپ کو بنانے پر راضی ہو سکتا ہے - اس کتاب کی ابتداء تحریر ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء ہجری مین ہوئی تھی اور قصد تھا کہ جلد ختم کر دون مگر مشیت الٰہی کچھ اور تھی یعنی اسی زمانہ مین بوجہ خانہ ویرانی و مکرر صدمہ جان گزا وفات اکلوتی صبیحہ صالحہ ۲۲ سالہ کچھ ایسے مخمصے ابنائے زمانہ کی مہربانی سے پیش آئے کہ کسی جگہ باطمینان قرار قیام نہ کر سکا حضرت امیر خسرو نے حسب حال خوب فرمایا ہے ؂

ہر جا کہ رسید زار بگریست   چون ابر نو بہار بگریست

انجام کار ناچار اسی بدحواسی و پریشانی مین باچشم گریان و دل بریان ناچار ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء ہجری مین سے دے کر بحالت تفکرات و بدحواسی و تردد دات چند در چند جس طرح بھی ہو سکا اس کتاب کو غیر مرتب ہی ختم کر کے پلّا پاک کیا اور کچھ اضافہ جدید تحقیقات کا بعد ناپسی را سے سین ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء ہجری مین کر دیا - پس کتاب ختم ہوئی -

وللہ الحمد والمنۃ

باقتضائے بشریت بفتور حواس کوئی اشتباہ متعلق واقعات یا غیر دلچسپی عبارت ہو جو یقینی ہے تو حسب معروضہ قابل چشم پوشی اہل بصیرت و لازمہ اصحاب کمال ہے۔

حدیث شریف مین وارد ہے (من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ) لہذا مجھکو باتباع ارشاد نبوی صلعم لازم ہے کہ کچھ الفاظ دلی شکر گذاری نسبت اُن اصحاب ذیجاہ کے بھی بترتیب ادا کرون جن سے تالیف . . . . . . کتاب مین مدد ملی ہے - اول راحت روح لخت جگر عزیزی حکیم مولوی سید محمد اعجاز احمد صاحب سلمہ کو مستحق اس شکر کا پاتا ہون جنھون نے بصلاحیت ذاتی مکرر سرگرم تحریص و ترغیب تحریر تاریخ کی دلاکر میرے بیان کے مطابق اپنے پیارے اور مبارک ہاتھون سے بخلوص دل بنیاد تاریخ نگاری چند صفحون پر قائم کر دی۔ ان بعد دوم عزیز دل نور بصر منشی مولوی محمد شاکر حسین صاحب سلمہ صدیقی ہین جنھون نے باوجود عدیم الفرصتی و کثرت مقدمات عدالتی کے ہر کتاب کو ملاحظہ کر کے ترتیب و اضافہ بعض مضامین وغیرہ مین تحقیقی خاطر میری پوری امداد فرمائی۔ سوم محب مکرم جناب منشی مولوی فضل اللہ صاحب صدیقی جاگیردار ریاست بھوپال کا بھی تہ دل سے شکر گذار ہون کہ آپ نے باوصف کثرت مشاغل کے کچھ اپنا وقت عزیز میرے لیے روزانہ وقف کر دیا اور مسودات ناہموار اور پریشان مضامین کو اپنے دست و قلم خاص سے

حاشیہ نمبر ۱ و ۲ میرے بھتیجے و بھانجے بالترتیب ہین اور اپنی قابلیت و صلاحیت مین محمود ابنائے زمانہ ہین سلمہا اللہ تعالی۔

صاف کرکے بصورت کتاب مرتب و مزیب فرما دیا اور بعض امور ضروری
کے اضافہ کا مشورہ دیا بعدہ اپنے دوست محترم جناب مولوی منشی
محمد نعمت اللہ صاحب صدیقی قدیم جاگیردار بھوپال کا بھی دل سے مشکور ہوں
کہ براہ خلت و محبت مخلصانہ بعض امور متعلقہ کتاب ہذا مین اکثر بہتر سے
مشیر و معین کار رہے۔ من بعد چہارم اپنے مخدوم معظم قدیم جناب
حکیم محمد ابراہیم خانصاحب سکریٹری خاص حضرت نواب ولیعہد
صاحب بہادر کے اظہار امتنان بے پایان سے باز رہنا بھی غایت حق
فراموشی ہے اگر اظہار حق نہ کیا جائے کہ آپ نے بتوجہ خاص بہت کچھ
امداد اس باب مین فرمائی اور کچھ کاغذات اور کتابین و رقوم متعلقہ وغیرہ
عاریتاً مرحمت کرکے میری معلومات مین بہت سا اضافہ کرا دیا اور بہبودی
خاص سازگاری زمانہ کے مناسب مخلصانہ مشورہ سے بھی ممتاز فرمایا
ششم جناب آغا جان صاحب قاچار ایرانی ناظم ضلع مشرق رائسین کا دل
سے شکرگزار ہون کہ جب اوسط جون ۱۹۲۳ء مطابق آخر شوال ۱۳۴۱ ہجری
کو بغرض مزید تحقیق بعض امور متعلقہ قلعہ کے مین رائسین گیا تو باوجود عدم شناسائی
سابقہ و لاحقہ بیحد اخلاق کریمانہ مبذول فرما کر ہر قسم کی امداد فرمائی اور تحصیلدار
صاحب پرگنہ کو چند بار حکم تاکیدی در بارہ بہم رسانی اسباب سہولت کار و امداد
راقم دیا اور چند اہلکار خاص قابل واقف الحال میرے ہمراہ قلعہ پر جانے کو
روزانہ مقرر فرمائے جس سے مجھ کو بعض امور نامعلوم مفیدہ کا مزید انکشاف ہوا
مین ان لائق اہلکاران ہمراہی کا بھی بدل و جان منت کش ہوں کہ ہر کام میرا

بخوشی خاطر خندہ پیشانی میری رہبری و راہنمائی فرمائی - کاش اگر تحصیلدار صاحب پرگنہ بھی سوائے تعمیل ضابطہ حکم کے بدلچسپی علوم و فنون توجہ خاص سے کچھ انتظام فرماتے تو بہت کچھ سہولت و آسائش ہو جاتی اور میرے معزز لائق ہمراہیان قلعہ کو زیادہ دقت و تکلیف نہ ہوتی - افسوس کہ معزی الیہ نے اس بابت ذاتی توجہ و علمی دلچسپی کا کچھ اظہار نہ فرمایا جس کی نسبت بوجہ قدیم مراسم وداد عام اتحاد کے مجکو کوئی شکوہ و شکایت نہین ہے - بلکہ مین نے انکی صرافت محض پر محمول کیا - تاہم مین تحصیلدار صاحب مجسٹریٹ پرگنہ کا خاص صورت سے شکر گزار ہون کیونکہ یہ حضرت میرے چہل سالہ دوست ہین - رخصت کے وقت بیساختہ یہ شعر میری زبان پر آگیا اور پڑھتا ہوا سوار ہوکر رائسین کو خیر باد و خدا حافظ کہتا ہوا روانہ ہوا ؎

چہل سال عمر بالغت گذشت   مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

اللہ تبارک و تعالیٰ ان جملہ حضرات کو بہ فوز صحت و مسرت و عزت و ہمت بکامگاری دارین زندہ و سلامت رکھے اور توفیق خیر رفیق فرمائے آمین ثم آمین - تحریر تاریخ چہارم ماہ ذالحجہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۲۳ع روز پنجشنبہ بمقام بھوپال

آخر خاتمۂ ہذا مین نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ خونین حروف مین لکھا جاتا ہے کہ ابتداے سنہ ۱۳۳۱ ہجری کو مین نے مسودۂ ہذا تاریخ رائسین لکھکر بوجوہ ناتمام چھوڑ دیا اور بضرورت ذاتی وطن و لکھنؤ مین کم و بیش دو سال قیام رہا بظاہر اب کوئی صورت تکمیل تاریخ نہی تھی کہ ناگاہ بمشیت الہی سپہر عالیجاہ نواب محمد نصر اللہ خانصاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کرنیل افواج برطانیہ شہر اللہ آباد و ولیعہد ریاست بھوپال کو شوق ہوا کہ قلعۂ رائسین کے قدیم و جدید حالات مفصل محققانہ لکھے جائین جن سے تاریخ بھوپال اُردو و فارسی ساکت ہے۔ اثناء ذکر مین کسی صاحب نے میرے مسودہ تاریخی کا ذکر کر دیا چنانچہ ذریعہ تحریر کریمی حکیم محمد ابراہیم خانصاحب سکرٹری خاص روبکاری میری طلبی ہوئی مین مع مسودہ سابقہ ماہ مئی سنہ ۱۹۱۵ع مطابق شعبان سنہ ۱۳۳۳ ہجری کو بھوپال پہونچا اور بموجب حکم عالی فوری کام شروع کر دیا اور کئی بار بغرض انکشاف حالات قدیم و جدید رائسین آمد و رفت ہوئی اور تا مقدور چپہ چپہ گوشہ گوشہ شہر و قلعہ کا بغور خود دیکھا بھالا بعدہ اگلے مسودہ مین بہت کچھ ترمیم و تنسیخ کر کے جدید مکاشفات کا اضافہ کیا۔ الحمد للہ مسودہ کتاب ہذا وجوہ مرتب و مختتم ہو گیا چونکہ جناب نواب صاحب بہادر کو بیحد اشتیاق ملاحظہ کتاب و حالات قدیمہ و جدیدہ کا تھا اور میری جانفشانی و سرگردانی و تنقید و تحقیق و راے زنی محققانہ دمورخانہ کا علم بھی ان کو ہو چکا تھا۔ اس لیے اسی اثناء مین کئی بار طلبی کتاب ہذا کی گئی چنانچہ مین نے بعد ترتیب مضامین صاف کر کے روبکاری والا

مین بماہ اکتوبر سنہ پیش کردی چنانچہ محتشم الیہ نے بشوق تمام چند بار
متواتر ملاحظہ فرمایا اور حضر و سفر شکار وغیرہ مین اپنے ساتھ رکھا اور بقدردانی
و ہنر پروری شاہانہ بارہا دربار خاص و عام مین کلمات تحسین و آفرین فرمائے
اور بہت کچھ داد محنت و تنقیدات مورخانہ کی دی عزم دالا تھا کہ اس
تاریخ کو جلد بصرف جیب خاص باحسن صورت طبع کرادین مگر بوجہ شدت امراض ذیابیطس وغیرہ
برادر اوسط خود جناب نواب زادہ حافظ حاجی محمد حبیب اللہ خانصاحب
بہادر جنرل اعظم افواج ریاست بھوپال عزم طبع ملتوی رہا چنانچہ اسی
شدت مرض مین جنرل صاحب بہادر مرحوم کا ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء ۱۷
شعبان سنہ ۱۳۴۲ ہجری روز دوشنبہ کو بعمر ۴۸ سال چند ماہ و روز انتقال
ہوگیا چونکہ آپ کو اپنے برادر مرحوم سے بوجہ قرب سنی و ہم عمری بے حد
الفت و محبت دلی تھی اور بوجہ یکجائی بود و باش باہمی کے بنہایت انس
تھا بیحد صدمہ کا ہونا بھی فطری و لازمی تھا۔ اسی فرط غم و الم مین آپکی
شکایات امراض دیرینہ ترقی پذیر ہوتی رہی مگر کچھ توجہ نفرمائی بعد چند
روز جب امراض کا طول ہو گیا۔ متعدد یورپین ڈاکٹرون نے بعد علاج
دو تین ماہ کے مرض لا علاج تجویز کیا چنانچہ شب سوم ماہ صفر سنہ ۱۳۴۳ھ
مطابق ستمبر سنہ ۲۴ء کو بعمر ۵۰ سال بمرض گردہ وغیرہ رہگرائے و رحلت
فرمائے اعلی علیین ہوے اور اپنے برادر عزیز سے جنت الفردوس مین
انشاءاللہ جا ملے۔ ہردو کی وفات مین صرف پانچ ماہ کا آگا پیچھا ہوا ۔
انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

اور یہان علی الاتصال دو جوان عمرون کا واقعہ جانگزا وقیامت خیز ہوا
ارحم الراحمین ان دونون کو اپنے جوار رحمت و جنت الفردوس مین قیام
گزین فرماے - ان صدمات دل فگار پر بہت سے لوگون نے مراثی و نوحے
عمدہ لکھے مگر سب سے بہتر مرثیہ جگر پاش دماغ سوز حکیم مولوی سید عجاز احمد
صاحب سلمہ متعجز تخلص سہسوانی کا ہے جسکا نام دم الاخوائین رکھا ہے
اپنی باب مین بے نظیر فصیح و بلیغ بیحد درد انگیز ہے ہر خورد و کلان ریاست
اس غم و غصہ سے نہایت بےچین و بدحواس ہے بالخصوص سرکار عالیہ
ہز ہائنس جناب نواب بیگم صاحبہ فرمان فرماے ریاست بھوپال دام اقبالہا
کو اس جوان مرگی ہر دو صاحبزادگان عالیشان مرحوم و مغفور حسین و وجیہ
خوش رو نیک خو سے جسقدر رنج صدمہ جگر پاش اس پیرانہ سالی مین پہنچا
وہ تحریر و تقریر سے زیادہ ہے ہر دم گریہ زاری و اشکباری و دعا و استغفار
حضرت باری عز اسمہ مین گزرتا ہے ہر چند کہ بکمال استقلال و عالی ہمتی
اہم امور ریاست مین بفراست و حکمت جبلی و ذاتی بدستور مشغول
و مصروف رہتی ہین - اللہ تعالی ہمہ پسماندگان خصوصا جناب سرکار
عالیہ دام اقبالہا کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرماے

تاہم اکثر کاروبار انتظامی و ملکی چھوٹے صاحبزادہ افتخار الملک حاجی
نواب محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر کے سپرد کر دیے ہین جو بیحد قابل
و روشن خیال ہین - قیامت پر قیامت یہ ہے کہ اس وبا ہی شہزادگان مین بابت
تقرر ولیعہدی ریاست آثار رنجش پیدا ہین غو و غرض مفسدہ پردازون کی

موقع دراندازی ہاتھ آیا- خدا کرے کہ یہ شکر رنجی جلد تر بمصالحت رفع دفع ہوجائے ورنہ لاکھوں کی دولت تباہ و برباد ہر دو جانب سے ہوگی اور خزانہ خالی ہوجائیگا اور رعایا برباد جیسا کہ بعض اخبار مشرق ۹- اکتوبر ۱۹۲۶ء نمبر ۱۴ سے ظاہر ہے اللہ تعالی دونوں کو عقل سلیم دوراندیش عطا فرمائے-

ہر دو برادران مرحوم و مغفور کے دو دو فرزند ارجمند باقبال ذی ہوش و فرہنگ وجیہ و حسین شجاع و عالی ہمت زیر تعلیم و تربیت عاقل و بالغ ہیں سلمہم اللہ بالعزۃ والاقبال آمین-

اگر سر عالیجاہ نواب ولیعہد صاحب بہادر مرحوم کی موت کچھ وقفہ دیتی تو یقین تھا کہ یہ تاریخ اخبار قلعہ رائسین- اُن کی خاص توجہ و صرفہ جیب سے باحسن صورت طبع ہوجاتی اور میری محنت و دماغ سوزی سرگردانی کا کافی صلہ حسب ارشاد زبانی ضرور عطا ہوتا- مگر ذالک تقدیر العزیز الحکیم ٥ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین ٥ کیونکہ ہر دو برادران عالیشان مرحوم و مغفور سید سخی و ہنر پرور علم دوست نقاد سخن غواص بحر علمیہ و عملیہ خوش اخلاق متواضع بدبدبۂ شاہی سیر چشم عالی ہمت مہمان نواز ہم صورت نیک سیرت صادق الوعد تھے- برد اللہ مثواہما-

اب میں نے یہ کہکر- ان اجری الا علی اللہ رب العالمین- ٥ متوکلاً علی اللہ- ان اوراق پریشان مسودہ اولین مضامین غیر مرتب کو جو اتفاقیہ میرے پاس متفرق اوراق میں رہ گئے بغیر نظر ثانی بحالت بیماری خود باوجود تہیدستی و عالم مسافرت عجلۃً طبع کرادیا خوف تھا کہ مبادا میری محنت و جگر کاوی بیجا لہ ضائع و فنا ہوجائے- و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی محمد و علی آلہ و اصحابہ و علی جمیع المومنین اجمعین و جعلنا منہم آمین- تحریر ۲۴- ماہ صفر سنہ ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء بمقام محلہ لال باغ حضرت گنج شہر لکھنؤ اودھ- بقلم ابوالوفا عبید الباقی غفر لہ نقوی چشتی متوطن قاضی محلہ قصبہ سہسوان ضلع بدایون روہیلکھنڈ مصنف حیاۃ العلماء وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آبادی قصبہ رائین سے ملحق جانب

مشرق ایک میدان مستطیل و مثلث مخروطی الشکل بقدر نصف فرلانگ ہے جسمین مدت دراز سے ہاٹ بازار ہفتہ وار بروز اتوار لگتا ہے دور دراز فاصلہ سے سوداگر دکاندار آکر اجناس غلہ و ترکاری و مواشی وظروف وغیرہ بکثرت فروخت کرتے ہین بعض مسلمانان عالی ہمت نے بزمانہ قدیم ایک چبوترہ پختہ سنگین بقدر چودہ گز طول سات گز عرض کے اور کنوان پختہ چبوترہ کے قریب جانب شمال بغرض آسائش اہل بازار و قصبہ وغیرہ کے بنوادیا تھا اور کچھ درخت سایہ دار گرد چبوترہ نصب کرادیے تھے ان کی مرمت بھی ہمیشہ اہلکار مسلمانان و افغانان قصبہ ہی کراتے رہے چنانچہ اس چبوترہ سے بلا روک ٹوک ہندو و مسلمانان قصبہ و مسافران ہر قوم آسائش و آرام پاتے رہتے اور عام راہ گیرون کا تو یہ چبوترہ اچھا خاصہ پڑاؤ بن گیا۔ شب و روز ہر وقت دس بارہ بعید مسافر بلا قید ملک و ملت مقیم دکھائی دیتے تھے کسی کو کسی سے کچھ تعرض نہ تھا۔ کیونکہ یہان کوئی مسافرخانہ وغیرہ باقی نہین رہا تھا جس سے مسافرون کو راحت و آرام ملتا اور جو قدیم سراے سرکاری قریب ہسپتال انگریزی متصل سڑک پختہ کنارہ آبادی پر تھی اسکی بابتہ برادران وطن ہندو نے دو تین سال ہوئے کارروائی سازشی کرکے مکان منیب مستاجر قصبہ کا تعمیر کرایا تھا اور وہ سراے سراے نہین رہی تھی حالانکہ اُس سراے قدیم

کی مرمت اولاً بعہد حضور نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ سنہ ۱۲۷۴ ہجری مین بنگرانی
واہتمام میر سید علی مستاجر یعنی ٹھیکہ دار موضع بریٹھاری ثانیاً بعہد رافت مہد علیا
حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین باہتمام منشی سید
وصیت علی صاحب ناظم ومہتمم بندوبست متوطن قصبہ منڈاور ضلع بجنور ملک
روہیلکھنڈ ہوئی تھی اور صـــــہ روپیہ ریاست کا ہر سال اسکی ترمیم وتعمیر
مین صرف ہوا تھا۔ لیکن وہ وقف شدہ سراے سرکاری بہت آسانی سے
ہضم ہوگئی اور کسی غریب مسلمان کاشتکار پیشہ بے علم نے بوجہ دباؤ ناجائز
مہاجنان کے دم نہ مارا سچ ہے ۔ ع ۔ کہ نادان تر از جاہلی کار نیست
اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین ۔

۵ اس زمانہ مین نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ بنت نواب نظر محمد خان کی عمر ۱۲ برس کی تھی
ان کو وراثت ملک منجانب اپنے پدر مرحوم کے قدرتاً ملی تھی مگر ان کی والدہ قدسیہ بیگم مرحومہ بثبت
مختارکاری فرمانرواے بھوپال تاشادی دختر نیک اختر رہین بعد شادی کے اُن کے شوہر نواب
جہانگیر محمد خان سنہ ۱۲۵۰ ہجری سے والی ملک ہوے ۔ پھر نواب صاحب سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین فوت
ہوے اور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ اصل رئیس بھوپال اور نواب سکندر بیگم صاحبہ مختار
ریاست قرار پائین اور عمدہ انتظام فرمایا۔ بعد غدر سنہ ۱۸۵۷ء ۱۲۷۳ھ کے سنہ ۱۲۷۶ سے خود رئیس و مالک
والیٔ ومختار ملک ہوئین سنہ ۱۲۸۵ ہجری سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بعد فوتی مادر خود رئیس
و مالک ۱۹ صفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۱ء تک رہین ملک سرسبز انتظام اچھا رہا رعایا خوش ملازم
فدائی اور راضی رہے یہ زمانہ بڑی خیر و برکت کا تھا اب بھی لوگ یاد کرتے ہین اور بگریہ و زاری
دعاے مغفرت کرتے ہین ۱۲ منہ

بہرحال زمانۂ موجودہ میں صرف یہ چبوترہ ہی ایک ایسا مقام تھا جو کچھ نہ کچھ
حق مسافر نوازی ادا کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ اس کے ہضم کیے جانے کا بھی
موقع آگیا بتفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک بار بعہد بخشی چین رائے کایست
بچھرایالی ناظم ضلع مشرق بابیا رفشی منا لال عرف بھوئے منّا تحصیلدار رو
مجسٹریٹ پرگنہ اچھا محل و موقع پاکر جمیع برادران وطن ہنود نے اس چبوترہ
پر ایک ڈیڑہ دو گز طاق مندرنما پختہ و سنگین بناکر اس مین ایک بت پتھر کا
بنام مہابیر رکھدیا۔ یہ سب کارروائی تعمیر وغیرہ ایک ہی رات مین بصیغہ
مخفی ہوگئی اسپر غریب جاہل مسلمانون نے کچھ شور مچایا اور استغاثہ عدالت
سے چاہا مگر بزور حکومت مقامی و بحکمت عملی و دباؤ ناجائز معاملہ رفع دفع کردیا
گیا اور زبانی یہ کہدیا کہ حق آسائش بدستور تم سب کو بلا امتیاز برابر ہے کا
چونکہ غالبًا یہان کے مسلمان مزدور و کاشتکار پیشہ مفلس ہین اور قصبہ کے تمام
ہندو مہاجن زمیندار مستاجر یعنی ٹھیکہ دار زر محاصل سرکاری تعلیم یافتہ باہم
متفق ہین اس لیے اگر کسی مسلمان نے ذرا بھی مخالفت پر سر اٹھانا چاہا تو فورًا
دھمکی بیدخلی اراضی کاشت حصول تقاوی و نالش قرضہ و بقایا و قرقی وغیرہ
کی دیکر اسکا گلا دبوچ دیا گیا اور حلق بند کردیا گیا خصوصًا ایسی حالت مین کہ
حکام مقامی ضلع بھی ان کے ہم مذہب و ہم نوا تھے جو ایسی شکایات کو عتاب
آمیز بے توجہی سے سنکر دادخواہون کے حوصلے پست کردیتے تھے کسی کی کچھ
نہ چلنے پائی اور ایک زمانہ اسی طرح گزر گیا۔ غریب مسلمانون مین جو فوری
جوش تھا وہ بھی مٹ گیا جس کے بعد برادرانِ وطن کے بموجب پالیسی قدیم

اب ایک قدم اور آگے بڑھا نا چاہا یعنی بعد مدت دراز امسال برادران وطن ہندو نے اسوقت حکام ضلع و پرگنہ رائین کے اخلاق وسیع و نیک مزاجی و مروت موانست و ربط و ضبط باہمی کو کمزوری طبیعت و سستی مزاج و لاپروائی امور مذہبی پر محمول کر کے چبوترے کے دوسرے ملحقہ بقیہ اور زمین گرد و نواح پر بیباکانہ و متمردانہ قبضہ کر لیا اور غالبًا بلا اطلاع حکام تعمیر شروع کر دی وقت استفسار بعض مسلمانون سے براہ فریب کہدیا کہ سراے تعمیر کراتے ہین جب مسلمان اہلکاران و سکان قصبہ نے کار خیر سمجھکر زر چندہ اُس مین دینا چاہا اور اُسکے لینے سے انکار کیا گیا تب علم ہوا کہ یہ دھرم شالہ و مندر کی تعمیر ہو رہی ہے سراے و مسافرخانہ نہین ہے صرف یہ دھوکا تھا اسپر جملہ مسلمانون[1] کو سخت قلق و رنج ہوا جس نے مسلمانون کو مزاحمت پر زیادہ مائل و آمادہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کی بے انتہا کوشش و عرق ریزی سے حکام نے بناچاری چند روز کو وہ تعمیر بمصلحت ملتوی کرا دی اس عرصۂ التوا مین منجانب ہندوان قصبہ و بسازش باہمی ماتحت و مافوق ایک درخواست نئے طرز کی عدالت مین پیش ہوئی کہ یہ چبوترہ مہا بیر مملوکہ و مقبوضہ ٹھاکران قصبۂ رائین کا ہے مگر ہم سب مہاجن و بقال و برہمن وغیرہ ذریعہ چندہ باہمی بطریق پُن (خیرات) کے دھرم شالہ تعمیر کرانا چاہتے ہین۔ ٹھاکر لوگ مانع تعمیر ہین یہ کام مذہبی ہے ٹھاکرون سے اجازت تعمیر دلائی جاوے۔

(نوٹ) اس درخواست سے غرض یہ تھی کہ قصبہ ہنود کا قدیمی ہونا ثابت و

تعمیر چبوترہ دھرم شالہ

درخواست بابت چبوترہ

---

[1] اس جماعت مسلمانان مین منشی سید اعظم علی صاحب وکیل رائین مرحوم ساکن قصبہ سندیلہ اودھ سبکے پیشرو حصہ لینے والے تھے

وظاہر ہوجائے جو صریح دھوکا تھا اور یہ درخواست اُسوقت پیش ہوئی جبکہ دیوارین زمین سے دو فٹ بلکہ زیادہ بلند باہتمام ونگرانی خاص ٹھاکران تیار ہوچکی تھین اور یہ سب ٹھاکر زرچندہ مین بھی پیشتر سے محرک وشریک تھے۔

بعدہٗ سب ٹھاکرون نے بلا انتظار طلبی عدالت کچہری مین خود حاضر ہوکر بخندہ پیشانی بلاکسی عذر وشرط کے اجازت تعمیر دیدی جس سے کارروائی سازشی درخواست کا ہونا بخوبی ظاہر ہوگیا جناب ناظم صاحب کلکٹر ضلع حسب استدعا[۹۱] واصرار مکرر سہ کرر مسلمانان کے معائنہ موقع کو خود تشریف لیگئے اُسوقت ایک ہندو اہلکار نظامت نے جو ہمراہ ناظم صاحب کچہری سے گیا تھا برسر موقع کہا کہ تحصیلدار قبل ازین بعد معائنہ نقشہ وخسرہ وموقع وپیمایش خود اجازت دے گئے ہین۔

(نوٹ) یہ کہنا اہلکار صاحب کا صریح خلاف وسفید جھوٹ تھا کیونکہ تحصیلدار صاحب اس کے چند روز بعد آئے تھے نہ قبل۔ غالباً جناب ناظم صاحب بہادر نے یہ دروغگوئی اہلکار کی مثل مین بحروف روشن ضرور نوٹ کرلی ہوگی جبکہ وکیل[۹۲] مستغیثان نے فوری ظاہر بھی کردیا تھا۔

بہرحال جناب ممدوح نے بکمال دور اندیشی حکم التواے تعمیر تا تصفیہ عدالت ناخواستہ دے ہی دیا۔ چونکہ راقم سطور بسبب سکونت قدیم وقیام دیرینہ قصبہ ہذا کے اس معاملہ سے ذاتی واقفیت بخوبی رکھتا تھا اور نیز جنبہ دار حق تھا اس لیے

---

۹۱ یہ اہلکار ہندو بکیر کردار دروغگو تھا ایک ہفتہ کے اندر بجرم دروغگوئی بجرم تغلب ملازمت سے برطرف کردیا گیا ۱۲ منہ ۹۲ ان منشی سید اعظم علی صاحب نہایت باخدا و رحمدل سنی سیر چشم ساکن سندیلہ تھے متوفی غالباً ۱۹۱۶ء ۱۲ منہ

بغرض سہولت عدالت بطور تبصرہ تنقیحات مندرجۂ ذیل قلمبند کرکے پیش کردینا مناسب سمجھا باقتضاد آیت لعلہم یہتدون۔

تنقیحات قابل توجہ خاص جناب ناظم صاحب بہادر ضلع مشرق و مجسٹریٹ صاحب بہادر پرگنہ رائسین

(۱) جناب ناظم صاحب بہادر اول اُس اہلکار نظامت خلاف گو ماتحت سے مدعیانہ دروغگوئی کا ضرور سخت مواخذہ قانونی تحریر کرین گے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو۔

(۲) کسی رعایا کے باہمی نزاع خصوصًا معاملہ مذہبی عدالتی مین کسی اہلکار کو کیا حق ہے کہ وہ کسی فریق کی جانب سے کوئی مدعیانہ بحث کرے یا علی الاعلان چندہ سے کسی کی شرکت کرے اس قسم کی کارروائی موجب اشتعال طبع وخطرۂ فتنہ و باعث بے رُعبی حکام کی ہوتی ہے۔

(۳) قریب چبوترہ جو قدیم بنیاد کے آثار پائے جاتے ہین اُنکو چبوترہ یا مندر سے کوئی تعلق نہیں ہے اس خطہ مین قوم پنڈارہ کی حکمرانی کے زمانہ مین یہان اُن ہی لوگون کے مکان بنے ہوئے تھے اُس کے بعد کچھ زمانہ تک یہان پولس کی چوکی قائم رہی پھر وہ چوکی بعد سالہا سال کے شکست کر دی گئی اُس کے بعد ایک مسلمان گذریا معہ خاندان آباد ہو گیا جو ایک زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا۔ پھر یہان ہاتھی خانہ برسون رہا۔ غرضکہ ستر اسی برس

سلہ ان کا نام اشرفی لال تھا جو بجرم تغلب سزایاب ہوئے ۱۲

زیادہ سے لیکر کوئی ایسا زمانہ نہین آیا جو کسی ہندو کا رعایتاً عارضی کچھ بھی قبضہ رہا ہو پھر ایسی صورت مین چبوترہ و زمین حوالی کو مندر غصبی و جبری کے متعلق کہنا سراسر ناانصافی و مغالطہ دہی صریح نہین ہے تو اور کیا ہے۔

(۴) ٹھاکر لوگ یا مہاجن و برہمن ثبوت ملکیت کیا رکھتے ہین کیا کوئی حکم یا عنایت نامہ وغیرہ جانبی ریاست عدالت مین پیش کر سکتے ہین۔ ہرگز نہین ۔ پھر کیسا مندر اور کسکا دھرم شالہ۔

(۵) اس چبوترہ کے قریب جانب مغرب قدیم زمانہ کی ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس مین ہر وقت برابر روزانہ نماز باذان و جماعت ہوتی ہے اور اُسکے جملہ مصارف شاہی خزانہ ریاست سے مقرر ہین۔

(۶) یہ جو کہا جاتا ہی کہ چند بیراگی ہندو فقیر نووارد اس دھرمسالہ کی تعمیر کرتے ہین بوجوہ غلط ہے۔ اوّل تو یہ بات ہے کہ درخواست پیش کردہ سابقہ مین یہ بیان نہین کیا گیا بلکہ یہ مضمون جدید جملہ درخواستہاے سابقہ کے سراسر خلاف ہے دوسرے یہ کہ کسی ملکی یا نووارد غیر ملکی کو بلا اجازت قانونی سرکاری زمین پر مذہبی دھرم سالہ وغیرہ بناکر آسائش عامہ مین خلل انداز ہونے کا کیونکر حق حاصل ہو سکتا ہے۔

(۷) سرکاری زمین پر بلا اجازت تعمیر دھرم سالہ کرنے کی صورت مین بیراگیون پر تصرف بیجا و خلل اندازی آسائش عامہ کا مقدمہ کیون نہ چلایا جائے اور اُن کو قانونی ملزم کیون نہ قرار دیا جائے۔

(۸) جب سے یہ بیراگی دارد قصبہ ہوے ہین تب سے قصبہ اور اُس کے گرد ونواح مین سرقہ وغیرہ کی بکثرت وارداتین ہونے لگی ہین اس پر خاص توجہ کرنا حکام نیک دل انصاف پسند دور اندیش کا فرض عین ہے۔

(۹) اس چبوترہ پر تمام رات بیراگی گانا بجانا کرتے ہین جس سے اہل محلہ کو رات بھر نیند حرام ہوجاتی ہے اور بدمعاشان قصبہ وغیرہ کا اکھاڑہ وپڑاؤ رہتا ہے اور موقع واردات باسانی ملتا ہے۔

(۱۰) تھانہ کے سپاہی جو اکثر قوم کے دھوبی کوری کہار بسوڑ و بلاہی وغیرہ ہین وہان جمع ہوکر گانجہ چرس بھنگ کے دم لگاتے ہین اور گشت گرداوری پہرہ شب سے لاپروائی کرجاتے ہین اور بیچارہ مسافر آسائش چبوترہ سے محروم رہتے ہین

(۱۱) اسوقت تک اس چبوترہ اور سایہ دار درختون سے سب قومین ہندو مسلمان وغیرہ مقیم و مسافر برابر آسایش پاتے رہے ہین بصورت تعمیر دھرم سالہ جدید مذہبی جو معناً وحکماً مندر ہوگا مسلمان لوگ اس جائز وقدیم موروثی راحت سے ہمیشہ کو قطعی محروم کردیے جائین گے جو کھلا ظلم ہوگا۔

(۱۲) بحالت تعمیر دھرم سالہ مذہبی یہ سب مقام اچھا خاصہ مندر معابد ہوجائیگا اور پوجا پاٹ کھُلم کھلا ہونے لگے گی جس سے بوجہ قرب مسجد قدیم مذکور ہمیشہ فتنہ وفساد کا خطرہ ہروقت ہوگا۔

(۱۳) چونکہ قصبہ مین بوجہ مہربانی برادران وطن ہنداب کوئی سرائے وقیامگاہ نہین رہا پس یہ چبوترہ مسافرون وتاجرون واہل مقدمہ کا پڑاؤ مدت سے مسلم ہوچکا ہے بصورت تعمیر دھرم سالہ سب کو اپنے اپنے قیام مین سخت

مصیبت کا سامنا ہمیشہ ہوا کرے گا۔

(۱۴) اس قصبہ مین قدیم سے ایک سرائے پختہ سنگین سفالہ پوش بڑے پیمانہ پر وسیع تھی جس کے صحن مین مسجد قلندری بلاچھت بھی موجود تھی اس کی مرمت اولاً بعہد حضور نواب عہ سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ سنہ ۱۲۷۴ ہجری مین باہتمام میر سید علی صاحب مستاجر موضع پٹھاری پرگنۂ رائسین کی گئی تھی بلکہ مستاجر مرحوم نے اپنے پاس سے بھی بہت کچھ روپیہ بنظر ثواب آخرت اس مین صرف کیا تھا اور کتبہ تاریخ بڑے پتھر پر کندہ کرا کے دروازۂ سرا پر لگا دیا گیا تھا چنانچہ منشی ہردیال رفعت تخلص لکھنوی گرداور بندوبست نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا تھا۔ قطعہ

میر سید علی اس عزم کا کیا کہنا ہے ۔۔۔ خوب بنوایا سر راہ مسافرخانہ
سال تاریخ کہی شوق سے یہ رفعت نے ۔۔۔ کیا ہی دلچسپ بنا واہ مسافرخانہ
۱۲۷۴ھ

پھر ثانیاً حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان کے عہد مین دوبارہ مرمت زیر نگرانی منشی سید وصیت علی صاحب مہتمم بندوبست تعمیر و مرمت ہوئی اس مرمت کا بھی کتبہ سنگ دروازہ پر نصب کر دیا گیا تھا

جس مین صدہا روپیہ سرکاری ہر بار صرف ہوا تھا۔ مقامی حکام حال و سابق کی لاپروائی سے ایک ہندو مستاجر نے قبضہ کر لیا اور مکان اپنا تیار کر کے منیب دوکان کے سپرد کر دیا۔ اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ

عہ یہ زمانہ حضور نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ والیہ ریاست عہد خوردسالی کا تھا اس زمانہ مین حضور نواب گوہر بیگم صاحبہ قدسیہ انکی والدہ بطور مختار ریاست انتظام فرماے مملکت تھین ۱۲ منہ

گذرا ہے۔ راقم مسودات ہذا نے بھی آغاز ۱۳۲۱ہجری سے دس برس تک اس مسافرخانہ کو دیکھا برتا ہے چنانچہ ابتک وہ مکان سرائے کے ہی نام سے مشہور ہے۔ جو پتھر کتبہ تاریخی لگا تھا وہ بھی غائب کردیا گیا۔

(۱۵) بتواتر مشہور ہے کہ جملہ اہل ہنود قصبہ نے ذریعہ چندہ مبلغ الصماعہ سے زیادہ روپیہ بغرض صرفہ ملتزمان عدالت علاوہ زرتعمیر و مصارف مقدمہ کے جمع کرلیا ہے اور اب بھی دیہات سے وصولی چندہ کی سر توڑ کوشش ہورہی ہے روپیہ کی کثیر رقم سنکر بعض اہلکاران بااختیار کے منھ مین پانی بھربھر آتا ہے اور باہمی سرگوشیان بھی ہوتی ہین جناب مجسٹریٹ صاحب ضلع وحکام مقامی پرگنہ کو بضبط غور بہت دوراندیشی و انجام بینی سے کام لینا چاہیئے۔

(۱۶) حکام عالی مقام کو کسی فریق کی دولت وتمول سے مرعوب نہ ہوکر اخلاقی جرأت و انصاف سے کام کرنا چاہیئے۔

(۱۷) ہمکو یہ سنکر بیحد افسوس ہے اور سخت حیرت کہ مسلمان مجسٹریٹ پرگنہ نے بعض غریب مسلمانون کو عرضی دادخواہی و عذرداری پر دستخط کرنے کی وجہ سے برسر اجلاس زینی عدالت کچہرت کچھ ڈانٹا اور خلاف اخلاق الفاظ نامہذب کہکر فرمایا کہ تم بڑے مسلمان بنے ہو۔ کچہری سے نکلوادون گا۔ پس ایسی صورت مین حق و باطل کا امتیاز و انصاف کا لحاظ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور اُن کی نسبت طمع وحرص دولت بیجا کے افسانے گوبگو مشہور ہوتے جاتے ہین جس سے ہمکو بخیال ہمدردی و مراسم اتحاد ذاتی بہت کچھ

شرم آتی ہے۔

(۱۸) ہم تحصیلدار صاحب پرگنۂ رائسین کو ذاتی طور پر ۳۵ برس سے خوب جانتے پہچانتے ہین اُن کی ابتدائی ملازمت گورنمنٹی شہر مراد آباد وغیرہ ملک روہیل کھنڈ سے بھی خوب خبردار ہین اور اُن کے پوزیشن ذاتی اور خیال صلح کل وظاہری اخلاق مروت ساختہ کو کما حقہ پہچانتے ہین جس کی بابتہ ہم آیندہ پھر کسی وقت تفصیلی ریمارک کرین گے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر معاملہ متنازعہ ہندو مسلم ہین وہ ہمیشہ پہلے سے ہندو کی بیقصوری اور فریق مسلم کے خطا وظلم پر نہایت مضبوطی سے اپنی راے قائم کر لیتے ہین۔ اور اسی طرح غیر قوم ہندو اور مہاجن کے مقابلہ مین رجماً للغیب قبل علم مقدمہ مہاجن کی جانب داری خوب مرکوز خاطر فرما لیتے ہین ہر چند کہ حقیقت واقعہ بالعکس بھی کیون نہو پھر نتیجۂ انصاف وعدالت گستری ظاہر اور معلوم۔

(۱۹) بہر حال ہم اس مقدمہ کے نتیجہ اور فیصلہ کے نہایت بیچینی سے منتظر ہین بعد کو مفصل حالات ذاتی وصفاتی سے بحث کرین گے جس سے کل حقیقت مقدمہ بھی معلوم ہوجاویگی فقط۔ تحریر ۱۹۔ اپریل ۱۹۱۴ء من مقام رائسین بھوپال۔

(نوٹ)

ہم نے یہ تحریر دستی حکام عالی مقام ضلع کی خدمت مین بغرض غور پیش کر دی تھی مگر کچھ بھی توجہ نہ فرمائی گئی پھر یہی مضمون اخبار وکیل امرتسر مطبوعہ ۱ جون ۱۹۱۴ء

ہین نہ معلوم کس نے کس طرح درج و شائع کردیا جسے دیکھکر ناظم صاحب ضلع و تحصیلدار صاحب مجسٹریٹ پرگنہ نے ایک ہی جلسہ مین جا ہلانہ لغو و توجہ مرۃً بعد اولی ملاحظہ فرماکر بمشورہ تمامی اسٹاف خود بترمیم راے سابق کے عدالت العالیہ نظامت مشرق سے ۸ اجون سنہ ۱۹۱۴ء کو ایک فیصلہ صادر کردیا جسکا ماحصل آگے چلکر ناظرین کو خود بخود معلوم ہوجائیگا ۔ اور مضمون نگار اخبار کی ناخوشی تمام تلاش رہی۔

نمبر دوم ریمارک فیصلہ نظامت مورخہ ۸ اجون سنہ ۱۹۱۴ء

ہم اس سے پہلے دھرم سالہ جدید قصبہ رائسین بھوپال کے نام سے ایک مضمون لکھ چکے ہین جو بحسن اتفاق ۱۰ اجون سنہ ۱۹۱۴ء کے اخبار وکیل مین شائع ہوچکا ۔ وہ حکام نیک مزاج عادل کے لئے ہادی و رہنما انصاف بنا ۔ چنانچہ ناظم صاحب بہادر کلکٹر ضلع مشرق نے جیسا کہ پیشتر سے بلحاظ اُن کی ذاتی نیک مزاجی کے با قتضا حسن ظن ہمارا خیال ہوسکتا تھا واقع ۸ اجون سنہ ۱۹۱۴ء کو عاقلانہ و مدبرانہ فیصلہ تحریر فرماکر ہندوؤن کو بھی خوش رکھا اور مسلمانون کو بھی اشک شوئی کردی ۔ غرضکہ فیصلہ مین ہر دو فریق کی رضامندی و دلجوئی کا بہت کچھ لحاظ کیا گیا ہرچند کہ بمشورہ ممبران اسٹاف فیصلہ عاقلانہ تحریر فرمایا گیا ہے تاہم چند امور جدید خارج از معاملہ بوجہ جوش طبیعت چند در قلم بیساختہ درج ہوگئے ہین جنکے فیصلہ مین ذکر کرنے کی کچھ ضرورت ہی نہ تھی ۔ خواہ اسکی وجہ خاص کچھ ہی قرار دی جاسکے ۔ نہ فریقین مین سے کسیکی ان امور جدیدہ کے متعلق کوئی استغاثہ تھا نہ اُن کی استدعا ۔ اس معاملہ مین

ما بہ النزاع صرف اتنی بات تھی کہ مقام موجودہ پر بلا رجوازقانونی جدید ومقرشالہ یامندر مذہبی بنایا جاسکتا ہے یا نہین - اس کی نسبت تو بصراحت حکم ناطق ہوگیا کہ چبوترہ یا اُس کے قریب تعمیر دھرم سالہ مذہبی نہین ہوسکتے قانوناً روا جاً یہ جدید تعمیر دھرم سالہ مذہبی قطعی ناجائز ہوگی -

غالبًا یہ حکم اس بنا پر صادر ہوا کہ ہماری تحقیق وتحریر غیر متعصبانہ مندرجہ اخبار مذکور کے موافق یہ چبوترہ معہ زمین ملحقہ گرد ونواح مملوکہ مقبوضہ مسلمانان سابق وحال ثابت ہوگیا - اور اب مملوکہ ومقبوضہ سرکار بھوپال بغرض آسائش عامہ ہے - اب ہم اوّل بعض امور جدیدہ خارج ازمعاملہ کو انتخابًا بیان کرتے ہین جو درج فیصلہ کیے گئے ہین وہ بعض امور یہ ہین -

(۱) یہ کہ اہل ہنود دوسری جگہ جدید دھرم سالہ تیار کرسکتے ہین - جس مقام کو تحصیلدار صاحب مجسٹریٹ تجویز کرین -

یہ بات گو بالکل خارج ازمعاملہ وقبل از وقت ضرور ہے مگر اسی سے دوراندیشی وصلح جوئی حضرت کی بخوبی ظاہر ہے - در حقیقت یہ بات فیصلہ مین اسوقت قابل تذکرہ بھی نہ تھی - کیونکہ کوئی درخواست ضابطہ بابت آیندہ تعمیر دھرم سالہ جدید دوسری جگہ کے واسطے عدالت مین نہین پیش کیگئی تھی - ہان ممکن ہے کہ فریق متمول کی مسرت رضامندی کے واسطے یہ فقرہ زائدازمعاملہ بحالت جوش نصفت شعاری بلاقصد طبع سے بطع دست وقلم سے نکل گیا ہو یا اور کوئی سبب ہو جو ہماری نظر غائر سے مخفی ہے حالانکہ تحصیلدار صاحب تو کیا وزیر صاحب ہا اور کو بھی یہ اختیار نہین کہ

جدید عمارت مذہبی تعمیر کراوین -

(۲) ہم یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہین کہ جو مقدمہ بوکالت ضابطہ منشی سید اعظم علی صاحب وکیل رئیس سندیلہ اودھ کھلی عدالت مین ایک جماعت کثیر نے بدستخط خودہا پیش کیا تھا تحصیلدار صاحب نے اُس کی کارروائی بصیغہ مخفی و رازداری مسلمانان مدعیون سے پوشیدہ کیون کی حالانکہ فریق مخالف کو عدالت کی جملہ کارروائیون کے حسب منشار اُنکے یومیہ وقتاً فوقتاً خبر ہوتی رہتی تھی باوجودیکہ یہ کوئی سیاسی معاملہ ریاست نہ تھا نہ کوئی پولیٹکل کارروائی تھی پھر مسلمانون سے محکمۂ نظامت مین بھی اس قدر پردہ داری برتنا قابل سخت افسوس و تعجب ہے -

ذکر اخفاے کارروائی عدالت ضابطہ از مدعیان بالخصوص

(۳) حالانکہ مثل بھر مین کوئی لفظ مخفی و رازداری کا کہین درج نہین ہے - مگر عمل درآمد اسی طرز و انداز پر نظامت و تحصیل سے برابر ہوتا رہا - اگر سچ پوچھیے تو بعد فیصلہ کے نظامت ہی مین فریقین کا حکم سے مطلع کرنا زیادہ قرین انصاف و عدل گستری ضابطہ تھا - مگر کسی وجہ سے ایسا نہین کیا گیا بلکہ مثل کو معہ فیصلہ مخفی طریق پر بغرض کارروائی عدالت مجسٹریٹی تحصیل مین بدست ہندو اہلکار بھیجدیا تحصیلدار صاحب مجسٹریٹ نے پھر مثل کو ہفتہ عشرہ بصیغۂ راز اپنے صندوق مین رکھا - آخرکار مسلمانون کے جدوجہد بسیار و تقاضا بار بار پہ یکم جولائی ۱۹۱۴ء کو فریقین حکم سے باضابطہ مطلع کیے گئے - حالانکہ برادران وطن روزانہ کارروائی عدالتین سے باخبر و آگاہ ہوتے رہتے تھے - ہمکو اپنے قدیم مہربان دوست تحصیلدار صاحب کے طرز عمل

بابت مقدمہ ہذا کے دیکھتے ہوے جن کی بابت ہم پیشتر اشاعت سابقہ مندرجہ ۱۰۔ جون ۱۹۱۴ء اخبار وکیل مین لکھ چکے ہین۔ ہرگز یہ امید نہین ہو سکتی کہ وہ حکم مصدرہ نظامت یا اُس کے منشا کی کماحقہٗ تعمیل فرمائین گے یا غیر طرفدارانہ منصفانہ پابندی کرین گے۔ لہذا ہم امید کرتے ہین کہ جناب ناظم صاحب بہادر بکمال بیدار مغزی بتوجہ خاص تعمیل حکم نظامت کی مدبرانہ نگرانی کرین گے۔ اور مستحقین کو اپنی شکرگزاری کا موقع دیکر اُن کی دلجوئی فرمائین گے۔ فیصلہ نظامت مین حسب ذیل امور تعمیل و تکمیل طلب ہین۔

(۱) جبکہ فیصلہ مین جدید دھرم سالہ کا تعمیر کیا جانا قانوناً و رواجاً ممنوع قطعی و ناجائز قرار پا چکا جسکو اہل ہنود نے خود بھی جدید ہونا تسلیم کیا ہے جیسا کہ کاغذات مثل سے بخوبی ظاہر ہے تو جسقدر دیوارین بنام دھرم شالہ بلا حصول اجازت خودسرانہ طور پر تعمیل کی جا چکی ہین۔ وہ بیخ و بنیاد سے بغرض انسداد فساد آیندہ اس طور پر منہدم کرا دی جاوین کہ اُن کا نشان بھی باقی نہ رہے ورنہ بعد مدت بموجب پالیسی قدیم خود انھین نشانات کو بنیاد تعمیر دھرم سالہ قدیم قرار دیکر آیندہ حکام وقت کو مغالطہ دہی کا موقع حاصل کیا جائیگا جسطرح کہ اسوقت فریب دہی کی پوری کوشش کی گئی تھی مگر بحمد اللہ کہ وہ ناکام رہی۔

(ب) دوسری جگہ تعمیر دھرم سالہ جدید کی تجویز اُسوقت کی جائے جبکہ درخواست باضابطہ پیش ہو اور ممبران مینوسپلٹی و معززان ذی فہم قصبہ اتفاق کرلین اور عام مسلمانون وغیرہ کا کوئی ہرج بھی نہو اور خاص روبکاری حضور سرکار عالیہ

دام اقبالہا سے منظوری باضابطہ ہوجائے ورنہ تحصیلدار صاحب کی مجرد تجویز قابل اعتبار قانوناً ہرگز نہین ہوسکتی۔

ج یہ تجویز مقام تعمیر آیندہ بھی بشہود ظہور علانیہ کیجائے نہ بصیغہ راز و اخفا ورنہ نیک نیتی حکام پر مفت کا ہونا دھبہ ہوگا۔

د وقت تجویز یہ بھی لحاظ رہے کہ اراضی مجوزہ پر کوئی حق ملکیت ہنود بھی ہے یانہین اور کیا ثبوت ہے کوئی عنایت نامہ یا فرمان رئیسہ وقت پیش ہونا چاہیئے بصورت ثبوت قبضہ زمین تعمیر دھرم سالہ کے بھی مجاز ہوسکتے ہین یانہین۔

ط یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ زمین مقبوضہ شخص غیر یا سرکاری تو نہین ہے ورنہ تغلب وخلاف ورزی قانون وعدول حکمی سرکار ہوگی۔کیونکہ کوئی افسر اعلیٰ حتیٰ کہ وزیر اعظم ریاست بھی باختیار خود کسی مذہبی مسجد و مندر و دھرم سالہ وغیرہ کی تعمیر کی اجازت عطا کرنے کے قانوناً مجاز نہین ہین۔اس قسم کی تعمیر کے لیے حضور سرکار عالیہ کا خاص حکم حاصل کرنا بسا ضروری ولازمی ہے

ع یہ امر بھی زیادہ قابل غور ہونا چاہیے کہ دھرم سالہ جو در اصل مندر ہوجاتا ہے اس کی ضرورت بھی ہے یانہین۔ ہمکو جہان تک علم ہے تو متعدد دھرم سالہ وسط آبادی وملحق آبادی ولب تالاب وغیرہ برسر موقع بکثرت موجود ہین جو اکثر خالی ہی پڑے رہتے ہین۔بلکہ اکثر بوقت شب دار الفسق ودار الضرب ہوما شان بدکردار رہتے ہین۔ ایسی حالت مین کسی جدید دھرم سالہ کا تعمیر کرنا فضول ہوگا۔

اسکا بھی لحاظ رہے کہ اُس سے آسائش عامہ مین تو کچھ فرق نہ آئیگا۔ اور کوئی مسجد و خانقاہ و مقابر وغیرہ تو قریب نہین ہین۔ ہم نے پہلی اشاعت مین ظاہر کردیا تھا کہ بحیلہ دھرم سالہ تعمیر مندر جدید مقصود ہے۔ چنانچہ اسی قلیل مدت مین باوجود ممانعت عدالت کے متعدد جلسہ پوجا پاٹ کے اُسی چبوترہ متنازعہ پر ہوے اور کئی بت سنگین و برنجی رکھے گئے اور بیجا شور و غل گانا بجانا رہا جس سے مسجد مذکور کے نمازیون کو وقت نماز سخت تکلیف ہوئی۔ ایکبار آٹھ بجے رات سے صبح تک بڑے پیمانہ پر ایک جلسہ عظیم الشان ہوا جسمین ٹھاکر بقال مہاجن برہمن تیلی دھوبی وغیرہ ہر قوم و پیشہ کے [illegible] مرد و عورت تمام رات جمع ہوکر خوب شور اور دھما چوکڑی مچاتے رہے جس سے اُن کی بے انتہا سرکشی و متمردی ظاہر ہے۔ نہ اس جلسہ کے حکام مقامی کو اطلاع دی۔ نہ اُن سے اجازت حاصل کی۔ نہ ہمارے بھولے بھالے سیدھے سادے حکام مقامی فرشتہ خصائل کو کئی دن تک خبر ہوئی۔ ہم بغور دیکھتے ہین کہ انہدام دیوار ہاے نو تعمیر شدہ دھرم سالہ و بیخ کنی بنیاد وغیرہ مین جسکی فیصلہ نظامت مین صراحت کردی گئی ہے۔ عدالت مجسٹریٹی تحصیل سے اب تک برابر اور عملاً لاپروائی برتی جارہی ہے۔ خدا جانے اس بے اعتنائی و بے توجہی کا زمانہ کب ختم ہوگا۔ ہم چند روز اور صبر کے ساتھ کارروائی تعمیلی تحصیل کو دیکھتے ہین۔ بعد کو ہم ریمارک تفصیلی نام بنام ادنی و اعلی اہلکاران مجاز وغیرہما کے حالات کا کرکے اُسکو مشتہر کرینگے۔

ہر ایک کی وجہ تساہل کو ظاہر کرنے کو تیار ہین مگر ہمارے خاص مہربان

تحصیلدار صاحب کو ہم سے کوئی وجہ شکایت بھی باقی نہ رہے گی۔ باوجود اسقدر دراز مدت کے اب تک تحصیل سے جب اجراے حکم کی تعمیل نہ ہو سکی تو آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے

ہماری راے ناقص مین بجاے تعمیر دھرم سالہ جدید یا مسجد وغیرہ مذہبی ہندو مسلم کے بدستور سابق ایک مسافرخانہ اسی جگہ ہونا چاہیئے جس سے تمام غریب مسافر نو وارد ہر قوم و ملت کو بلا تخصیص حق قیام و آسائش برابر حاصل ہوتا رہے جیساکہ بہی چھ ماہ قبل ہندو مسلمانون مین بابت چندہ تعمیر سرائے مشورہ ہو چکا تھا۔ اور حکام مقامی نے بھی اظہار رضامندی فرمایا تھا اور اب بھی مسلمانان قصبہ و اہلکاران چندہ دینے پر بخوشی مستعد و آمادہ ہین۔ پھر کوئی فتنہ و فساد و نزاع کا بھی خطرہ نہوگا اور نہ قانونی شقم و تعدد و سد راہ ہوگا۔ کیونکہ فیصلہ مصدرہ نظامت مین بھی (اگرچہ بالفاظ سست و کمزور ہی سہی) مگر اس کی جانب اشارہ کیا گیا ہے) اور ضمناً اجازت بناے مسافرخانہ کی بھی ثابت ہے۔ فقط

المرقوم پانزدہم جولائی ۱۹۱۴ء من مقام رائسین علاقہ ریاست بھوپال

اس تحریر کے چند ہفتون کے بعد تحصیلدار صاحب بوجوہ . . . . . ملازمت سے جدا کر دیے گئے جس کا ہمکو بھی سخت افسوس ہوا۔ اور جناب ناظم صاحب کی نسبت بھی خبار ناگوار تبادلہ وغیرہ مشہور ہونے لگی۔ لہذا تکمیل مضمون ملتوی ہو چکا ہم نے بیشتر نمبر ۲ مین وعدہ کیا تھا ملتوی کر دیے گئے۔ افسوس کہ تمام تعمیرات فیصلہ نظامت ناقص و ناتمام رہین اور کم ہمتی اور غفلت شعاری باشندگان قصبہ سے یہانتک کہ ہم بھی ہجرت الٰہی کا قصد بالجزم کر کے آئے کر رہے ہیں روز بان اور یہ کہتے ہوئے کہ (ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا) وہان سے چلے آئے اور اب اس مضمون پر اس حالت کتاب کو ختم کرتے ہین۔ آیندہ جو واقعات پیش آئین انکے انضباط کے

ذمہ دار آیندہ نسلین اسلامی قصبۂ رائسین ہین۔ ختم شد۔ تحریرہ ۲۴ جون ۱۹۱۸ء۔

میرے ایک عزیز مکرم دوست نے تحریر مندرجۂ بالا وقت طبع کتاب تاریخ ہذا بغرض
طبع و شمول بطور ضمیمۂ تاریخ دی جو کہ کسی وقت بمناسبت و ضرورت موقع ہر بحث بالا
احقاق حق خاص قصبۂ رائسین مین بغرض رہنمائی حکام عدالت مقامی لکھی گئی تھی
الحمد للہ کہ اس تحریر حق نما سے حکام مقامی دوراندیش بہت کچھ نتائج پر پہنچ گئے ہین
چونکہ یہ تاریخ قصبۂ رائسین کی ہے۔ لہذا اسکا اندراج غیر مناسب نہین بلکہ
باعث مزید آگاہی و دلچسپی ناظرین ہوگا اور خصوصاً برادران اسلام قصبۂ رائسین
کو اس تحریر حق نما سے ہر وقت یادگار و دلیل روشن و حجت کاملہ و بالغہ ہوگی اور
مخالفان اسلام رائسین کو ایک سبق و تازیانۂ تنبیہ ہوگا تاکہ آیندہ اس قطعۂ
زمین منفصلہ قطعی عدالت مجاز قانونی تحصیل و نظامت ضلع مشرق یا دوسری قطعات
زمین سرکاری وغیرہ پر جدید تا واقفیت حال حکام مقامی نووارد کو فریب و دھوکا دیکر
جرأت تو تعمیر دھرمسالہ و شدرہ وغیرہ عمارات نہ کر سکین۔ خدا تعالی جملہ مسلمانان
عالم خصوصاً اہل اسلام رائسین کو دینی و دنیوی اسلامی و اعمال صالح و حمیت و حلاوت
ایمانی کی عطا فرمائے۔ آمین۔ صرف یہ ضمیمہ مطبوعہ غریب برادران اسلام رائسین کو بغرض
اشاعت علم و آگاہی عام و خاص انشاء اللہ بغیرت اسلامی حسبۃً للہ تنہا یا معہ
مغفرت آخرت و رضائے الٰہی بلا قیمت مفت تقسیم ہوگا۔ اللہ تعالی قبول فرمائے
اور راضی ہو۔ ع۔ یرحم اللہ من قال آمینا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

راقم ابوالوفا سید محمد عبد الباقی غفرلہ مصنف۔ حلیۃ العلماء وغیرہ۔

تقریظ نتیجہ طبع وقاد جناب منشی مولوی عبد اللطیف صاحب متوطن الور نجیب آباد حال منزیل بھوپال اتالیق صاحبزادگان عالی الشان جناب صاحبزادہ حاجی حافظ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر دام القابہ جنرل افواج ریاست دام اقبالہ بر کتاب تاریخ رئیسین علاقہ ریاست بھوپال

مولوی سید عبد الباقی صاحب سہسوانی اُن برگزیدہ لوگون مین ہین جو ہر چیز کو گہری دلچسپی اور فلسفیانہ اور محققانہ نظر سے دیکھتے ہین - مین اُسوقت سے معز الیہ کے محامد و صفات اور دماغی قابلیت کا معترف ہون جب کہ وزیر صاحب بہادر ریاست بھوپال کی پیشی مین مین بھی ایک پیشکار کی حیثیت سے تھا اور معز الیہ بھی - مگر اس کے بعد معز الیہ نظامت مشرقی مین جسکا مستقر قصبہ رائیسین ہے تبدیل ہو گئے مگر فطری لگاؤ اور طبعی رجحان نے وہان بھی باوجودیکہ بہت کچھ مصائب کا گویا نئی طرح کا سامنا رہا مولوی صاحب ممدوح کا ساتھ نہ چھوڑا - اور انھون نے بھی مورخانہ نگاہ سے اس کے ایک ایک گوشے کو دیکھا - اور وہ کچھ کام کیا جو ریاست کا محکمہ گزیٹیر بھی نہ کرسکا -

تحقیقات اور وہ بھی ایسی مکمل اور ہر ایک واقعہ پر اسے نئی - آثار صنادید اور قدیم تاریخون سے استشہاد اور ان سب باتون کے سوا پیرایہ بیان نہایت لطیف اور دلچسپ کس کس بات کی تعریف کی جائے فی الواقع - مولانا عبد الباقی صاحب نے ایک ایسا کام کیا ہے جس کی ریاست بھوپال کو قدر کرنی چاہیئے

اور مجھکو امید ہے کہ علیا حضرت فرمانروائے گورنمنٹ بھوپال ضرور اس کتاب کو نہایت دلچسپی اور قدر کیساتھ ملاحظہ فرماکر لائق مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائینگے اور اگر میری گذارش شاہی بارگاہ مین کچھ وقعت رکھے تو مین ضرور عرض کرونگا کہ یہ اس قابل نہین ہین کہ ان کو پنشن دیکر خانہ نشین کر دیا جائے بلکہ انکو تصنیف و تالیف کے صیغہ مین جگہ دیکر آپ کی معلومات محققانہ علمی سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے امید ہے کہ ملک اس کتاب کو قدر کی نگاہون سے دیکھے گا فقط ۱۶ دسمبر ۱۹۱۹ع - ۲۲ شہر ربیع الاول ۱۳۳۸ھ بروز دوشنبہ

جائے دستخط

عبدالمتین پنشنر کامدار و اتالیق نوابزادگان

تقریظ کتاب تاریخ رائسین از مولانا حکیم سید محمد اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ متخلص نقوی مودودی حسینی سہسوانی

قصبہ رائسین ملک مالوہ ریاست بھوپال مین مشہور ہے۔ اسکے تاریخی حالات میرے عم معظم و مفخم حضرت مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب قبلہ دام برکاتہم نے بڑی تحقیق و تجسس کے ساتھ بمحنت شاقہ تحریر فرمائے ہین چونکہ جناب ممدوح بتقرب و توسل ریاست بھوپال رائسین مین بھی سالہا سال مقیم رہے ہین اور آپ کو اس سرزمین سے ایک اُنس و تعلق طبع ہوگیا ہے اور فن تاریخ سے آپ کو فطرتاً دلچسپی ہے۔ اس لیے ممکن نہ تھا کہ اس

قدیم مشہور مقام اور اُس کی تاریخی یادگارون کی تفتیش حالات وتحقیق اخبار و آثار قدیمہ مین اپنا وقت عزیز صرف نہ فرماتے اور وہان کے سر بفلک قلعہ اور فرسودہ عمارات کہنہ کی نشانون کا تاریخی سراغ نہ لگاتے۔ لیکن دوران ملازمت مین خدمت ریاست کی اہم مشاغل نے آپ کو اتنا موقع نہ دیا کہ اپنی معلومات وتحقیقات موٗرخانہ سے مشتاقان دور ودست کو کچھ فائدہ پہونچا سکین۔ اب بمضمون۔ (کل امر مرہون باوقاتہ) آپ نے بعد ختم زمانہ ملازمت بحصول پنشن اسکی طرف توجہ فرمائی اور گویا قلم معجز رقم سے مردہ ہزار سالہ کو زندہ کر دیا۔ اور اُس کی فرسودہ ہستی کو حیات جاوید بخشدی۔ اُردو کتب خانہ کی الماری مین ایک مفید و دلچسپ تاریخ کا بیش بہا اضافہ ہوگیا اور اب مجھکو یہ کہنے کی جراٗت ہوگئی ہے

دوستان را احسان یاد کردن ہمت است ورنہ ہر نخلے بپاے خود ثمر می افگند

درحقیقت آپ کی اس توجہ وعرق ریزی نے۔ ریاست بھوپال کے ایک اہم اور قابل قدر خدمت کی ہے اور وہ حق ادا کیا ہے جو ما وشما کے امکان سے باہر ہے۔ آپ کا یہ نادر کارنامہ جناب سرکار عالیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا کے آثار حسنہ مین شمار ہوگا۔ اور ان کے عہد حکومت کے عجیب یادگار سمجھا جائیگا جو انشاء اللہ تعالیٰ تا مرور دہور باقی رہیگا۔ علامہ مصنف دام مجدہم۔ کا اس تالیف کے فضائل ومحاسن بیان کرنا آفتاب عالمتاب پر روشنی ڈالنا ہے

ع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اس سے قبل آپ کی ایک بے بہا تصنیف حیات العلما[1]۔ جو گروہ علما واطبا کے حالات مین آپ نے شائع فرمائی ہے۔ میرے

---

[1] اس کتاب کا اصلی نام (الیاقوت والمرجان۔ فی ذکر علماے سہسوان) ہے جو مطبع نولکشور لکھنؤ سے ۱۹۲۲ء و ۱۳۴۱ ہجری مین چھپ کر شائع ہوئی ہے ۱۲

دعوے پر شاہد ہے۔ اُس سے اہل علم آپ کی قوت تحقیق و زور قلم کا اندازہ کر چکے ہین لیکن بجائے خود میرا خیال ہے کہ کتاب ہذا کی تصنیف و تالیف اور اس کی تہذیب و ترتیب مین آپ کی جگر کاوی دماغ سوزی راہ نوردی بیابان گردی زیادہ تر داد کی طالب ہے۔ اور اس کی سچی قدر وہی کر سکتا ہے جس نے کبھی بنفس نفیس یہ میدان طے کیا ہو اور کمیاب کتابون پر دسترس حاصل کر کے تاریخی مضامین جستہ جستہ فراہم کیے ہون اور پھر اُن کو ایک سلسلہ مین مربوط کیا ہو فی الواقع اس مہم کا سر کرنا معمولی دماغون کا کام نہین ہے۔ آپ کے دیرینہ و مسلسل تحقیقات وسعت معلومات عینی شہادات تدقیق نظر اور واقعات کا باہمی ارتباط ایسی چیزین ہین جو ہر شخص کو میسر نہین۔ انھین امور نے آپکو اس دشوار گذار مرحلے کے قطع کرنے مین کامیاب کیا۔ اہل بینش یقیناً اس نادر تحفہ کو آنکھون سے لگائین گے اور نکتہ رس اسکو اپنے دل مین جگہ دین گے اور قدر شناس سر پر رکھین گے۔ اللہ تعالیٰ جناب مصنف دام ظلہ کو دین و دنیا مین ان کی محنت و جانفشانی کی داد و جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ اور دنیا مین تادیر باامن و ایمان فیض رسان رکھے

آمین ثم آمین۔ مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء م ۱۹ صفر سنہ ۱۳۴۲ھ بمقام شہر فیض آباد ملک اودھ۔

ایضاً قطعہ تاریخی از طبع نقاد مولانا حکیم سید اعجاز احمد صاحب سلمہ تقوی مودودی صدیق اکبر چشتی برادر زادہ مؤلف متوطن سہسوان ضلع بدایون ممالک متحدہ المتخلص بہ معجز

سنہ ہجری

احوال دور ماضی و روداد باستان آمد طرب فزائے دل و فرحت بخش عین
ہنگام فکر سال ز ہاتف ندا رسید معجز بگو۔ نگارش حالات رائین

وله قطعه دیگر سنه عیسوی

این نامهٔ شنگرف که مهر جهان فروز — از سنگ چاپ احسن و اجمل برآمده
مجهز بگفت مصرعهٔ تاریخ عیسوی — تاریخ رائسین مکمل برآمده
١٩ ٦ ٢٤

قطعهٔ تاریخ نتیجهٔ طبع رسا فلک پیما منشی مولوی سید جمیل احمد صاحب سلمهٗ جمیل تخلص نقوی مودودی چشتی صابری سهسوانی

علامهٔ زمانه بتحقیق زد رقم — تاریخ عامرین و عمارات رائسین
فرمود تحفه مشق سفر از برائے آن — بھوپال رائسین و مضافات رائسین
بنوشت حال بلدهٔ و حصن حصین و کوه — بخشید زندگی بجمادات رائسین
تمثال رائسین به بین حال آن مبین — کاین سفر نادر آمده مرأت رائسین
چون زیب طبع یافت بتاریخ آن جمیل — گفتم صحیح نقشهٔ حالات رائسین
١٣ ھ ٤٢ قدسی

قطعهٔ تاریخ بر کتاب اخبار قلعهٔ رائسین سال تصنیف نتیجهٔ طبع رسا مولوی سید اقتدار احمد صاحب ساحر تخلص نقوی مودودی سهسوانی سلمهٗ

خوبی رمزہائے این نامه — نیست پنهان ز واقف تاریخ
کرد چون فکر سال تالیفش — گفت ساحر لطائف تاریخ
١٣ ھ ٤١

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رسا جناب مفتی محمد نعمت اللہ صاحب صدیقی جاگیردار ریوپا

تعالی اللہ فکر عبد باقی　　　کہ باقی باد دائم فیض عامش
درین آوان مسعود و ہمایون　　　ز طبع نکتہ زائے تازہ و خوش
بحال رائسین و قلعۂ آن　　　کشیدہ کلک پاکش نقش دلکش
چہ نثر است آنکہ نقش سحر بابل　　　کہ از دیدار آن شد عالمی غش
بشرح حال حصن آسمان قدر　　　دہد صد لطف انشای تحریر دلکش
ز حال باستان و حصن کہنہ　　　شگفتہ گشت گلزار کلامش
ز بہر رفتگان ملک جاوید　　　حیات دائمی بخشید دلکش
چو نیسان ست ابر طبع باقی　　　کہ گوہر ہا ہمی ریزد ز کلکش
چہ نور افشاند بر اوراق نامہ　　　کہ دل را می فریبد چشم مہوش
ز ساز و برگ حالات نفیسہ　　　بناے کہنہ را بنمود دلکش
باو ملک ادب گردید مفتوح　　　بیاراست از بیان نقش بدیعش
پے تسخیر حال حصن سنگین　　　بشمشیر قلم کردہ حصارش
فصاحت ہم شود محو تماشا　　　گر اندازد نظر بر حسن نثرش
شکوہ لفظ و معنی را چہ گویم　　　کہ سنگین دل بلرزد از بیانش
اگر حاسد نظر بازد برین سحر　　　زند ہر سطر آن تیرے بہ ترکش
چہ خوش بنوشت تاریخش کہ بالا　　　عجب نبود کہ بخشندش خوش
بدست آرد بسا عنقای مضمون　　　بخوش پروازی شہباز طبعش

الٰہی این مؤلف را بدارین | بعالم دار فانیہ بر مرامش
چو آلہ کرد فکر سال تالیف | بگفتہ دل- ہمہ مضمون دلکش
۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ طبع نقاد وھن رسا منشی مولوی مفتی محمد فضل باری صاحب صدیقی جاگیردار دردار الاقبال بھوپال بر کتاب تاریخ رائیسین واقع بھوپال

ہے قلعہ رائیسین ایک مالوہ مین | بلندی استواری مین یگانہ
کیا ہے فتح مشکل سے بہ تدبیر | جہان عاجز تھے شاہان زمانہ
کیا اجمال ارباب سیر نے | کہ بے دیکھے لکھا تھا غائبانہ
جناب عبد باقی سہسوانی | فضائل مین ہین مشہور زمانہ
علاوہ جامع منقول و معقول | فن تاریخ دانی مین یگانہ
گئے خود ہر طرف چل پھر کے دیکھا | در و دیوار و قصر و آستانہ
مہینون قلعہ کی چھانا کئے خاک | کیا ویرانہ مین پیدا خزانہ
وہان پہونچے جہان تھا وہم عاجز | کیا پیری مین کار رستمانہ
کھلے اسرار اس حصن حصین کے | کیا قلعہ پہ قبضہ فاتحانہ
مسخر کرلیا زور قلم سے | اڑا جسکا نہ تیرون سے نشانہ
لگے وہ ہاتھ عنقائے مضامین | بہت اونچا ہے جن کا آستانہ
بھرا ہے عبرت و حسرت کا مضمون | عجب دلکش ہے یہ سچا فسانہ
عبارت ہے لطیف و صاف و سادہ | بصد تنقید و تحقیق عالمانہ
سن پیری مین یہ زور جوانی | یہ علم اور اسپہ طبع شاعرانہ

الٰہی خیر باقیؔ کی ہو دائم | رہے باقی یہ تا دورِ زمانہ
رہے تاریخ یہ مقبولِ عالم | مزین اس سے ہو علمی خزانہ
کہو مفتونؔ لکھی نایاب تاریخ | سنہ ہجری کا ہے مضمر خزانہ
۱۳۴۴ ہجری

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا جناب مولوی مفتی محمد فضل اللہ صاحب عاشقؔ صدیقی قدیم جاگیردار بھوپال

بھوپال کا مشہور جو اک حسن حسین ہے | شوکت ہے عیان اس سے سلاطین زمن کی
ابتک تو ہیولا ہی ہیولا تھا نظر مین | تمییز کسی کو تھی کمر کی نہ دہن کی
اب حضرت باقیؔ نے بصد محنت و کوشش | پھر شان دکھا دی ہے عمارات کہن کی
گو بڑھ کے بہت عمر نے ہمت کو گھٹایا | پروا ہی نہ کی قوت روحی نے بدن کی
ہر چند کہ ہین پیر یہ رنگینی دل سے | تاریخ مین تصویر بنا دی ہے چمن کی
دنیا کو عیان کر کے دکھا دی وہ حقیقت | تھی اہل وطن پہ بھی جو پوشیدہ وطن کی
اعجاز نہین ہے تو کرامت ہے یقینی | تحقیق کی تصویر مین ترکیب سخن کی
کلک و زبان سے بھی صفت اسکی ہو مشکل | حاصل یہ کہ تصنیف ہی یہ صاحب فن کی
دلچسپ یہ تاریخ ہے۔ دیکھو شفق ہمین | تاریخ نکل آئے گی آثار کہن کی
۱۳۴۴ ہجری

قطعہ تاریخ کتاب رائیسین از نتیجہ فکر جناب مولوی مفتی حکیم عبد الباسط صاحب صدیقی جاگیردار بھوپال۔ تخلص مفتی

لکھی باقیؔ نے جب تاریخ نادر | ہوا دل دیکھنے کو سب کا بیتاب

طبیعت کیا ہے دریا ہے روان ہے — کہ ارض رائسین ہے جس سے سیراب
مضامین کے کھلے ہین گل ہزارون — گلستان فصاحت ہے یہ شاداب
قلم کو کیون نہ کہئے ابر نیسان — کہ ہے ہر نقطہ اس کا دُرِ خوش آب
غرض روشن سیاہی کی بدولت — بجا ہے اسکو کہنا رشک مہتاب
سنہ تالیف جب مفتی نے چاہا — ملا فقرا - لکھی تاریخ نایاب

قصیدہ مدح عالی کیوان شوکت ثریا رفعت سرعالیجاہ جناب نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ولی عہد ریاست بھوپال دام اقبالہ

[illegible]

اے ولی عہد کشور بھوپال — ہو بلند اس طرح ترا اقبال
چڑھ سکے جسطرح اوج گردون پر — پاسکے رفعت عقاب زرین بال
اختر بخت تیرا یون چمکے — بدر کامل ہو جیسے بڑھکے ہلال
تو ہے مجموعہ صفات ایسا — جیسے حاوی ہے بارہ ماہ پہ سال
تیرے تیرون کے سامنے آکر — سینے شیرون کے بن گئے غربال

بحر ہمت ترا جو زور دکھائے ‏ پانی ہو آبروے رستم و زال
تیرا دست کرم اگر چاہے ‏ کر دے مفلس کو دم مین مالا مال
جس طرح چاند دونون عید کے دن ‏ آتے ہین دیکھنے تجھے ہر سال
سن کے شہرت تری سخاوت کی ‏ آیا ہون دیکھنے مین تیرا اجلال
ہو کے بے بس خلاف مسلک خود ‏ تیری جانب کیا ہے شدّ رحال
نذر کرنے کو میرے پاس نہ تھا ‏ کوئی تحفہ ترے مناسب حال
ہان وہ تاریخ پیشکش کر دی ‏ ہے جو کشاف حالت بھوپال
قلعۂ رائیین کے جس مین ‏ لکھے ہین واقعات ماضی و حال
سخت محنت سے جن کو جمع کیا ‏ عمر کے صرف کر کے ماہ و سال
کیے ظاہر وہ راز تاریخی ‏ جن سے اکثر نہین تھے واقف حال
گنج مخفی نکال کر گویا ‏ سب کو دکھلا دیا بوجہ کمال
کر لیا فتح قلعۂ محکم ‏ ساتھ تھا میرے جو ترا اقبال
ورنہ مجھسے ضعیف و نادان سے ‏ اسکا انجام تھا قریب محال
حسن نیت جو ہو تو کیسے نہو ‏ فضل پروردگار شامل حال
مشکل آسان کر کے جسنے مری ‏ کھو دیا دل کا سارا رنج و ملال
کیا عجب ہے کہ یہ وفا بھی اب ‏ تیرے انعام سے ہو مالا مال
تو ہنرور ہے اور ہنر پرور ‏ قدر دان گروہ اہل کمال
تو جو میرے ہنر کی قدر کرے ‏ تو دکھاؤن مین اپنا حسن مقال
دولت علم کے سوا اسکا ‏ میرے نزدیک کچھ نہین ہے مال

ضعف پیری سے اگرچہ ہوں معذور — طبع لیکن نہیں ہوئی ہے نڈھال
علم سے ہے بھری ہوئی جھولی — ہوں فنون و ہنر سے مالامال
قدر دانی جو ہو تو زیبا ہے — قابل قدر ہیں مرے اشغال
طبع کا صرف بسکہ پاس نہ تھا — لایا در پر ترے مجھے یہ خیال
یعنی میرے لیے جو مشکل ہے — وہ ترے واسطے نہیں ہے محال
اسی امید میں یہاں جو ضعیف — دس مہینے سے ہے پڑا تا حال
ماہ اپریل میں کیا تھا سفر — جبکہ سردی کا ہو چکا تھا زوال
موسم گرم کے خیال سے تھا — سرد کپڑوں کا بوجھ مجھ پہ وبال
اب ہے جاڑے کی گرم بازاری — پھول پھل سے ہیں سب نہال نہال
پاس اسباب کچھ نہونے سے — کرہ زمہریر ہے بھوپال
شب کو کرتی ہے آگ میری مدد — دن کو کرتی ہے دھوپ میرا خیال
آگ تاپوں کہاں تلک آخر — دھوپ میں سینکوں کب تک اپنے بال
نظر لطف جلد اگر نہ ہوئی — زندگانی ہے میری مجھ پہ وبال
کچھ خزانہ کا میں نہیں طالب — ہوں عطا صرف پانسو ہر سال
اور صادر ہو حکم طبع کتاب — داورا بر سبیل استعجال
اس سے بڑھکر کہیں وہ پاتے ہیں — جو مورخ ہیں نام کے فی الحال
شاعری کچھ نہیں شعار اپنا — عرض کرنا تھا صرف سچا حال
اے وفا آ گیا دعا کا وقت — ختم جب ہو چکا یہ قال و مقال
عرض کرتا ہوں یہ جب تک ہیں — تیرا بڑھتا رہے دونا اقبال

صد و سی سال صدر عزت پر　　جلوہ گر تو رہے بجاہ و جلال

تیرا ہم مرتبہ ملے نہ کبھی　　چھانے کوئی ہزار علم رجال

آسمان عروج پہ چڑھکر　　مہر تابان بنے ترا اقبال

چشم عالم مین پتلی بنکے رہین　　شاہزادے ترے خجستہ خصال

بسکہ سعدین کے قران سے ہین　　دونون یہ نور عین فرخ فال

دیکھکر ان کی شان و شوکت کو　　دوست ہون شاد اور عدو پامال

فکر دنیا کی تجھسے دور رہے　　تو ہو اور نظم ملک کے اشغال

جو زمانے مین تیرا دشمن ہے　　بنے آخر کو وہ خرد جال

ملک اور اہل ملک کی جانب　　ہو توجہ تری بوجہ کمال

تاکہ الطاف خسروانہ سے　　وہ ہو سرسبز اور یہ خوشحال

تیرا اقبال تیرا یاور ہو　　اور نگہبان داور متعال

فی النصیحۃ

گو بنا ہے یہ رانفل تیرا　　دو نشیر دلن کی جان کا جنجال

لیکن اے خوش نصیب عالیجاہ　　ہو فرائض کا بھی کچھ اپنے خیال

لطف سیر و شکار تا بکجا　　تا کجے غمض از حقیقت حال

کہ شکار ست کار بیکاران　　اور تجھکو بہت سے ہین اشغال

چھوڑ یہ کام دوسرون کے لیے　　کر وہ زیبا ہین جو تجھے افعال

اس سے حاصل نہین مگر اتنا　　کہ ہون سارے ذراعتین پامال

چشم لطف اہل ملک پر سدا رہا — زندگی جن کو ہو گئی ہے وبال
تاکہ ہو جائین سب وہ گرویدہ — خُلق کے تیرے اے خجستہ خصال
برسے ابر کرم جو یون تیرا — ملک سرسبز ہو تمام و کمال
غیر ملکی اگرچہ ہون بی-اے — ان سے ہی نظم ملک مال محال
بن کے انگریز وان جو آتے ہین — ہوتے ہین دوسرون کے یہ دلّال
مخبری انکا کام ہے دن رات — کچھ نہین ہے نمک کا انکو خیال
جنکے چیلے ہین بیخطر یہ اُنھین — لکھتے ہین روز مرہ سب احوال
ڈالتے ہین اُسی پہ اپنا دباؤ — کھاتے ہین جس کسی کا یہ دغّال
نام کو دیکھیے تو کیا کیا کچھ — کام مین دیکھیے تو سخت اہمال
سب سے گھٹکر عمل ہین خدمت کیش — سب سے بڑھکر زبان سے خیرسگال
سوگنی ملکیون سے لین تنخواہ — کام مین ماہ کے لگائین سال
صاف داڑھی بڑی بڑی مونچھین — بات کے ہلکے پیٹ کے اکّال
ہین نکال اہل ملک پر یہ لوگ — انکو حکمت کے ساتھ جلد نکال
ہے ترقی ملک جو منظور — کردے عجلت سے انکا استیصال
چونکہ ہین خود بھی غیرملکی ہون — ہے وقوف انکی خصلتونکا کمال
پہلے جو کچھ گزر چکا ہے یہان — ہے وہ آئینۂ حقیقت حال
شصت (۶۰) سالہ نمک کا ہے یہ اثر — ہون جو یون راست گرم مقال
ہون یہ باغی یہان سے گر خارج — رشک مینو ہو سربسر بھوپال
ورنہ بدنظمیون سے اپنی یہ لوگ — ملک مین ڈالدینگے اک بھونچال

غیر ملکی سے ملک غیر کا نظم — ہے مسلّم کہ ہے کمال محال
پائیگا چھان بین کرنے سے — ملک مین بھی بہت سے نیک اعمال
یون ملینگے یہان بھی اہل ہنر — جیسے ملتے ہین گدڑیون مین لال
جو ضرورت سے ملک و مال کے ہون — خوب اچھی طرح سے واقف حال
انتخاب انکا اہل ملک سے کر — جامع کاملان ہے یہ بھوپال
خیر خواہانِ ملک کو دے کام — ہے اگر نظم مملکت کا خیال
تیرے اسٹاف کے ہون سب افراد — عاقل و ہوشمند و اہل کمال
حق کے کہنے کا ہو مجاز جنھین — بے دھڑک کر سکین جو قیل و قال
ورنہ یہ لوگ ہین جو درباری — عرض کچھ کر سکین کہان یہ مجال
حکما کو وہ رکھتے ہین محبوب — ہین جو دُنیا مین صاحب اقبال
عام فرماوے اپنی مجلس کو — تاکہ ہو منکشف تمام احوال
جب حقیقت سے ہو نہ آگاہی — عدل و انصاف سب ہے خواب و خیال
بات جو ہو بہت سمجھکر ہو — اور پھر اُسمین بھی ہو استقلال
کام کرنے مین مشورہ ہے ضرور — نہ جو دل مین آئے ہو فی الحال

مجھسے حق گو ملین گے تجھکو بہت
تجھسا شنوا مجھے ملے یہ محال

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نقاد عزیز گرامی منشی مولوی محمد شاکر حسین صاحب سلمہ نکہت تخلص صدیقی سہسوانی

تاریخ طبع کتاب

نازش اہل فن جناب وفا[1] | ہست نقشے عجب بطرز بہین
طرفہ تاریخ رائسین نوشت | قابل صاد چشم معنی بین
صورت حال را منظم کرد | اندرش با وقائع پیشین
آنچہ بشنید چشم دیدہ نوشت | ہرچہ دریافت یافت بعد یقین
ہست تحقیق او تمام و کمال | لائق داد قابل تحسین
گفتہ ہایش ہمہ ز صنعت پاک | واقعاتش ہمہ بصدق قرین
نامہ اش این بدلربای ذوق | ہست زیبا عروس حجلہ نشین
سن و ایمان کہ این چنین تمثال | نبود در نگارخانہ چین

گفت تاریخ طبع او نکہت
شرح حالات رائسین بہین

۱۳۴۳ ہجری

[1] افسوس کہ یہ قطعہ بہت دیر میں ملا ورنہ اس لائق تھا کہ اول مقام پر زینت بخش کتاب ہوتا ۱۲ منہ

میرے محب صادق منشی شیخ احمد حسین بن شیخ محمد فضل حسین رئیس پیدائش محلہ شیخانہ قنوج
ضلع فرخ آباد غالباً ۱۳۱۲ھ میں ریاست بھوپال مالوہ آئے اور باجازت کرنل ایچ وارڈ
وزیر ریاست وکالت درجہ اول جملہ عدالت شروع کی چند سال کی مشاقی و محنت
سے بیحد ترقی عزت و دولت و قابلیت وغیرہ حاصل کی بالخصوص فوجداری
میں زیادہ ناموری پیدا کر کے محسود اقران ہوئے وضعداری دوستی و راستبازی
قول و معاملات وغیرہ میں بہت پختہ نیک طینت عالی ہمت سیر چشم تھے اپنے
احباب کی معاملات رفاقت میں جان و مال . . . . فدا کرتے بے بیباکی
ہمتی و اولوالعزمی ہر وقت آمادہ و مستعد دل کے مضبوط دلیر و شجاع شکار شیر
کے دلدادہ تھے۔ اسی وجہ سے عام حکام اور معززین خاندان شاہی اور
جماعت وکلا و احباب میں خاص طور پر سرفراز و ممتاز رہے ہر شخص ادنیٰ و اعلیٰ کو
آپ کے قول و فعل پر پورا بھروسہ و اعتماد تھا حمیت دینی و ضروریات اسلامی میں
ہمیشہ پیشقدمی کرتے جان و مال سے شریک ہوتے جوش ایمان سے انکا دل لبریز
و مملو رہتا تھا غالباً ۱۳۳۱ھ میں بوجوہ بھوپال کو خیرباد کہکر اپنے وطن آگئے جب میرے
لکھنؤ آنے کی خبر پاتے تو خاص بغرض ملاقات ضرور آتے تھے چنانچہ قلیل عرصہ میں سال
میں بایں تقریب نو دس مرتبہ لکھنؤ میں آئے گئے میں بھی چندبار قنوج گیا آخر کار بعارضہ
دورہ متواتر درد گردہ چند ماہ بیمار رہ کر بعمر ۶۵ سال تاریخ یکم ذیقعدہ - ۵ جولائی ۱۹۲۳ء ۹ بجے
روز پنجشنبہ کو وفات پائی طاب اللہ مثواہ مجھکو جو صدمہ ہوا قابل بیان نہیں خدا مغفرت
مغفرت کیا چاہیے الٰہی اغفرلہ ولی وتوفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین آمین
تاریخ وفات کا میں نے قطعہ لکھدیا - بقلم محمد عبدالباقی عفی عنہ نقوی چشتی ۱۳۴۱ ہجری

قطعہ تاریخ وفات منشی شیخ احمد حسن صاحب مرحوم زمیندار محلہ شیخانہ قنوج ضلع فرخ آباد وکیل درجہ اوّل ریاست بھوپال

پاک دل والا نژاد احمد حسن ۔۔۔ رفت زین عالم سوئے خلد برین
بود مرد با حمیت با وفا ۔۔۔ حق گزار و حق شناس و حق گزین
از پئے سالِ وفاتش اے وفا ۔۔۔ گفت ہاتف - اُدخلوہا خالدین
۱۳ ھ ۴۲

قطعہ تاریخ وفات رضیہ بیگم عمر سیزدہ سالہ مرحومہ بنت صاحبزادہ میاں محمد حسین صاحب سلمہ ابن صفی الدولہ حسام الملک ابو النصر جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحب دام اقبالہ رئیس بھوپال ریاست مقیم لکھنؤ محلہ لال باغ

متوفی شب سہ شنبہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۴ء مطابق ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۳۴۲ھ ہجری
اس قطعہ ذیل میں یہ صنعت ہے کہ اول حرف ہر مصرع کے جملہ اعداد ملانے سے بھی ۱۳۴۲ھ وفات کے برآمد ہوتے ہیں

ہزار سپاہ رضیہ

۴۲ ھ ۱۳
غم شہزا ہے کیا رضیہ کی وفات ۔۔۔ شاق مجھکو صدمۂ رحلت ہوا
مصرع تاریخ ہے فکر امیر ۔۔۔ پارۂ دل داخل جنت ہوا
۱۳ ھ ۴۲

ذکر خیر حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رح

حضرت خواجہ قطب الدین ثانی متوفی اکیم صفر سنہ ۵۲۷ھ بعمر ۹۷ سال در چشت بن سید ناصر الدین ابو یوسف بن حضرت خواجہ سید قطب الدین ابو احمد اول مودود چشتی کہ سرخیل گروہ اولیاء اللہ و قطب الاقطاب سلسلۂ خاندان چشتیہ اند بن سید احمد فرشنامہ[1]۔ حضرت قطب الدین اول خلیفہ خواجہ ابو اسحٰق شامی خلیفہ مجاز حضرت ممشاد دینوری۔ وفات حضرت قطب الدین اول در ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۲۴۰ھ بمقام چشت[2] گردید۔ و وفات حضرت دینوری ۱۴ محرم سنہ ۲۹۹ ہجری شد۔ آنجناب یعنی حضرت قطب الدین اول باعتبار سلسلہ نسبی و صلبی موخر اند و بہ بیعت بدرجہ ششم تا آنحضرت صلعم ہستند۔ حاشیہ از کتاب سلسلہ چشتیہ عربیہ مطبوعہ۔

ذکر حضرت خواجہ سید خطیر ولی اللہ طاب ثراہ

خاندان سادات قصبہ سہسوان ضلع بدایون سے ایک بزرگ سجادہ نشین خانوادہ چشتیہ مودودی میں ایک حضرت خواجہ[1] خطیر رح تھے جو سنہ ۶۷۸ھ میں شہزادہ محمد خان شہید بن و ولی عہد سلطان غیاث الدین بلبن کے خاص اتالیق و معتمد امور انتظامی و ملکی رہے

---

[1] آپ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح کے اولاد امجاد میں ہیں ۱۲ منہ۔

[1] فرسنامہ در ترکی شب نوروز را گویند۔ شاید ولادت آنجناب اندران شب شدہ باشد۔ و نیز نام پادشاہ ترکان بود ۱۲ منہ۔

[2] مقام چشت از ہرات جانب شمال بسمت شہر بلخ بر کوہ بلند بمسافت سہ چار منزل باشد۔ ۱۲ منہ

اور ملکی و فوجی تعلق بالخصوص آپ کی رائے صائب پر منحصر رہا - ملک پنجاب ولیعہد معز
کی جاگیر مین تھا وہان کا نظم و نسق عمدہ طور سے بموجب رائے زرین کیا گیا چند بار
لشکر تاتار سے جنگ و مقابلہ ہوا - آپ خود بھی اپنی ذات سے شریک مجادلہ و مقاتلہ
رہے زخم کفار برداشت کیئے - آخر کار بحسن تدبیر غازی فاتح ہوئے - بعد چند سال
پھر جنگ ہوئی اُسوقت پچھلی شب کو مقابلہ ہوا تاتاری بعد جنگ سخت فرار ہوئے آپنے
اونکا تعقب کیا شہزادہ محمد خان بھی عقب سے مع پانسو ہمراہی کے چلا - راہ مین نماز
فجر مین کنارہ دریا بجماعت مشغول تھا کچھ لوگ تاتاری جو بخوف یا بغرض کینہ وری وفریب
وہی جنگل قریب مین پوشیدہ ہوگئے تھے یکایک مرگ مفاجات کی طرح ٹوٹ پڑے -
شہزادہ عین حالت نماز مین شہید ہوا آپ بھی بہت کچھ زخمی و خستہ ہو چکے تھے اور تاتاری
بھی سرحد ہند سے دور چلے گئے تھے واپس ہوئے اثنار راہ مین خبر شہادت شہزادہ سُنی
بیحد غم و اندوہ لاحق حال رہا اور فرط صدمہ سے آپ بیہوش ہوگئے - جب ہوش آیا
آپ نے حکم دیا کہ وہ لشکر تاتاری زندہ جانے نہ پائے - چنانچہ تاکا بندی کرکے اون کو
گھیر لیا اور سب کو جو قریبًا ڈھائی تین ہزار کے تھے قتل کر دیا - آپ بحالت حزین بطلب
شاہی دہلی مین آئے حضرت امیر خسرو بھی اس جنگ مین بطور ایک جنرل یعنی افسر اعلیٰ
کے شریک تھے - اونھون نے مرثیہ لکھا اور دربار مین پڑھکر حشر برپا کر دیا - ازان بعد
آپ کو سلطان غیاث الدین بلبن نے خلعت وزارت سے سرفراز کیا - آپ کو شہزادہ کیخسرو
پسر شہزادہ محمد خان ولیعہد شہید مذکور کے ساتھ بیحد ہمدردی و محبت تھی لہذا ترک وزارت
کرکے آپ اوسکے اتالیق ہوئے اور ہمیشہ شہزادہ ولیعہد شہید کو یاد کرکے بادیدۂ نم و دل
پُر غم رہتے - انجام کار کیخسرو شہزادہ کو ہمراہ لیکر روانہ صوبۂ پنجاب شد یم جاگیر ہوئے

اور ملتان میں مستقل قیام کیا۔ سرحد کو مضبوط و محفوظ کر کے سرسبزی ملک و خوشحالی رعایا کی طرف توجہ فرمائی۔ کاروبار بترقی روز افزون جاری ہوئے۔ آمدورفت تجار بلا اندیشہ نقصان ہونے لگی۔ ہر اک حاکم راستہ کو ذمہ وار سوداگران و مسافران کا کردیا اوراپنی حسن تدبیر سے کیخسرو کو باظہار فہم و فراست ولیعہدی پر باضابطہ منظور کراکر مشتہر کرادیا جابجا فرامین شاہی جاری ہو گئے۔ کیونکہ چھوٹے شہزادہ تغاخان یا طغراخان اور اوسکے فرزند معزالدین کیقباد میں قابلیت سلطنت کچھ نہ تھی۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کو فرزند اکبر ولیعہد شہید کا بے انتہا صدمہ تھا اور جب سے طیش وتنعم شاہی یکدم ترک کردیا روز بروز تحلیل بدن ہوتا رہا۔ ضعف و کمزوری غالب آچکی تھی چند روز کی معمولی بیماری میں یکایک انتقال ہوا۔ اوس وقت کاروبار شاہی میں نظام الدین وکیل السلطنت زیادہ حاوی تھا اوسنے بخیال خود غرضی خورد سال شہزادہ معزالدین بن تغاخان فرزند اصغر غیاث الدین کو تخت نشین[1] کردیا اور خود تمام نظم و نسق ملکی مالی و فوجی اپنے قبضہ میں کر لیئے۔ چونکہ شہزادہ کیخسرو کی تدبیر و فراست اور اوسکے اتالیق حضرت خواجہ خطیرؒ کی دور اندیشی وہمہ دانی سے ہمیشہ خائف و اندیشہ مند تھا اور اونکی موجودگی میں اپنی مداخلت سلطنت کا یقین کامل نہ تھا لہذا بعیاری اونکی ہلاکت کے درپے ہو گیا باوجودیکہ شہزادہ کیخسرو نے بلا کسی عذر و حیلہ کے بادشاہ غاصب کی فرمانبرداری بخوشی منظور کر کے تعمیل احکام شاہی میں ہر وقت آمادہ رہا۔ لیکن نظام الدین ناخدا ترس نے بادشاہ کم عقل و ناتجربہ کار سے کہا کہ جب تک کیخسرو زندہ ہے آپ کی سلطنت قابل اعتبار نہیں۔ عام رعایا و امرا اوسکے گرویدہ و خواہاں ہیں۔ چنانچہ فرمان جاری ہوا کہ ہم

[1] تاریخ تخت نشینی غیاث الدین ۶۶۴ھ۔ تاریخ فوتی ۶۸۵ھ جملہ عہد حکومت بائیس ۲۲ سال ۱۲ منہ۔

آپ کی ملاقات و دیدار لقا کے بہت مشتاق ہین آپ فوری مجرد و تنہا حاضر ہون جب یہ فرمان ملتان پہونچا حضرت خواجہ نے شہزادہ سے کہا کہ در تحریر شاہی بوئے خون می آید شہزادہ نے کہا کہ مین نے بجز اطاعت و فرمان بری کوئی کام نہین کیا تو عداوت و ہلاکت کی کوئی وجہ نہین اور قضا ار مبرم مقدر ہوچکی ہے تو چارہ کار کچھ نہین۔ چنانچہ ملتان سے چار پانچ منزل راہ طے کی تھی کہ فوج شاہی آگئی اور بلا وجہ شہزادہ مرحوم کو قتل کردیا۔ چنانچہ کئی سو آدمی ہمراہی بھی شہید ہوئے اور حضرت خواجہ بمقابلہ مخالفان سخت زخمی ہوکر زین سے زمین پر گرے اور گرفتار ہوئے۔ بعدہٗ آپ سے کہا گیا کہ آپ کے داخلۂ دہلی کی ممانعت ہے۔ پھر ۶۸۸ھ مین سلطان جلال الدین خلجی نے آپ کو باحترام تمام بلاکر منصب وزارت پر ممتاز فرمایا۔ ہرچند کہ آپ نے بہت کچھ عذر عزلت نشینی کیے مگر یہ کہکر مجبور کیا ؎

عبادت بہ از خدمت خلق نیست

زان بعد جب سلطان علاء الدین سکندر ثانی خلجی نے ۶۹۵ھ کو بہ تجدید خلعت و اضافہ منصب و جاگیر بدستور منصب وزارت پر مامور رکھا اور امور انتظام ملکی و مالی متکفل الوجوہ ان کے سپرد کرکے خود انتظام فوج و فتوحات ممالک مین تا حیات مصروف رہا۔

حضرت خواجہ صاحب کی نسبت تاریخ فرشتہ مین یہ عبارت درج ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ خطیرؒ کہ بہ نیکی ذات و پسندیدگی صفات و انتظام ملکی و نظام فوجی وغیرہ اشتہار بکمال داشت بعدہٗ بعہدہ وزارت ممتاز گردانید و امور مہمات و قوام سلطنت برائے صوابدید او شان گذاشت۔

دو قطعات تاریخی از مصنف تاریخ رائین بر پندنامہ منظوم مولفہ

مفتی محمد نعمت اللہ صاحب صدیقی جاگیردار ریاست بھوپال

زہے نعمت اللہ مفتی لقب ۔ در اخلاق زیبا نوشتہ کتاب
چہ مدحت سرایم باوصافِ او ۔ کہ ہر نقطہ اش آمدہ آفتاب
چو گلدستہ آمد ز صحنِ چمن ۔ چنان کز ختا آمدہ مشک ناب
ہمہ لفظ و معنے ز قرآن دمید ۔ بچرخ ہدیٰ تافت چون ماہتاب
ہر آن کس کہ غوّاص این بحر شد ۔ بیاورد ز اخلاق دُرّ خوش آب
چو خواہی در اخلاق سبقت ہمی ۔ ببر تحفہ زین رہنمائے صواب
تو گوئی کہ عطار و سعدی بہم ۔ بگفتند با خود زہے انتخاب
کریما و ہم پندنامہ خوش است ۔ ولے این برآورد لبّ لباب
درین دور گر بودے این کہین ۔ شدے زین فواید بسے فیضیاب
پذیرند اہل جہان پند او ۔ خدایا دعایم بکن مستجاب
بکش جرعہ از جام این میکدہ ۔ بجوش آمدہ زین کہن بادہ ناب
خدایا تو این مرد فرخندہ پے ۔ کہ بکشاد ز اخلاق ہر گونہ باب
ز اخلاق شائستہ نقشے کشید ۔ کز و یافتہ خلق راہ صواب
مر او را بامن و ہدایت بدار ۔ بود این ہمہ سعیِ او کامیاب
مرا نیز با احمد مصطفےٰ ۔ سبکبار کن از وبالِ حساب

سرِ خود بزانو نہادم بفکر — بسال ہمایون جمع کتاب
زبانِ قلم از سرِ جستجو — نوشتہ - چہ زیبا و فرخ کتاب
۳ — ۱۳ھ ۴۰

ولہ دیگر

زِ لبعدش بخاطر ہمی ریختند — کہ گویم دگر مصرعۂ مستطاب
سزاوارِ تحسین بود فکرِ تو — مگر نعمت اللہ عالی جناب
کہ در علم اخلاق بنوشتۂ — چنین دلنشین نامۂ انتخاب
نباشد بعید از حقیقت اگر — بخوانم ترا خضر راہِ صواب
زگلہائے مضمون این سفرِ نغز — شدہ مغز دانش پُر از مشکناب
بود حرف حرفش برِ اہلِ ذوق — مفید زن و مرد و ہم شیخ و شاب
بیزدان کہ شرحِ کمالاتِ تست — فزون تر ز تخمین و حصر و حساب
بحُسنِ عمل ہم بہ تہذیبِ نفس — نکو آنکہ گیرد سبق زین کتاب

وفا گفت سالش بہ فکرِ جمیل
کتابیست دلکش ہمہ لاجواب
۱۳ ھ ۴۰

قدسی

در تحقیقات مقام چشت

چشت[1] قصبہ ایست پُر فضا و روح افزا بر فرازِ قُلّۂ کوہ کہ از ہرات جانب شمال کم و بیش چہار منزل فاصلہ دارد۔ و جانب مغرب چشت بلدۂ بلخ واقع ست و ہر چہار جانب چشت شہر یاران و سرداران قوم ترک و ازبک حکومت مستقلہ داشتہ خدمت خدام و زائران آنجا انجام دادہ سعادت دارین می انگارند و عزاہائے شرعیہ بر کار می کنند و نزد مزار سر خیل چشتیان حضرت خواجہ قطب الدین اول رح درختے ست بسیار تناور کہ در ہر سال ہفت مرتبہ بار و ثمر فندق می آرد۔ زائرین اثمارش تبرکاً باوطان خود می برند و میخورند و در گلوے و بازوے اطفال و بیماران می آویزند۔ مشہورست کہ حضرت خواجہ روزے عصائے خود را بعد وضو بر زمین تر فرو کردہ بدست خود استوار فرمودند بحکم الٰہی فی الحال سبز شدہ شاخ و برگ و ثمر فندق بر آورد۔ و بر آن کوہ پُر شکوہ قریب مزار دو مجرائی آب شیرین بے پیمانہ وسیع بر آمدہ یکے بسیار سرد و دیگرے گرم کہ بخورد و نوش و غسل و وضو زائرین بکار می آید۔ و بر آن کوہ قریب مزار درہ غار ست۔ اندرون آن غار از زن و مرد پنجاہ کس اند۔ کسے خفتہ و کسی نشستہ می نماید و لباس عربی در بر دارند۔ چون بعض بزرگان نزدیک شان رسیدند۔ ہمہ را بے جان یافتند۔ و نزد او شان پنج سکۂ نقرہ باسم خالد بن ولید رض و یک کارد فولادی یافتند۔ ہمہ ہمراہیان بعرق حیرت افتادند۔ یکے از بزرگان موجودین ہمہ اشیا گرفتہ تبرکاً ہمراہ آوردند و دروازۂ غار را استوار

---

[1] چشت نام کا ایک اور قصبہ درمیان راستہ ملتان و شہر میرٹھ یا درمیان لاہور و میرٹھ ہندوستان میں تھا مگر یہ جدا ہے ۱۲۔ از حاشیہ شجرۂ چشتیہ مطبوعہ۔ مترجم۔

لہ

بہ سنگ تعمیر ساختند۔ این روایت حضرت عبدالستّار شاہ ولی ناقل بود۔ آن کارد و فولادی تیمناً ہمراہ خود داشت۔ دخو و لعہد شاہ زمان دُرّانی آورد۔ قیاس نمودند کہ این جماعت غالباً از سادات باشد کہ از ترس مظالم بنی اُمیّہ یا بنی عباس فرار نمودہ بریں کوہ آرمیدند و مرگ کردہ آسودند۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

نقل از کتاب قلمی مولفہ حضرت خواجہ سید امام[۵۱] الدین حسینی حسنی چشتی مودودی تالیف سنہ ۱۲۱۱ھ بحکم شاہ زمان بادشاہ دُرّانی بوقت دورۂ لاہور و پشاور پنجاب برداشتہ شد۔

مجھکو یہ کتاب قلمی ذریعہ مکرمی خواجہ سید رشید[۵۲] الدین مودودی سلمہ لکھنؤ میں دستیاب ہوئی۔ تاریخ تحریر نقل سنہ ۱۳۳۹ ہجری سنہ ۱۹۲۱ عیسوی۔

(قاضی عبدالباقی عفرلہ سہسوانی)
(مودودی چشتی)

تمت بالخیر

---

۵۱ آپ مودودی چشتی اولیائے کرام و علمائے عظام عصر تھے۔ میرے مکرم خواجہ سید رشید الدین صاحب کے اجداد امجاد سے تھے۔ اور دربار شاہی میں بہت معزز رہے ہے۔ ۱۲۔ منہ

۵۲ آپ جناب صمصام الملک صفی الدولہ نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر کے برادر نسبتی اور میرے مکرم خاص خاندان مودودیہ سے ہیں سلمہ ربہ۔ ۱۲۔ منہ

اشتہار

فروخت کتب بے نظیر و نایاب تصنیف حضرت مصنف ہذا

۱	حیواۃ العلما ۱۳ جزو	عہ/	اسمیں بڑے نامی گرامی علما و اطبا کے ابتدائے سنہ ۵۰ھ سے کارنامے اور حالات تفصیلی ہیں۔ ولادت۔ وفات بقید تاریخ و سنہ درج ہے۔
۲	تنقید الانتقاد ۲ جزو	۳/	اسمیں سود کے متعلق بحث عالمانہ و فلسفیانہ دو حصوں میں محققانہ ہے اور تیسرے حصہ میں قول فیصل بابتہ قصہ حضرت داؤدؑ مندرجہ قرآن مجید ہے جس میں مفسرین متقدمین و متاخرین کا سخت اختلاف ہے ۱۲
۳	تبصرہ علی الثریاد ۳ جزو	۱/	بجواب تحریرات مسٹر سید طفیل احمد صاحب علیگ برنگ اقتصادیات بابت حرمت سود ہے۔ ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ کیا جائے گا۔
۴	آئینہ نامہ نظم ۳ جزو	۲/	آئم کو اپنا دلبر شوخ چشم دریدہ دہن قرار دے کر ہجر و وصل عجیب غریب نقشہ پیش کر دیا ہے۔ واسوخت کا پورا لطف آتا ہے۔ زبان بھی پیاری سلیس اور ترکیب چست ہے۔
۵	تاریخ۔ تاریخی نام اخبار قلعہ رائسین ۱۳۴۳ھ ریاست بھوپال ۱۲ جزو	عہ/	یہ قلعہ تقریباً ۴ ہزار برس کا تعمیر شدہ بہت پرانا تجربہ کار زمانہ سرد و گرم عشرت و کلفت رزم و بزم دیدہ ہے اسکے قدیمی آثار و حالات گذشتہ کے گویا نقشے کھینچ دیئے ہیں۔ تحقیقات آثار قدیمہ میں قابل مصنف نے سات برس جان توڑ محنت کی ہے (۷)

ملنے کا پتہ

(۱) سید کلیم احمد منیجر شبلی بک ڈپو لکھنؤ (۲) نولکشور بک ڈپو حضرت گنج۔ لکھنؤ

(۳) ہمدم پریس میوٹ روڈ لکھنؤ (۴) مصنف لال باغ بھوپال ہاؤس لکھنؤ